ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون
جوابات عالیہ
در
ردِّ خرافات غالیہ
مؤلفہ
بلال مہدی
مقدمہ
سید حسین عارف نقوی
تحریک احیاءِ حق پاکستان اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۵

جوابات عالیہ

در

ردِّ خرافات غالیہ

مؤلفہ /

بلال مہدی

مقدمہ

سید حسین عارف نقوی

تحریک داعیانِ حق (پاکستان) اسلام آباد

نام کتاب	جوابات عالیہ در ردِّ خرافات غالیہ
تعداد	ایک ہزار
قیمت	دس روپے
مؤلف	بلال مہدی
مقدمہ	سید حسین عارف نقوی
تاریخ اشاعت	مئی ۱۹۸۵ء
شائع کردہ	تحریکِ داعیانِ حق (پاکستان) اسلام آباد۔

انتساب

— باسمہٖ تعالےٰ —

اُن علماءِ حق کے نام جن کے وجودِ ذیجود سے کفر و الحاد، شرک و بدعت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ جن کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی راہنمائی اور جن کا ہر وقت نعرہ اللّٰہ اکبر ہے۔ جو نہ بکتے ہیں نہ جھکتے ہیں اور ماسوا اللہ کے کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ کلمہ حق کہنا جن کا شعار ہے۔ یہی علماء ہی تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مصداق ہیں — العلماءُ ورثۃ الانبیاء — اور زمینِ خدا پر انھیں کو حکمرانی کا حق ہے۔ انہی کی ہیبت جلالت سے مغربی و مشرقی اِستعمار کانپ جاتے ہیں۔ انہی کا نعرہ "لا شرقیہ ولا غربیہ"۔

حقیر العباد

بلال مہدی

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ آلہ الطاہرین المعصومین ہ

اما بعد! مومنین کرام پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ ہر دور میں حق اور باطل کی قوتیں بر سرِ پیکار رہی ہیں اور تا ظہور مہدی علیہ السلام رہیں گی۔ باطل ہمیشہ اپنی جہالت اور قیاس پر مبنی راہ پر گامزن رہا اور حق ہمیشہ صراطِ مستقیم پر۔ باطل اپنے اس عبث خیال کو کامیاب کرنے کے لئے ظاہراً' باطناً حق کو مٹانے کی شب و روز کوشش میں رہا ہے۔ جب باطل اپنی ظاہری ناکامی کو یقینی سمجھ لیتا ہے تو اس کو مٹانے کے لئے اندرونی طور پر سازش کرتا ہے۔

یہ شجرِ اسلام جس کو کتنی ہی عظیم قربانیاں دے کر سینچا گیا اور پروان چڑھایا گیا۔ اس کو انبیاءؑ علیہم السلام کے خون مطہر نے سیراب کیا اور پھر ان کے اولیاء نے اس کی حفاظت کی۔ اسی شجرِ اسلام کی سیرابی کے لئے معرکہ کربو بلا وجود میں آیا لیکن وہاں بھی حق کے پرستار اپنا سب کچھ دے کر قیامت تک صفحہ تاریخ انسانی پر حق کی بلندی کی تحریر رقم کر گئے۔

یہی حق کے پرستار ہی تو تھے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہزاروں کی تعداد میں حق کی تعلیم دے کر علماء حقہ کو پیدا کیا۔ یہ کون تھے؟ حضرت امام جعفر ابن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین ابن علی علیہم السلام تھے جن کی شمع علم سے فیض یاب ہونے والے پروانوں نے شہنشاہوں کے تخت و تاج کو اپنی علمی جلالت' حق گوئی سے لرزہ براندام کر دیا۔ اسی شمع علم نے ہشام جیسے جلیل القدر پروانے

پیدا کیئے جنہوں نے اپنے علم کا سکہ زمانے سے منوا کر اپنے اصلی منبع علم و حکمت کی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔

اس درس گاہ حق شناس کے پروانوں نے زمانے کے انقلابات کے ساتھ ساتھ اپنی روشنی کو بادِ مخالف سے محفوظ رکھا اور پھر وہ وقت آیا کہ یہ پروانے باب مدینۃ العلم کے دروازے پر اپنی شمع کی لَو لینے کے لئے حاضر ہوتے۔ اب کی بار عشق حقیقی کے پروانوں نے تہیہ کر لیا کہ اب اس درِ علم پر زندگی کی تمام منازل کو تمام کریں گے اور انہی کی کوششوں سے حوزہ علمیہ نجف اشرف کی بنیاد پڑی اور پھر سے حضرت امام جعفر ابن محمد باقر علیہما السلام کے تعلیم یافتہ باقر العلم کے جدِّ بزرگوار کے دروازے پر جمع تھے جن کا دعویٰ تھا " سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ " لیکن پوچھنے والے غافل رہے جو باب مدینۃ العلم حسرت کی آہیں بھر کر زندگی میں فرماتے تھے کہ پوچھنے والے ملتے نہیں۔ اگر ملتے ہیں تو عقیل نہیں۔ اگر عقیل ہیں تو امین نہیں۔ آج یہی لوگ اپنے مولا کے دروازے پر حاضر ہو کر ثبوت دے رہے ہیں کہ مولا ہم عقیل بھی ہیں اور آپ کے علم کے امین بھی ہیں۔

اسی حوزہ علمیہ کی برکت تھی کہ دنیا کے ہر کونے میں بادہ باب مدینۃ العلم کے خوشہ چینوں نے اپنی حسب استطاعت کو ہر علم و حکمت سے مالا مال ہو کر دنیا میں اس کی شمع کو روشن کر دیا۔ اور پھر سے خونِ حسینی ؑ کے اصل مقصد بقائے اسلام کے لئے کمربستہ ہو گئے اور اپنے مولیٰ حجۃ المنتظر محمد کی غیبت کبریٰ کے زمانے کے نائب بن کر دنیا میں پھیلنے لگے۔ اور اپنے مولا منتظر ؑ کی حکومت اسلامی کی فوج کی تاسیس شروع کر دی۔

اسی حوزہ علمیہ کا ہی فیض تھا کہ اپنی شعاع کو پاک و ہند تک پھیلا کر لکھنؤ میں ایک حوزہ علمیہ کی بنیاد ڈالی۔ اسی حوزہ علمیہ کی محنت کا نتیجہ فقہائے زمانہ غفران مآب اور شریف العلماءؒ جیسے

فقہا پیدا ہوئے۔ اسی حوزہ علمیہ کا ثمرہ آج فقیہہ عالی قدر سید العلماء علامہ علی نقوی النقوی مدظلہم کی صورت میں پاک و ہند میں جلوہ بار ہیں۔

لکھنؤ کا حوزہ علمیہ مقدس قم کے راستے سے آیا۔ اسی مقدس قم کے فیض و برکات کا نتیجہ تھا کربلاد اسلامی میں اٹھارویں انیسویں صدی میں استعمار سامراجیت کے دانت کھٹے ہو گئے۔ تمام بلاد اسلامی میں پھر ایک بار اتحاد و اتفاق کا جذبہ پیدا ہوا۔ یہ کون تھا؟ سید جمال الدین اسد آبادی اسی مقدس ایران کا سپوت تھا جس نے مسلمانوں کو پھر سے ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش شروع کی اور مسلمانوں کو اپنے اصل دشمن استعمار سے آگاہ کیا۔ اسی آواز حق کو میرزا محمد تقی شیرازی آیت اللہ سید ابوالقاسم کاشانی اور ان کے والد آیت اللہ سید مصطفےٰ کاشانی جیسے جلیل القدر فرزندان توحید نے بقا بخشی اور استعمار کو ان کے ہاتھوں اپنی ضلالت کا یقین ہو گیا۔

استعمار نے اسلام اور اسلامیان کو مٹانے کے لئے جب اپنے سارے حربے ناکام ہوتے دیکھے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا میں جب تک شیعیت زندہ ہے اسلام زندہ ہے کیونکہ شیعیت کا نظریہ توحید ہی ایسا نظریہ ہے جو ہر دور میں سب کچھ قربان تو کر سکتا ہے لیکن توحید کو کسی چیز پر قربان نہیں کر سکتا اور اسی توحید کے تحفظ کے لئے شیعہ بلاد اسلامی میں کسی استعمار کو داخل نہیں ہونے دیتا۔

ان استعماری طاقتوں نے اسلام اور خصوصاً شیعیت کو کمزور کرنے کے لئے کچھ ایجنٹ اسی ماده میں پیدا کئے۔ انہی ایجنٹوں میں شیخ احمد احسائی (جس کا ذکر ہم انشاء اللہ کتاب کے باب میں پر زور میں کریں گے) تھا۔ یہ کچھ عرصہ نجف میں داخل درس رہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ ایران اور خلیج فارس کی ریاستوں میں چکر لگانے کے بعد دوبارہ داخل نجف ہوا اور زیارۃ امام علیہ السلام کی شرح لکھی جس میں دیگر فقہائے اسلام کے بزرگوں کے لئے نازیبا کلمات استعمال کئے جس کے نتیجے میں داؤد پاشا کو کربلا معلی نجف اشرف کی بے حرمتی کا جواز پیدا کیا اور اپنے باطنی مقصد میں

کامیاب ہوا۔

اس نے جہاں مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا وہاں شیعیت میں بھی توحید کے خلاف خرافات کا ایک مجموعہ جمع کیا۔ علماء ربانیون نے اس پر کفر ضلالت کے فتوے صادر فرمائے۔ اسی کے شاگرد کاظم رشتی نے اس کے مشن کو چلایا اور یہ خطرناک انسان اپنے استاد سے زیادہ بھیانک کردار کا مالک نکلا۔

اسی کی تعلیم، تربیت اور نظریہ کی بدولت شیخیہ، بابی، بہائی وغیرہم باطل فرقے پیدا ہوئے کیونکہ بابیت کا بانی محمد علی باب اسی رشتی کا شاگرد تھا۔

صرف ایران ہی اس سے محفوظ نہ رہا بلکہ پاکستان میں بھی اس نے اپنا جال پھیلایا اور بانی فرقہ شیخیہ کشفیہ مرزا موسیٰ اسکوئی کی رسوائے زمانہ کتاب "احقاق الحق" سے استخراج ہونے لگا اور عرصہ سے اس نظریہ ضالہ کی تبلیغ ڈاکٹر کاظم علی رسا ایجنٹ فرقہ شیخیہ کرماہنیہ کے ذریعے سے چند ایک دین فروش نام نہاد مبلغین کو خرید کر کی گئی۔ اپنی تبلیغ کے لئے ان کو وقف کر لیا۔ (ثبوت کے لئے گلدستہ مودت دیکھی جا سکتی ہے۔)

لیکن یہاں بھی باب مدینۃ العلم کے خوشہ چینوں نے فوراً بھانپ لیا اور ان کے خلاف آواز بلند کی اس میں اگرچہ پہل جناب سید العلماء علامہ علی نقی نے مذہب باب و بہا اور جناب ضیغم پاکستان میرزا احمد علی نے لوح باب و بہا لکھ کر کی مگر اس کی تکمیل فقیہ عالی قدر صدر المحققین حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حسین مدظلہ نے اپنی تالیف احسن الفوائد میں کی اور اس مکار چہرے کو بے نقاب کر دیا۔ پھر کیا تھا یہ ٹریف بادو ہو شروع ہو گئی اور شیخ کی مدح میں اس کے نظریات کو آئمہ معصومین کے نظریات ثابت کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ اپنی ساکھ عوام میں بحال کرنے کے لئے علمائے

ؒ از مقدمہ کتاب تنبیہ الامراء اعداد ارشاد العوام ــ ترجمہ سید محمد حسین زیدی مدظلہ۔

حقہ کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ انہیں وہابی مقصر کے نام دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔ تحریراً تقریراً اپنا سب کچھ اسی کام پر خرچ کر دیا۔ پھر اپنی خرافات کے جواب میں صدر المحققین حضرت علامہ صاحب قبلہ نے اصول شریعہ فی عقائد شیعہ لکھی۔ پاکستان میں اردو زبان میں عقائد پر پہلی کتاب ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتی جس نے عوام کے سامنے اصل عقائد شیعہ کا قرآن و فرامین معصومین کی روشنی میں تعارف کرا دیا۔ اب یہ بے چارے نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن والی مثال پر عمل کرتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کچھ نے تو شیخیت[1] سے بیزاری کی لیکن عقائد شیخیہ کی ترویج کو باقی رکھا اور پھر اصول شریعہ فی عقائد شیعہ پر اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا گئی ایک جوابی کتابیں لکھی گئیں جن کے جواب الجواب علامہ صاحب قبلہ نے اصول شریعہ کے دوسرے ایڈیشن میں دیئے مگر خرافات کا سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے بحمد اللہ اہل حق اس مقدس مقصد میں کامیاب ہوئے جس کا بین ثبوت اصول شریعہ کے تین ایڈیشن اتنی کم مدت میں شائع ہو چکے ہیں۔

میرے اس رسالہ کی تالیف کا مقصد میرے سامنے چند ایک پمفلٹ ہیں جو میرے ایک دوست نے مجھے دیئے ہیں اور اصرار کیا ہے کہ ان کا جواب لکھا جائے۔

مومنین کرام! مخفی نہ رہے کہ یہ پمفلٹ جن میں علماء شیعہ کی کتب پر اعتراض کئے گئے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ان کے بیسیوں دفعہ جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ حال ہی میں سابقی صاحب نے کوٹ ادو یا احقاقیوں جو کہ شیخیہ کی اسکوئی شاخ سے ہے کی امداد سے نیا مدرسہ جامع الثقلین کھولا ہے اور جب ملتان میں لوگوں نے ان کو شیخی کہنا شروع کیا تو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے علماء حقہ پر اعتراضات پمفلٹ اور اشتہاروں کی شکل میں شائع کرنا شروع کر دیئے۔

ان اشتہارات، رسائل شائع کرنے والوں نے گویا دین، دیانت، آدمیت اور شرافت کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور قسم کھائی ہے کہ سچ نہیں بولنا۔ ایک دجل و فریب اور دھوکہ دہی سے کام

[1] تذکرہ علمائے امامیہ جلد اول طبع اسلام آباد ص ۲۱۷

لینا ہے اور "انتم سکاریٰ" کو چھوڑ کر صرف "لا تقربوا الصلوٰۃ" کو لینا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ اگر ایسا نہ کریں تو ان کی دکان نہیں چل سکتی۔ دبیر استعمار کے زر خرید غلام جانتے ہیں کہ اگر ان علمائے حقہ کی آواز حق عوام تک پہنچ گئی تو پھر ان کے مغربی مشرقی آقا کی خیر نہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ ان علمائے روحانیون سے عوام کو بدگمان کر کے رضا شاہ ملعون اور امریکہ کی سنت ادا کر رہے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء کو ایک نام نہاد تنظیم بنام عظمت اہلبیتؑ بنی ہے جس کے سرپرست اعلیٰ میرزا حسن الحائری احقاقی کویتی ہیں اور اس کی دیگر شاخیں ملک میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے کھولی ہیں۔ یہ تنظیم اسی کویتی امداد سے چل رہی ہے۔

یہ پمفلٹ اور اشتہار بھی اسی تنظیم کے شائع کردہ ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس کتاب میں مختصراً ان کے جوابات دینے کی سعی کرتے ہیں تاکہ ہمارے مومنین بھائی حق اور باطل کی پہچان حضرت علی علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں کر سکیں کہ "سچ اور جھوٹ میں چار انگشت کا فاصلہ ہوتا ہے"۔

اس کتاب کے چار ابواب ہیں۔ پہلے اور دوسرے باب میں پمفلٹ / رسائل کا جواب درج ہے تیسرے باب میں اشتہارات پر ایک نظر کے عنوان سے تین اشتہاروں کی تین عدد جز بنائیں ہیں اور چوتھے باب میں شیخ احمد احسائی کی حقیقت علمائے شیعہ کی نظر میں اور دوسرے جز میں حضرت علامہ شیخ محمد خالصی رح ابن شیخ مہدی خالصیؒ کے بارے میں چند حقائق تحریر کئے ہیں۔

برادران ایمانی! میری اس تالیف کا مقصد کسی فرد پر ذاتی تنقید کرنا نہیں ہے بلکہ عوام کے سامنے اصل صورت احوال بیان کرنا ہے اس لئے ہم نے اس کا نام جوابات علیہ در رد خرافات غالیہ رکھا ہے۔

آخر میں میں جناب مولانا سید حسین عارف صاحب قبلہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اپنی گوناگون مصروفیات کے باوجود مقدمہ تحریر فرما کر کتاب کی عظمت کو دوبالا فرمایا ہے۔ جناب سید

محمد ثقلین صاحب کاظمی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اپنی لائبریری سے کتب کے استفادہ کی اجازت
مرحمت فرمائی۔ دیگر ان تمام رفقاء کار کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مالی وسائل مہیا فرما کر میری
اعانت فرمائی ہے۔ خداوند کریم ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور مومنین کو حق اور باطل کے سمجھنے
کی طاقت عنایت فرمائے۔ آمین بحق النبی وآلہ الطاہرین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مقدّمہ

سید عارف حسین نقوی اسلام آباد

اپنے آپ کو مومن کہنا بہت آسان ہے مگر خداوند عالم کی نظر میں کون مومن ہے۔۔۔ فرمایا:

اَم حَسِبتُم اَن تَدخُلُوا الجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاتِکُم مَثَلُ الَّذِینَ خَلَوا مِن قَبلِکُم ؕ مَسَّتھُمُ البَاسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلزِلُوا حَتّٰی یَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا مَعَہٗ مَتٰی نَصرُ اللّٰہِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصرَ اللّٰہِ قَرِیبٌ ○

ترجمہ : کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم بہشت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تم پر ویسی نہیں پڑی جیسی اُن پر (گزر گئی) جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اُن پر افلاس اور امراض کی (بھی) سختیاں گزریں اور ہلا مارے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اُن کے ساتھ ایمان لانے والے بول اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اور ہماری طرف سے کہا گیا کہ) خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد اب آگئی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو جنتی اور مومن کن وجوہ کی بناء پر خیال کرتا ہے۔ جواب ظاہر ہے کہ اپنے عقائد و اعمال کی بناء پر۔ لیکن قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ جب تک ہمارے جملہ اعتقادات اور اعمال حضرات انبیاء علیہم السلام کے مطابق نہ ہوں تو ہمیں اپنے آپ کو جنتی کہنا محض لگاؤ بازی ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ علماء کے فرائض میں ہے کہ اذا ظهرت البدع فی امتی یظهر العالم علمه، فمن لم یفعل فعلیه لعنة اللہ۔

ترجمہ : جب بدعت میری اُمت میں ظاہر ہو تو عالم کو چاہیے

کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا تو اُن پر اللہ کی لعنت ۔

اس حدیث میں "عالم" اور "بدعت" دو الفاظ آئے ہیں اِن کے متعلق حضرات معصومین علیہم السلام نے فرمایا :

۱۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : اذا رأیتم العالم محبا للدنیاہ فاتھموہ علیٰ دینکم فان کل محب لشئ یحوط ما احب ۔

ترجمہ : حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم کسی عالم کو اُمورِ دنیا میں منہمک پاؤ تو امورِ دین میں اس پر اعتماد نہ کرو۔ ہر محب کو وہی ملتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے۔

۲۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الفقہا امناء الرسل مالم یدخلوا فی الدنیا قیل یا رسول اللہ وما دخولھم

فی الدنیا؟ قال: اتباع السلطان فاذا فعلوا ذالک فاحذروھم علیٰ دینکم۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فقہاء رسولوں کے امین ہیں جب تک وہ دنیا میں داخل نہ ہوں۔ پوچھا کہ دنیا میں اُن کے داخلے کی صورت کیا ہے؟ فرمایا سلطان جابر کی پیروی۔ جب وہ ایسا کریں تو تم اپنے دین کو اُن سے بچاؤ۔

۳۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی کسی نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی طرف بلایا اُس پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے حتیٰ کہ بے دین افراد
نے اُسے دین کا دشمن قرار دیا۔ بدکار نے بطور طنز کہا کہ یہ لوگ تو اپنے آپ کو
بہت پاک و پاکیزہ سمجھتے ہیں۔ ہر طریقے سے اُن پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔
ایسے ہی علمائے حق میں سے ایک عالم ہیں شیخ محمد خالصیؒ۔ حد تو یہ ہے کہ بعض اہل
علم نے بھی اُن کے متعلق وہ کچھ کہا جس کا خود شیخؒ کو بھی علم نہ تھا۔
شیخ کے مخالفین نے اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کے متعلق بہت سے
دے کی حالانکہ شیخؒ نے اپنی کتاب میں اس کی وضاحت کی ہے۔[۷]

الصلوٰۃ خیر من النوم فانہا کلمۃ حق اذ لا شک
ان الصلوٰۃ خیرٌ من النوم ولکن لیس کل حق
فصلاً من فصول الاذان قال الصدوقؒ فی
کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ) وھو من اصول
کتب الشیعۃ ومہماتہا فی الفقہ نصہ نقلاً من
کتاب (وسائل الشیعۃ) وھو المرجع فی الاحادیث
ملا ما ورد المفوضۃ لعنہم اللہ قد وضعوا
اخبارا وزادوا بہا فی الاذان (محمد و

آل محمد خیر البریہ مرتین وفی بعض رواياتهم
بعد اشهد ان محمداً رسول الله اشهد
ان علیاً ولی الله مرتین، ومنهم من روی
بدل ذالك اشهد ان علیاً امیر المؤمنین حقا
مرتین ولا شك ان علیاً (ع) ولی الله وانه
امیر المؤمنین حقاً وان محمداً واٰله خیر البریه
ولکن ذالك لیس فی اصل الاذان وانما ذکرت
ذالك لیعرف بهذه الزیادة المتهمون
بالتفویض المدلسون انفسهم فی جملتنا انتهٰی
کلام الصدوق رئیس المحدثین رضی الله عنه
هذه عبارة وسائل الشیعه فیها قول
الصدوق ومثل ذالك جاء فی کتاب اللمعة
الدمشقیه للشهید الثانی رحمة الله علیه و
اتفقت علماء الشیعة قدیماً حدیثاً علی ان
من جعل کلمة اشهد ان علیاً امیر المؤمنین
جزءً من الاذان ابدع وارتکب حراما .....

ومع وجوده فاتیانه فی الاذان بصورة الاذان بدعة محرمة کما ان المعاد اصل من اصول الدین الاسلام ومنکره خارج عن المسلمین ومع ذالک فاتیانه فی الاذان بدعة حرام۔

اس وضاحت کے بعد اُن پر الزام حقیقت میں معاد کا انکار ہے۔ رہا مسئلہ امامت تو وہ بھی شیخ کی کتاب سے واضح ہے۔

الفصل الثانی عشر ــــ فی الامامة

النص علی الامام من اللہ تعالیٰ بواسطة نبیه (ص) ولیس الامامة انتخاب الامام توفر هذه الشروط فی علی واولاده (ع) دون غیرهم دلالة آیت المباهلة علی امامت علی (ع)

حدیث منزلت۔ حدیث یوم الدار وغیرهما من الاحادیث نصب النبی (ص) علیا (ع) خَلِیفَتُهُ لهٗ وو الیا علی الیمن۔

البتہ شیخؒ میں جو خاص بات تھی وہ یہ کہ وہ شیخیت کے انتہائی خلاف تھے چنانچہ ہر شیخی اور اُن کے گماشتے نے خوفِ آخرت کئے بغیر اُن پر وہ وہ الزامات لگائے کہ جن سے زمین و آسمان کانپ اُٹھے۔ شیخؒ نے سعودیوں، نجدیوں اور وہابیوں کی اس قدر مخالفت کی کہ شاید اُن کے ہم عصر کسی بھی عالم یا "اَعْلَم" نے اس بارے میں اُن کا عشر عشیر بھی نہ کہا ہو لیکن افسوس کہ شیخؒ کو وہابیوں اور سعودیوں کا ایجنٹ قرار دیا گیا۔

پاکستان کے نام نہاد شیخیوں نے بھی علامہ خالصیؒ کی حلہ سے زیادہ مخالفت کی اور پیسے کے بل بوتے پر کر رہے ہیں۔ غالباً برصغیر پاک و ہند میں شیخیت کی ابتداء سید کاظم رشتی کے شاگرد شیخ مرزا حسن ۱۲۶۰ھ کے ذریعے ہوئی۔

آقائے بزرگ تہرانیؒ اپنی کتاب میں مرزا حسن کے بارے میں لکھتے ہیں[8]۔ شیخ مرزا حسن الدھلوی بن امان اللہ الدہلوی العظیم آبادی الھندی من الاعلام کان فی کربلا المشرفہ من تلامیذ السید کاظم رشتی (م ۱۲۵۹ھ)۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا حسن دہلوی نے سید کاظم رشتی سے کچھ سوالات پوچھے تھے چنانچہ آقائے بزرگ طہرانیؒ فرماتے ہیں[9]۔

اسئلۃ الدھلویہ میرزا حسن بن امان اللہ دہلوی العظیم

آبادی سالہا من استاذہم السید کاظم بن قاسم الحسینی الرشتی الحائری (م ۱۲۵۹ھ) فکتبہ لہٗ جواباً تھا۔

معلوم نہیں "آسنۃ الدھلویۃ" اشاعت پذیر ہوئی یا نہیں۔ مولانا حسن عظیم آبادی شیخیت کا تحفہ لے کر ہندوستان آئے یہاں پر شیخ احمد احسائی کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ شیخیت کے حق میں کتابیں لکھیں مگر موجودہ ہند و پاکستان کے بعض علماء کے برعکس تمام علماء نے اُن کی خوب مخالفت کی۔ سید العلما مولانا سید محمد بن مولانا سید دلدار علیؒ نے اُن کے خلاف "افادات حسینیہ"[۱] نامی کتاب لکھی۔ مولانا سید نثار حسینؒ عظیم آبادی نے بھی ڈٹ کر مخالفت کی[۲] اور ایک کتاب بنام "رد الاجابۃ الشیخیۃ" لکھی۔ اس بارے میں مولانا مرزا محمد مہدی لکھنوی رقم طراز ہیں[۳]:

"در آخر ۱۲۵۲ھ بلدہ لکھنو رسیدہ چند سال اقامت و عظ را برطبق اقوال مخترعہ سید کاظم رشتی و شیخ احمد احسائی بنا نہاد و تصانیف خود را مثل کتاب 'کشف الظلام'، 'رسالہ ترجمہ حیاۃ النفس' و دیگر رسائل کہ اکثر آنہا مبنی بر تائید اقوال ایشاں است رواج دادہ جناب مولانا سید العلماء دام ظلہ العالی بحسب وسع تنبیہ و تذکرہ او در باب بطلان طریقہ ایشاں نمودند لیکن بسود مند نیفتاد چنانچہ آنجناب در اوائل کتاب 'افادات حسینیہ' کہ رد اقوال مخترعہ سید رشتی و شیخ احسائی است تحریر فرمودہ۔"

جب علمائے شیعہ نے مولانا حسن کا عقائد کے بارے میں گھیراؤ کیا تو آپ گھبرا گئے

اور فارسی میں ایک کتاب بنام "وعظیہ" لکھی اور دل کھول کر شیخ وسنید کا دفاع کیا۔
رسالہ وعظیہ کی تکمیل ۲۲ صفر المظفر ۱۲۶۰ھ کو ہوئی اور ۵ ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ کو چھپا۔
یہ رسالہ ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

شیخ خالصیؒ جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ کلمہ حق کہنے میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے روضہ خوانوں کی کذب بیانی کی بھی خوب خبر لی۔

شیخؒ کے روحانی شاگرد حضرت العلامہ مولانا شیخ محمد حسین ڈھکو نجفی مدظلہم نے جب پاکستان مراجعت فرمائی تو اُن کی کتاب "اصول الشریعہ" میں ضمناً حضرت شیخ خالصیؒ کا ذکر خیر بھی آگیا اور شیخؒ کی اُن تمام افراد نے مخالفت کی جنھوں نے شیخؒ کی کتابوں کا ٹائٹیل پیج بھی نہیں دیکھا تھا۔

آیت اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا ایک واقعہ بحوالہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔

"موصوف ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ جعفر ابن سلیمان کے دربار میں ایک مسلمان کسی دوسرے کے کفر کا گواہ تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ مدعی کے متعلق کیا جانتے ہو۔ اس نے بیان دیا کہ یہ شخص معتزلی ہے، ناصبی ہے، حروری ہے، رافضی ہے علی ابن خطاب، عمر ابن قحافہ، عثمان بن ابی طالب اور ابوبکر ابن عفان کو برا بھلا کہتا ہے نیز کوفہ کو ابوسفیان پر ڈھانے والے اور قطائف کے دن (یوم طف = روز عاشورا) حسین ابن معاویہ سے جنگ کرنے والے حجاج کو گالیاں دیتا ہے۔ یہ سن کر جعفر نے کہا

خدا کی مار، نہ جانے میں تیری کس چیز پر رشک کروں۔ تاریخ دانی پر، مذہب شناسی پر، یا جغرافیائی معلومات پر۔"

خیال تھا کہ شاید اس میں کچھ مبالغہ ہو مگر ہفت روزہ شیعہ یکم فروری ۱۹۸۵ء کا باب الاستفسارات دیکھ کر یقین آگیا کہ شیخ ؒ کا یہ بیان کس قدر صحیح ہے۔ مذکورہ باب استفسارات میں تین سوالات کے جوابات 'الحاج مولانا ظہور الحسن صاحب کوثر خطیب شیعہ ملتان' نے دئیے ہیں۔ شروع میں اس بات کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ یہ جوابات "بمطابق آقائے خوئی" ہیں اب ذرا جوابات کا مطالعہ فرمائیں۔

س: جناب مولانا صاحب قبلہ یہ فرمائیے آج ہمارے ملک میں شیعہ حضرات دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں شیخی اور خالصی ان دونوں کے بانی کون ہیں۔ وہ اب کہاں ہیں۔ ہم ان دونوں میں سے اپنے آپ کو کس سے منسوب کریں؟

ج: دونوں فرقوں میں تقسیم ہونا ہماری بدعملی اور بد قسمتی سے ہے فرقہ شیخیہ کے بانی شیخ احمد احسائی آپ ایرانی النسل (؟) ہیں عراق نجف اشرف میں تعلیم پائی (؟) درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ سفر حج میں ۱۲۴۱ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جنت البقیع میں دفن ہوئے

فرقہ خالصیہ (؟) کے بانی شیخ محمد خالصی (؟؟) یہ بھی ایرانی النسل (؟) تھے ایران
میں تعلیم حاصل کی (؟؟؟) نیز علمائے نجف سے بھی استفادہ حاصل (؟) کیا
یہ مصر میں جاکر اہلِ سنّت (؟؟؟) ہو گئے تھے بعد میں پھر تائب (؟) ہو کر ایران (؟)
واپس آ گئے۔ ایک مدرسہ جاری کیا حکومت آقائے خمینی نے اب پابندی
لگادی (؟؟؟) اور اس ' پرنسپل نظر بند ہے غالباً شیخ خالصی ۱۹۶۲ء (؟) کو
فوت ہو گئے۔

س : کیا تشہد میں اشہد ان علیا ولی اللہ پڑھنا
جائز ہے۔ علمائے ایران و عراق کا اس پر کیا عمل ہے۔

ج : (شرح میں فقہ المجلسی کا حوالہ ہے) لیکن موجودہ ایران و عراق
کے علماء نماز میں اس کے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے - مجتہد
عظام نے بطور مستحب اس کے پڑھنے کی اجازت دی ہے (؟) میرے نزدیک
اگر شہادت علی تشہد میں نہ پڑھے تو نماز درست ہے اور اگر پڑھے تو نماز
بہترین بلکہ اکمل ہے (؟) لیکن مستحب ہے۔

س : میرزا حسن الحائری الاحقاقی (؟) کون ہیں یہ کہاں

رہتے ہیں

ج: آیۃ اللہ آقائے حاج مرزا حسن الحائری احقاقی (۹) موجودہ مراجع عظام میں سے ایک مرجع مجتہد ہیں آپ اصل ایرانی سے ہیں مگر کسی وجہ سے جو مجھے معلوم نہیں کویت میں قیام پذیر ہیں۔ کچھ مہینے ہر سال آپ ایران میں بھی گزارتے ہیں۔

اب قارئین ہی بتائیں کہ مندرجہ بالا فتووں کا آیۃ اللہ سید ابو القاسم الخوئی مدظلہم سے کیا تعلق ہے؟ پھر نرا جھوٹ اور جہالت کا پلندہ۔ قارئین کی ازدیاد معلومات کے لئے شیخ احسائی و خالصی ایرانی النسل نہیں تھے عرب تھے۔ نہ شیخ خالصی نے ایران میں کوئی مدرسہ جاری کیا۔ اُن کا مدرسہ کاظمین (عراق) میں ہے۔ عراق کی موجودہ لادینی حکومت نے اُن کے صاحبزادے کو عراق سے نکال دیا ہے اور اب وہ قم میں ہیں۔

مولانا کوثر صاحب کو چاہئے تھا کہ یہ جوابات لکھنے سے پہلے وہ انھیں حضرت مولانا کاظم حسین اثیر جاڑوی مدظلہم کو دکھا دیتے تاکہ ان میں سے بعض کی تصحیح ہو جاتی۔

مولانا اثیر جاڑوی مدرس اعلیٰ جامعہ حسینیہ جھنگ، نے جعفریہ جنتری ۱۹۸۵ء میں "خالصی وصیت" کے عنوان سے حضرت شیخ خالصیؒ کے وصیت نامے کا اُردو میں ترجمہ

پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں اس میں ایسی کوئی بات نہیں جسے بطور طنز پیش کیا جائے
مثلاً شیخ کا یہ کہنا کہ دور حاضرہ میں جو دینی نصاب نجف اشرف، کربلائے معلےٰ،
قم مقدس ...... ہندوستان اور پاکستان میں پڑھایا جا رہا ہے۔ انہیں چھوڑ
دیں۔ میرے خیال میں سو فی صد درست ہے۔ دین کا دارومدار تو کتاب وسنت پر ہے
جب کتاب اللہ اور حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خارج از نصاب کر دیا جائے
تو ایسے نصاب میں دین رہ ہی کیا گیا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس وقت بھی قریباً قریباً شیعہ
دینی مدارس سے قرآن وحدیث خارج ہیں۔

بلاشبہ ہمارے منبروں سے شیخیت اور آغا خانیت کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ شیخیت
کی تو واضح ہے۔ لیکن آغا خانیت کے بعض مسائل تو ہمارے ذہن میں رچ بس گئے ہیں۔ ہم
عموماً "السلام علیکم" کی بجائے جو کہ سنّت ہے اکثر "یا علی مدد" کہتے ہیں۔ یہ خالصتاً آغا خانیت
ہے۔ چنانچہ شنکشن مالا درسی کتاب برائے مذہبی جسے اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے انڈیا۔
بمبئی نے چھاپا ہے کہ صف پر درج ہے۔

"یا علی مدد ہمارا اسلام ہے" "مولا علی مدد" سلام کا جواب ہے اٹھتے بیٹھتے "یا علی مدد"
بولتے رہنا گھر سے باہر نکلتے وقت "یا علی مدد" کہنا۔ ماں باپ کو "یا علی مدد" کہنا۔ بھائی
اور بہن کو یا علی مدد کہنا۔ مکھی صاحب اور کامڑیا صاحب کو "یا علی مدد" کہنا۔ "یا علی بابا"
بیماری بیماریاں دور کرتے ہیں۔ مولیٰ علی ہمارا حقیقی مددگار ہے۔ رات کو سوتے وقت

اور صبح اٹھتے ہی "مولی علیؑ" سے مدد مانگنا چاہیے۔ امام حاضر کو ہم "مولی علیؑ کہتے ہیں۔
یاد رہے پاک و ہند میں اسماعیلیت کی ابتداملتان و سندھ سے ہوئی جبکہ یہاں قرامطیوں کی حکومت تھی اور یہ حکم اسی علاقے سے پورے ملک میں پھیل گیا۔ پیدائش و موت کے وقت اور عزاداری کے نام سے ہم میں جو بعض بدعات پھیلی ہوئی ہیں شیخ خالصیؒ نے اُن میں سے بعض کی نشاندھی اپنے وصیت نامے میں کی ہے۔ کاش وہ اِس قبیل کی جملہ بدعات و شنیعات کا ذکر کر دیتے۔ جنازوں کو مزارات کا طواف کرانا یعنی چہ؟ انشاء اللہ کسی فرصت کے وقت جناب علامہ اثیر صاحب کے اس ترجمے کے متعلق کچھ عرض کر سکوں گا۔

شیخین (شیخ محمد خالصیؒ و مولانا شیخ محمد حسین ڈھکو مدظلہم) نے روضہ خوانوں کی کذب بیانی کی مخالفت دین کی حمایت میں کی اور یہ کوئی نرالی بات نہ تھی۔ ماضی قریب میں میرزا حسین نوریؒ اور آیت اللہ شیخ مرتضےٰ مطہری شہیدؒ نے کتابیں لکھیں ہیں۔ جس میں واقعات کربلا کی تطہیر کی ہے۔ تفصیلات کے لئے "لولؤ و مرجان" اور "فریاد ہائی شہید مطہری بر تحریفہائی عاشورا" کا مطالعہ کیا جائے۔ البتہ نمونہ کے طور پر شیخ مطہری شہیدؒ لولؤ و مرجان سے اپنی کتاب میں نقل فرماتے ہیں۔[۱۲]

"در مقدمہ این کتاب از یکی از علمائے ہند با تجلیل نام می برند و می نویسند ایشان بمن نامہ نوشتہ و شکایت کردہ از وضع روضہ خوانی در ہندوستان کہ روضہ خوانہا زیاد دروغ می خوانند در این جا و از من خواستہ اند کتابی در این

زمینہ بنویسیم کہ جلوہ دروغ گوئی ہائی روضہ خوانہا گرفتہ شود و بعد حاجی اضافہ می کند و می نویسد این عالم ہندی گمان کردہ کہ فقط در ہند روضہ خوانہا دروغ می خوانند و در عتبات و ایران خبری از این دروغ ہا نیست در این جا ہمہ روضہ صحیح و معتبر می خوانند نمیدانند کہ مرکز رخش روضہ دروغ اینجا است و از اینجا بہند رفتہ است این حرفی است کہ حاجی نوری می گوید۔

بعد می گوید این ہم تقصیر علماء است کہ انتقاد و اعتراض نمی کنند و اگر اہل علم مسامحہ نمی کردند و مراقب تمیز صحیح و سقیم و صدق و کذب گفتار این طائفہ می شدند و از گفتن اکاذیب نہی می کردند کار خرابی باینجا نمی رسد و باین حد بی باک و متجری نمی شوند و باین قسم اکاذیب واضحہ معلومہ نشر نمی کردند و مذہب حقہ امامیہ و اہلش باین درجہ مورد سخریہ و استہزا نمی شدند و این مجلس شریف باین اندازہ بے رونق و بے برکت نمی شد"۔

مولانا محمد حسین مدظلہم نے لکھا، یہ بھی ذکر کر دیا کہ سیدہ سکینہ بنت الحسین علیہما السلام نے مدینہ منورہ میں ۱۱۷ھ میں انتقال کیا جیسا کہ تمام شیعی کتب میں موجود ہے۔ مگر ایسا لکھنے پر آپ کو دشمنِ اہلبیتؑ قرار دیا گیا۔ مگر یاد رہے دمشق میں جو قبر حضرت سکینہ کی طرف منسوب ہے وہ کذب محض ہے علامہ مرزا محمد علی مدرس لکھتے ہیں:

وفات حضرت سکینہ روز پنج شنبہ ربیع الاول سال یکصد و ہفدہم ہجرت در مدینہ منورہ وقوع یافتہ ...... واما قبری کہ در مقبرہ باب الصغیر از دمشق بودہ و بحضرت سکینہؑ منسوب دارند

قطعاً بی اصل و ناشی از اشتباہ اسمی است کہ بتصریح بعضے از اہل فن بحکم خط کوفی کہ بر سر صندوق روئے آں قبر نوشتہ شدہ ہماں قبر از سکینہ نامی از بنات ملوک است۔

خیر شکر ہوا کہ مولانا ڈھکو مدظلہٗ نے یہ نہیں لکھا کہ حضرت ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا اور حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی ورنہ دشمن اہلبیت کا ایک اور سرٹیفیکیٹ مل جاتا۔

شیخین کا اس کے علاوہ اور کوئی قصور نہیں تھا کہ شرک و بدعات سے بچو۔ چنانچہ بصائر الدرجات ص۱۶ میں موجود ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ صلواۃ، زکواۃ، صوم، حج، عمرہ، مسجد الحرام، بیت الحرام، شہر الحرام، آئمہ اہل بیت ہیں صرف اُس کو پہچان لینا کافی ہے اور نماز روزہ وغیرہ عبادات کی ضرورت نہیں اور جس نے اُن کو پہچان لیا اُس نے گویا نماز پڑھ لی روزہ رکھ لیا۔ زکوٰۃ دے دی۔ فرمایا ایسا اعتقاد رکھنے والے مشرک ہیں۔

اور جو القاب مشرکین و مبتدعین نے علمائے کرام کو دئیے اُن کے اجداد اُس سے قبل علمائے قُم کو بھی دیتے رہے ہیں یعنی یہ کہ علمائے قُم مقدسہ مقصر ہیں۔[۱۱]

اور یہ کہ اقامت میں شہادت ثالثہ نہ کہو مگر حضرت مولانا سید عباس حسین ابن مولانا حافظ قاری سید جعفر علیؒ اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔[۱۸]

تبعد اس کے اقامت کہے جس طرح سے اذان کہتے ہیں مگر اس میں اتنا فرق ہے کہ اللہ اکبر دو مرتبہ اوّل کہے اور اشہد ان امیر المومنین نہ کہے"۔

اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

جناب محترم بلال مہدی صاحب شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے غلاۃ متبدعین اور مشرکین کی طرف سے شائع کردہ جملہ حوالہ جات بلکہ کتب، رسائل اور اشتہارات کو محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ جزائے خیر دے۔ اپنی کتاب میں انہوں نے اس صدی کے دو مظلوم علماء یعنی حضرت شیخ محمد خالصی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شیخ محمد حسین ڈھکو نجفی کی حمایت میں قلم اٹھایا جب کہ بیرونی امداد اُن کی مخالفت میں پیش پیش تھی اور مظلوم کی حمایت صرف مظلوم کے ماننے والے ہی کر سکتے ہیں۔

اور آخر میں اگر شیخ محمد خالصیؒ کے مخالفین اُن کے ہم عصر اعلام ان کے بارے میں جو خیالات رکھتے تھے کا اظہار کریں تو یقیناً یہ ایک علمی خدمت ہو گی۔

فقط سید حسین عارف نقوی اسلام آباد

ح۱ القرآن العظیم ، سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۱۴ ۔

ح۲ محمد بن یعقوب کلینی رح ، الاصول من الکافی جلد ۱ صفحہ ۵۴ طبع ایران ۔

ح۳ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۴۶ 〃 〃 〃 ۔

ح۴ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۴۶ 〃 〃 〃 ۔

ح۵ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۵۷ 〃 〃 〃 ۔

ح۶ شیخ محمد خالصی رح احیاء الشریعہ فی مذہب الشیعہ صفحہ ۱۹۰ طبع بغداد ۔

ح۷ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 فہرست 〃 〃 ۔

ح۸ شیخ محمد محسن الموعویہ آقائے بزرگ تہرانی رح ، اعلام الشیعہ ج ۲ ص ۸۸ ۔

ح۹ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ، الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ ج ۲ ص ۸۲ ۔

ح۱۰ مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل ، مطلع انوار ص ۱۸۸ طبع لاہور ۔

ح۱۱ مولانا محمد حسین نوگانوی، "تذکرہ بے بہا" ص ۴۳۱ طبع دہلی -

ح۱۲ مولانا میرزا محمد مہدی لکھنوی، "تکملہ نجوم السما" ج ۱ ص ۴۳ طبع قم -

ح۱۳ مولانا سید ابن حسن نجفی، ترجمہ اصل الشیعہ واصولہا ص ۳۰-۳۱ طبع رضا کار بک ڈپو، لاہور -

ح۱۴ شہید مرتضٰی مطہری، "فریادہائی شہید مطہری بر تحریفہائی عاشورہ" ص ۱۳۹-۱۴۰، طبع ایران -

ح۱۵ مولانا میرزا محمد علی مدرس، "ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ واللقب" ج ۳ ص ۹۲، طبع ایران -

ح۱۶ مولانا سید راحت حسین گوپالپوری، "تفسیر انوار القرآن" جلد اول ص ۵۲ طبع کھجوہ ضلع سارن -

ح۱۷ شیخ صدوق، "اعتقادیہ باب تفویض" -

ح۱۸ مولانا سید عباس حسین، "تعلیم ناصری" ص ۵، طبع دہلی -

باب اوّل

عنوان ۔ رسالہ بنام "شیطانی گروپ کا اصلی روپ"

یہ رسالہ مولوی سجاد حیدر صاحب جہلمی کی کاوش کا نتیجہ ہے اور تنظیم عظمت اہلبیت سے شائع ہوا ہے ۔ اس میں نمک حلالی کے طور پر مؤلف نے اپنے مربی اخاقی کی تعریف کی ہے اور اس کے بعد علمائے حقہ پر اعتراضات کئے ہیں اور بزعم خود ایک خانہ میں اعتراض کے طور پر علمائے حقہ کے عقائد کو شیخ محمد خالصیؒ کے عقائد ظاہر کئے ہیں اور دوسرے خانہ میں اپنے شیخیہ عقائد کو لکھ کر عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقائد شیخیہ نہیں ہیں بلکہ شیعہ ہیں ۔

ہم انشاء اللہ بتائید ایزدی ان معترضہ عبادات کا اصل کتب سے علمائے شیعہ اثنا عشریہ کے حوالہ جات اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے فرامین کی روشنی میں حق، حقانیت کا اثبات پیش کرتے ہوئے باطل کے چہرے سے پردہ اتارتے ہیں تاکہ ہمارے برادران ایمانی اس سازش سے آگاہ رہیں ۔ صاحب رسالہ نے اصل عبارات کو قطع برید کر کے مجمل جملوں سے اپنے مطلب کو حاصل کرنے کی سعی نامشکور کی ہے ہم اصل عبارات لکھ کر ان کو عوام کی عدالت میں پیش کرتے ہیں ۔ ہمارے قارئین خود فیصلہ فرمائیں گے ۔

اعتراض فرق نمبر ۱ شرح اصول دین تین ہیں ۔ توحید، نبوت، قیامت ۔ عدل، امامت شیعہ اصول ہیں، دین کے اصول نہیں ۔ قوانین شرلیہ ڈھکو ص۳۱ ۔ اصول شرلیہ ڈھکو ص۲۶۹ ۔ احیائے شرلیہ خالصی ص۱۲ ۔

جواب اگر صاحب رسالہ نے کتاب پڑھی ہوتی تو کم از کم صفحہ تو درست لکھتے اور کتاب کی طباعت بھی لکھتے لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہوتا ہے ۔ سچ کہتے ہیں دروغ را

حافظہ نباشد۔ ہم بحمداللہ اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔

(ا) اصل عبارت : قوانین شریعہ طبع اول ص۱۵

اسلامی اصول خمسہ

سوال ____ اسلام اور ایمان کے اصول کتنے اور کیا ہیں؟

جواب ____ اصول پانچ ہیں: (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت اور (۵) قیامت۔ جن میں سے توحید، نبوت، قیامت اصول اسلام ہیں اور دو (عدل، امامت) اصول ایمان اور اصول مذہب اہلبیت ہیں۔ جو شخص اصول اسلام کا انکار کرے وہ دین اسلام کے دائرہ سے نکل جاتا ہے اور جو شخص اصول ایمان، مذہب کا انکار کرے وہ مذہب شیعہ خیر البریہ سے خارج ہو جاتا ہے انہی پانچ اصول کو مجازاً اصول دین بھی کہا جاتا ہے۔

(ب) اصل عبارت : اصول شریعہ ص۲۶۹ بحوالہ احیائے شریعہ شیخ محمد خالصی ص۱۲

اصول دین، مذہب پانچ ہیں۔ یجب علی کل مکلف تحصیل العلم باصول الدین ھی التوحید والنبوۃ والمعاد ویضاف الیہا العدل والامامۃ وھما من اصول المذھب

(ترجمہ) اصول دین، مذہب پانچ ہیں ہر ایک مکلف کو ان کا جاننا لازمی ہے۔ یہ توحید، نبوت اور قیامت ہیں اور ان میں عدل اور امامت کا اضافہ کرنے سے اصول مذہب بنتے ہیں۔

نوٹ | اب ہم مندرجہ بالا اصول دین کی تائید اپنے مراجع عظام کی توضیحات سے تحریر کرتے ہیں۔

۱۔ س : اصول دین کون سے ہیں جن کا اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

ج : اصول دین پانچ ہیں۔ توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت۔ ان میں سے تین اصول دین یعنی توحید، نبوت، قیامت دو اصول مذہب، عدل اور امامت اصول دین کا انکار کفر کا سبب ہے بخلاف اصول مذہب کے۔ توضیح المسائل آیت اللہ ابوالقاسم الخوئی۔ طبع ابراہیم ٹرسٹ کراچی ص۲ سطر ۱۹ تا ۲۳

۲۔ توحید، نبوت، قیامت اسلام کے تین بنیادی رکن ہیں اگر کوئی شخص ان ارکان میں سے کسی رکن کا منکر ہو تو وہ مسلم ہے نہ مومن۔ ــــــــ

ــــــــ اصل اصول شیعہ کاشف الغطاء ص۶۱

اعتراض فرق نمبر ۲ ص۸ | عدل چونکہ اصولِ دین میں نہیں ہے لہذا قاتلِ نبی، امام اگر توبہ کرے تو بخشا جائے گا اور اللہ چاہے تو حقیر سے حقیر مخلوق مچھر، مکھی سے امور تکونیہ نظام عالم چلا سکتا ہے

ــــــــ احسن الفوائد ڈھکو ص۲۳۲ طبع اول۔ فتوی گلاب شاہیہ مطبوعہ شاہ گردیز ص۴

جواب (جز الف) | اصل فتوی حقائق العقائد مرزا یوسف حسین ص۲۳ پر موجود ہے ہم اصل تحریر کرتے ہیں۔

(ج) قاتلِ نبی یا امام اگر توبہ کرے تو بخشا جا سکتا ہے لیکن وہ توبہ کرتا نہیں۔ اس نے تو واصل جہنم ہونا ہے۔ ارشاد قدرت ہے قل یاعبادی الذین اسرفوا انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اگر توبہ واقع ہو جائے تو اللہ تعالی ہر گناہ کو بخش دیتا ہے لیکن جب توبہ واقع نہ ہو تو ایک مومن کا قاتل بھی جہنمی ہوتا ہے چہ جائیکہ قاتلِ نبی، امام۔ ارشاد قدرت ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم۔ رہا قاتلِ نبی، امام کا توبہ نہ کرنا اس کے لئے قاتلین حسین علیہ السلام کے جہنمی ہونے کے متعلق حضرت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں وہی شاہد صدق ہیں اور کافی ہیں۔

مومنین اس میں قاتلِ نبی، امام کی بخشش کی نفی ہے یا اثبات!

(جز ب) | احسن الفوائد ص۲۳۲ طبع اول۔ یہاں پر حضرت علامہ نے خلق، رزق کے بارے میں کافی بحث کی ہے۔ ہم اختصار سے اصل عبارت نقل کرتے ہیں اہلِ عقل کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگی۔

"ثانیاً اس لئے ہم جو یہ کہتے ہیں کہ خلق، رزق وغیرہ آئمہ طاہرینؑ کے سپرد نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ حضرات باقتدار الٰہی ان امور کو انجام نہیں دے سکتے تاکہ ان کے معجزات پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی جائے کہ وہ ان امور کو انجام دے سکتے ہیں کیونکہ آئمہ اطہارؑ کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قادرِ قیوم چاہے تو اپنی قدرتِ کاملہ سے کسی حقیر سے حقیر مخلوق کے ذریعے نظامِ عالم چلا سکتا ہے لیکن کلام اس میں ہے کہ کسی وقت مطلوبہ اعجاز کسی کام کو انجام دے دینا اور بات ہے اور کسی کام کی انجام دہی کا ڈیوٹی اور وظیفہ میں داخل ہونا اور بات ہے۔ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگوار مقامِ اعجاز میں باقتدار ایزدی جو کام فوق طاقت بشری ہیں ان کو انجام دے سکتے ہیں۔"

تبصرہ مؤلف رسالہ کو حقیر سے حقیر مخلوق سے تشبیہہ دینے پر بہت چڑ ہے۔ کیا واقعہ نمرود یاد نہیں آتا کہ خداوندِ کریم نے ایک حقیر مخلوق مچھر سے ایک ظالم، جابر طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ دوسرا واقعہ اصحابِ فیل کا جس میں ایک کمزور مخلوق ابابیل کے ذریعے اپنے کعبہ کی حفاظت فرمائی اور ابراہہ کے ہاتھی تباہ ہو گئے۔ قرآن مجید تا قیامت گواہ ہے۔ تیسرا واقعہ غارِ ثور ہمارے شیعہ سٹیج پر ایک معمولی مخلوق مکڑے کے قصائد پڑھے جاتے ہیں۔ اس حقیر مخلوق کے ذریعے خداوند قادر نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنان کو ناکام لوٹایا۔ ایسے دیگر ہزاروں واقعات لکھے جا سکتے ہیں۔ اب مومنین کرام خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔

اعتراض تیسرا فرق ص۸ تا اعتراض فرق نمبر ص۱۱

جواب مندرجہ بالا اعتراضات مولانا ابوالفضل برقعی کے بارے میں کسی رنگین کلان رسالہ سے ماخوذ ہیں ہم ان کے نہ تو مقلد ہیں نہ ہی وہ پاکستان میں معروف ہیں۔ شاید صاحب رسالہ کو اس لئے اعتراض ہے کہ حضرت علامہ صاحب قبلہ نے ان کے حوالے اپنی کتب میں کیوں دیئے ہیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ان کی کتاب عقل و دین دو جلد تہران سے شائع شدہ ہمارے سامنے ہیں ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ اس میں آئمہ طاہرینؑ کی خلافت حقہ کے ثبوت موجود ہیں۔ ثانیاً اس کتاب کے حوالے تب ناجائز ہوتے اگر دیگر ہمارے علمائے ربانیین کے موقف سے جدا ہوتے جب ان کے حوالہ جات بھی دیگر علماء حقہ کے حوالوں سے مرتبط تھے تو پھر اعتراض کیسا؟ ثالثاً ہم حضرت علامہ صاحب کا فرمان برقعی کے بارے میں جو کہ صاحب توثیق نے ص۱۲ پر درج کیا ہے نقل کئے دیتے ہیں "البتہ بعض معتبر ذرائع سے یہ ضرور معلوم ہوا ہے کہ ان کے موجودہ نظریات مائل بالتفریط ہیں۔ رسالہ رنگین کلان تو والا معنون ہم نے بڑے افسوس اور قلبی دکھ کے ساتھ دیکھا ہے جس سے ان کی فی الجملہ تفریط و تقصیر ظاہر ہوتی ہے۔"

اعتراض فرق نمبر ۱۱۔ ص۱۱، ۱۲

خارجیوں کا پیر و مرشد خالصی کہتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب عدل، حریت، توحید نظام کے لئے مثال اور بنی نوع آدم کے لئے علم کے داعی تھے۔ قرآن نے ان پر اس قدر اثر کیا کہ پہلے بیٹی کو زندہ دفن کرتے تھے مگر قرآنی تعلیمات کے زیر اثر اپنا نام بیٹی کے نام پر ابو حفص رکھوایا۔ ____ سعادت الدارین خالص ص۱۸

جواب اصل رسالہ ہمارے پیش نظر نہیں ہے تاکہ اصل حقیقت حال کا جائزہ لیا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سیاق و سباق سے آنکھیں بند کر کے درمیان سے کوئی ناقص عبارت پیش کی گئی ہے۔ ورنہ علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کا مندرجہ بالا اشخاص کے بارے میں نظریہ احیائے شریعہ ص۲۳ جلد اول پر اس کے خلاف موجود ہے۔

اعتراض فرق نمبر ۱۲ ص۱۲ ڈھکو کہتا ہے کہ آنحضرتؐ اور آئمہ اہل بیت کی غیب دانی کا وہی شخص دعویٰ کرتا ہے جو مشرک ہو۔ ——— اصول شرلیعہ ص۲۷۸

یہ کہنا کہ آئمہ عالم الغیب ہیں بالکل فاسد اور باطل قول ہے۔ ص۱۱

جواب (جزالف) اصول شرلیعہ طبع اوّل، دوم، سوم ہمارے پیش نظر ہے۔ ص۲۷۸ تا ص۲۸۰ کوئی ایسی بات نہیں لکھی نہ ایسا کوئی متن درج ہے بلکہ یہاں تو باب ہی استمداد کا چل رہا ہے علم غیب سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

(جز ب) صفحہ نمبر ۱۱ تا ۱۲ ہمارے سامنے ہے لیکن اس میں دین میں اختلاف کے بارے میں حضرت امیرالمومنین کا فرمان نہج البلاغہ سے نقل ہے۔ صاحب رسالہ کی کذب بیانی اور دھوکہ دہی اسی سے عیاں ہے مومنین خود فیصلہ فرمادیں طبع سوم ص۳۷۸ پر ایسا ایک جملہ موجود ہے مگر یہ علامہ صاحب کا اپنا فتویٰ نہیں بلکہ امام زمانہ کی توقیع مبارک کا ترجمہ ہے جو کہ احتجاج طبرسی وغیرہ میں موجود ہے۔

اعتراض فرق نمبر ۱۳ ص۱۲ ڈھکو کہتا ہے کہ اہل بیتؑ کو خدا کا بندہ سمجھ کر ان سے استمداد کرنا یعنی مدد مانگنا میدان شرک کے شہسواروں کا کام ہے حالانکہ جب سب کام خدا کے ساتھ مختص ہیں تو باقی رہ کیا گیا۔ ——— اصول شرلیعہ ص۲۴۴

جواب ص۲۴۴ پر حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی مقام الوہیت کے ۱۷ قول نقل فرماتے ہوئے ایک عام مغالطہ دہی کا ازالہ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں "میدان شرک کے شہسوار بالعموم اس مقام پر یہ کہہ کر عوام الناس کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم اہلبیت کو خدا یا خدا جیسا تھوڑا ہی سمجھتے ہیں ہم تو اُن کو خدا کا خاص بندہ سمجھ کر ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب خدا کی صفات خاصہ ان میں تسلیم کرلیں اور خدائی کاموں کا مطالبہ ان سے کرلیا اولاد اُن سے مانگی۔ دکھ درد دور کرنے کی استدعا ان سے کی ازالہ مرض کا سوال ان سے کیا، مقدمات میں کامیابی حاصل

کرنے کی دعائیں ان سے کیں، روزی اُن سے طلب کی وعلیٰ ہذا القیاس۔ حالانکہ یہ سب کام خدا سے مختص ہیں۔"

نوٹ یہاں پر صفات خداوند تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ تمام صفات خدا سے مختص ہیں جیسا کہ مؤلف رسالہ نے اسی اعتراض کے سامنے خود تحریراً تسلیم کیا ہے کہ بقول حضرت آیۃ اللہ الخمینی بحوالہ کشف الاسرار ص۳۰ ہم ان بزرگواروں کو وسیلہ سمجھتے ہیں تو عرض ہے کہ اس سے کس کو انکار ہے اسی صفحہ ۲۴۴ پر حضرت علامہ صاحب نے قول نمبر ۱۵ کے ضمن میں بالوضاحت تحریر فرمایا ہے ہم اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔" ص۱۵

"۱۵۔ عالم الغیب ہونا پس ان حقائق قرآنیہ سے معلوم ہو گیا کہ امورِ تکوینیہ خداوندِ عالم کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اللہ وہ ہوتا ہے جو یہ کام انجام دیتا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں اسی ذات واحد یکتا کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ ہاں سرکار محمدؐ و آل محمد علیہم السلام چونکہ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں اس لئے ان کے ساتھ توسل ضرور حاصل کرنا چاہیے"

مومنین کرام اب خود فیصلہ فرماویں کہ اصل مذہب شیعہ کا یہی طریقہ نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۴۔ ص۱۳ ڈھکو بحوالہ خالصی لکھتا ہے کہ یہ کہنا کہ اللہ، پنجتن پاک آپ کو شاد آباد رکھیں کفر ہے اور ظاہری الفاظ کفر پہ دلالت کرتے ہیں ایسے مشتبہ الفاظ کا ترک کرنا واجب ہے۔ —— اصول شیعہ ص۲۹۰

جواب: ص۲۵۸ پر اقسام توحید کی بحث کی ابتدا کی ہے جس میں توحید کی چار اقسام توحید فی الذات (۲) توحید فی الصفات (۳) توحید فی الافعال (۴) توحید فی العبادات کی تفصیل لکھتے ہوئے مختلف علمائے کرام کے تائیدی حوالہ جات نقل کرتے ہیں۔ پہلا حوالہ مولانا سید محمد سبطین سرسوی کے رسالہ پیغام توحید ص۴۶ دوسرے جناب سید العلماء سید حسین لکھنوی کے حدیقہ سلطانیہ ج۱ ص۷ سے تیسرے عالم ربانی آیت اللہ

حضرت شیخ جعفر شوستری اعلی اللہ مقامہ کے رسالہ عملیہ منہج الرشاد مطبوعہ بمبئی ص ۱۴۲ پر مرتد ملی و فطری
کے ضمن میں کہ کن وجہ سے ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے حضرت آیت اللہ کا بیان نقل کرتے ہیں۔
(اصل فارسی ترجمہ) "یعنی بعض عوام الناس کے درمیان متعارف ہے کہ وہ ایک
دوسرے کو یوں کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ تمہاری عمر کو زیادہ کریں یا حضرت عباسؑ روزی کو
زیادہ کریں یا تمہیں اولاد دیں یا فلاں امام زادہ تمہاری حفاظت کریں۔ اگر کہنے والے کا مقصد یہ ہو کہ
ان کی برکت سے ایسا ہو یا یہ بزرگوار بارگاہِ قدرت میں طول عمر، زیادتی رزق اور حصولِ اولاد کے
متعلق سفارش کریں تو یہ درست ہے لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ حقیقتاً یہ بزرگوار رزاق، معطی اور
خالق ہیں یعنی براہِ راست یہ کام انجام دیتے ہیں تو پھر اس کا جواز بلکہ قائل کا اسلام مشکل ہے۔"
اسی طرح اسی قول کی مطابقت سے شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کا قول بحوالہ احیائے شریعہ ج ۹ ص ۲۵۹
ص ۳۴ پر نقل کرتے ہیں جو ہمارے صاحب رسالہ نے قطرہ بردید کیا ہے اصل عبارت کا ترجمہ یہ ہے
"یعنی بعض عوام کی زبان پر کچھ ایسے الفاظ جاری رہتے ہیں جو بظاہر عقیدہ توحید کے منافی ہیں یا جن
سے غلو کی بو آتی ہے۔ جیسے ان کا کہنا کہ تمہارا اجر رسولؐ خدا یا حضرت علیؑ یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ
یا دیگر آئمہ معصومینؑ کے ذمہ ہے یا ان کا یہ کلام کہ حضرت امام حسینؑ تمہیں رزق دیں یا حضرت
عباسؑ تمہیں شفا عطا فرما دیں یا اس قسم کے اور الفاظ جس طرح ہمارے ہاں عوام یہ کہتے ہیں کہ
اللہ و پنجتنؑ تمہیں اولاد دیں یا اللہ، پنجتن پاک نے ہمیں سب کچھ دے رکھا ہے یا اللہ
پنجتن پاک آپ کو آباد و شاد رکھیں وغیرہ اور بعض لوگ براہِ راست جناب رسولؐ خدا یا دیگر
بعض آئمہ طاہرینؑ سے رزق مانگتے ہیں شفا طلب کرتے ہیں اولاد کا سوال کرتے ہیں یا مکروہات و
شدائد کے دفعیہ کی ان سے دعائیں کرتے ہیں۔ پس اگر تو ان الفاظ سے ان لوگوں کا مقصد
ان کے حقیقی معنی ہیں اور یہی ان کا اعتقاد ہے کہ یہ بزرگوار یہ کام انجام دیتے ہیں تو یہ کافر ہیں

ان پر تمام احکام کفر مرتب ہوں گے لیکن اگر ان کی مراد وہ نہیں جو ظاہری الفاظ سے مترشح ہوتی ہے بلکہ ان کا مقصد جناب رسولِ خدا کی برکت سے خدا سے رزق و شفاعت طلب کرنا ہے کیونکہ خدا نے انہیں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اور اُن کو شفاعت (سفارش) کرنے کا اذن بھی دیا ہے اور یہی مقصد آئمہ اطہار کے ذکر کے وقت (ان سے یہ اشیا طلب کرنے کا ہے) تو یہ کفر نہیں اگرچہ ظاہری الفاظ کفر پر ہی دلالت کرتے ہیں مگر چونکہ قائل نے ان کے ظاہری معنیٰ کا قصد نہیں کیا اور نہ ہی وہ اس کا مقصد ہے تو گویا یہ الفاظ (اپنے معانی لغویہ سے) عرفاً معانی صحیحہ کی طرف منتقل ہو چکے ہیں بہرحال اگرچہ ان الفاظ کے ظاہری معنیٰ کا مقصد نہ بھی کیا جائے تاہم ایسے مشتبہ الفاظ کو ترک کرنا واجب ہے۔"

تبصرہ مومنین کرام ہم نے طویل اقوال نقل کئے ہیں۔ خدا جانے صاحب رسالہ نے علامہ خالصیؒ اور حضرت علامہ پر یہ الزام کیوں عائد کیا ہے جبکہ سرکار آیت اللہ شیخ جعفر شوستری اور دیگر علماء کے اقوال سے یہی نظریہ ثابت ہے پھر حضرت علامہ صاحب قبلہ پر یہ الزام کیوں؟ امید ہے اب قارئین پر حقیقت واضح ہو گئی ہو گی۔ یہی مذہب حقہ اثنا عشریہ کے اعتقادات ہیں اس کے علاوہ شیخیہ غالی حضرات کے اعتقادات ہیں۔ صاحبِ رسالہ نے اسی اعتراض کے بالمقابل اپنے عقائد میں یہ لکھا ہے کہ جب اللہ، رسولؐ، اولی الامر کی اطاعت پیوستہ ہے تو پھر ان سے استمداد براہِ راست کیوں جائز نہیں ہے؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اللہ کی اطاعت، خالق، رازق، محی ممیت ہونے کی حیثیت سے، رسول کی اطاعت بحیثیت نبی، رسول ہونے کے اعتبار سے اور اولی الامر کی اطاعت بحیثیت حاکم شرعی اور محافظ دینِ خدا ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ جہاں خدا کی قدرت لازم آئے وہاں ان کی بھی قدرت لازم آئے گی۔ خدارا عقل سے کام لیں۔ قیاسِ باطل سے اجتناب فرمائیں۔

اعتراض فرق نمبر ۱۵ ص ۱۲ آنحضرت صلعم اور آئمہ کا حاضر ناظر ہونا ناممکن اور عقلاً محال ہے۔
(ڈھکو کی اصول شریعہ ص ۳۳۱)

اصول شریعہ ص ۳۳۲ میں اپنے پیر و مرشد ابو الفضل برقعی کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی، امام بشر ہیں ان کے لئے ممکن نہیں کہ آن واحد میں دو مکانوں میں حاضر ہوں تا چہ رسد باامکنہ کثیرہ۔

جواب (جز الف) ص ۳۳۲ سے حضرت علامہ مدظلہ حاضر ناظر کی بحث شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حاضر، ناظر دو الگ الگ موضوع ہیں۔ اس بحث کو خلط مبحث کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ حاضر کو بمعنی ناظر اور ناظر کو بمعنی حاضر۔ حالانکہ حاضر کا تعلق بدن، جسم کے ساتھ ہے اور ناظر کا علم، ادراک کے ساتھ۔ اس امر کے منقح نہ ہونے کی وجہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگوار آن واحد میں جس دور سے دور مقام پر حاضر ہونا چاہیں فوراً حاضر ہو سکتے ہیں اگر یہ بات ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عام دور مقامات کا ذکر کیا کہ یہ تو وہ ذوات مقدسہ ہیں اگر چاہیں تو چشم زدن میں بارہ ہزار عالم امکانیہ کی سیر کر کے واپس اپنے مقام پر پہنچ سکتے ہیں (بحار جلد ۷ ص ۳۷۳) مگر اس کا محل نزاع سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ تو سرعت سیر سے متعلق ہے۔ اسی طرح اجسام مثالیہ کے ساتھ آن واحد میں امکنہ متعددہ میں حاضر ہو سکتے ہیں اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں البتہ جو چیز محل بحث ہے وہ یہ ہے کہ آیا یہ بزرگوار اپنے جسم اصلی کے ساتھ ایک ہی وقت میں ایک سے زائد جگہ پر موجود ہو سکتے ہیں مثلاً آنحضرت صلعم اصلی جسم کے ساتھ جس وقت مکہ میں تشریف رکھتے ہوں اسی وقت مدینہ میں بھی تشریف فرما ہوں اور بالکل اسی لمحہ عرش پر بھی اور اسی ساعت فرش پر بھی موجود ہوں بلکہ اسی آن میں کائنات کی ہر ہر جگہ حاضر ہوں ہم کہتے ہیں کہ یہ بات عقلاً محال، ناممکن ہے کہ عقل انسانی اس کا تصور کرنے سے بھی قاصر ہے۔

(جز ب) ہر جگہ حاضر ناظر کی نفی کے عقلی دلائل کے بعد علماء ربانیوں کے اقوال نقل کرتے ہیں جن میں حاضر ناظر کی نفی موجود ہے۔

۱- پہلا قول حضرت علامہ شیخ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی کی کتاب متشابہات القرآن ج ۱ ص ۶۱ سے ہے۔

۲- دوسرا قول علامہ خوئی کی منہاج ابراعہ شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۵۹۔

۳- تیسرا قول ناصر الملت جناب مولانا سید ناصر حسین لکھنوی کے رسالہ العوارف ص ۹ لکھنؤ باب المسائل بابت ماہ ذیقعد الحرام ۱۳۲۶ھ مجار ۲ نمبر ۶ سے حضرت علی علیہ السلام کے چالیس جگہ پر ایک ہی وقت میں دعوت کی نفی کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے۔

۴- چوتھا قول علامہ ابوالفضل برقعی کا۔ اور

۵- پانچواں قول جناب مولانا سید محمد سبطین سرسوی کے موعظہ حسنہ حصہ دوم ص ۲۰۱ طبع دوم موعظہ چہارم کے حوالے سے ایک وجود کا ایک وقت میں متعدد جگہوں کے حاضر ہونے کی نفی میں نقل فرمایا ہے۔

صاحب رسالہ کو اتنے اقوال کے ہوتے ہوئے جناب برقعی کے قول پر اعتراض کیوں ہم اصل قول بھی نقل کئے دیتے ہیں۔

"ص ۳۲۶ اصل عبارت فارسی ترجمہ یعنی ہر جسم و جوہر خواہ لطیف ہو اور خواہ کثیف وہ مکان کا محتاج ہے نیز ہر ممکن الوجود محدود ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی امام بھی بشر، صاحب روح بدن ہیں اور محدود و محتاج مکان ہیں۔ اس لئے ممکن ہی نہیں کہ آنِ واحد میں دو مکانوں میں حاضر ہوں تا چہ رسد امکنہ کثیرہ"۔

تبصرہ | صاحب رسالہ شخصیت کی اندھی تقلید میں حقائق سے کس طرح انحراف لئے جارہا ہے۔ اگر تھوڑا سا غور فرمائیں تو بات آسانی سے سمجھ آسکتی ہے کہ اگر یہ بزرگوار ہر جگہ حاضر ہیں تو پھر جس وقت مدینہ میں تھے کیا اس وقت مکہ میں بھی تھے؟ کیا جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے کیا بستر پر بھی تھے؟ کیا شب ہجرت غار ثور میں بھی تھے اور بستر پر بھی؟

اگر ہاں تو پھر حضرت علی علیہ السلام کا شب ہجرت بستر رسولؐ پر سونے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ میں تھے تو کیا کربلا میں بھی تھے وغیرہ۔ اگر جواب ہاں ہے تو پھر یہ جناب سید الشہداؑ کی مدینہ سے روانگی اور سفر کرنا اور منازل سفر کا تذکرہ کیسا؟ مومنین کرام امید ہے کہ اصل حقائق کی روشنی میں آپ اصل سازش سے آگاہ ہو گئے ہوں گے کہ محبت میں کیا میٹھا زہر دیا جا رہا ہے۔

اعتراض فرق نمبر ۱۶ ص ۱۳ ڈھکو لکھتا ہے خواہ نبی ہو یا وصی تمام مغیبات کا علم کلیۃً جزیۃً ازلاً ابداً کسی کو حاصل نہیں ہے۔ نہ بالذات نہ بتعلیم اللہ۔

اصل شیعہ ص ۳۶۴

جواب صاحب رسالہ نے ایک جملہ سیاق وسباق سے قطع کر کے کس دریدہ ذہنی کا ثبوت دیا ہے ہم انشاءاللہ اصل عبارت نقل کئے دیتے ہیں تاکہ قارئین کرام اصل حقائق سے آگاہ رہیں۔ ص ۳۶۴ پر حضرت علامہ صاحب انبیاء، آئمہ علیہم السلام کو عالم الغیب کہا جائے یا نہیں کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ایک قدیم الایام مسئلہ بعض فرقہ ہائے اسلام کے درمیان معرکۃ الآرا رہا ہے اور اس پر بہت کچھ لکھا گیا۔ لیکن اگر ٹھنڈے دل دماغ سے غور و غوض کیا جائے تو سوائے نزاع لفظی کے کچھ فرق نہیں ہے آگے محل نزاع کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"غالباً اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ بجز خداوندی اور کسی بھی مخلوق کو خواہ نبی ہو یا وصی تمام مغیبات کا کلیتاً و جزیتاً ازلاً و ابداً علم نہیں ہے نہ بالذات نہ بتعلیم اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح اس پر بھی تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ بعض خاصان خدا بتعلیم اللہ بہت سے مغیبات پر اطلاع رکھتے ہیں اور یہ کہ یہ بزرگوار فی الجملہ ماکان و مایکون کے عالم ہیں۔

بعد ازیں اختلاف صرف یہ ہے کہ جب بالاتفاق وہ مغیبات کثیرہ پر اطلاع رکھتے ہیں تو آیا ان کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے یا نہیں؛ جو لوگ علمی اصطلاحات سے ناواقف ہیں وہ یہ کہتے

ہیں کہ جب یہ بزرگوار بہت سے مغیبات پر اطلاع رکھتے ہیں تو پھر ان کو عالم الغیب کیوں نہ کہا جائے؟ اس لئے وہ ان پر عالم الغیب کا اطلاق کرتے ہیں مگر جو علماء علمی اصطلاحات اور دیگر حقائق پر عمیق نظر رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ عالم الغیب صرف اسی ذات کو کہا جا سکتا ہے جس کا علم ذاتی ہو۔ اس لئے وہ ان بزرگوار کو عالم الغیب نہیں کہتے"

اعتراض فرقہ نمبر ۱۴۷ بعقیدہ ڈھکو آنحضرتؐ، آئمہ اپنے علم میں روح القدس فرشتے کے محتاج ہیں جو جبرائیلؑ سے بڑا ہے اور ان کو نبوت، امامت ملنے کے بعد ان کے ساتھ رہتا ہے۔ کبھی حاضر ہوتا ہے کبھی غائب۔ اگر حاضر نہ ہو تو اس کو پایا نہیں جا سکتا۔ اس وجہ سے ان کا جواب بعض اوقات تاخیر میں ملتا ہے۔

اصول شریعہ ص۱۰۳ ________________

جواب یہ عبارت باب نوع سے قطع برید ہے اور صاحب رسالہ کی علمی خیانت کا روشن ثبوت ہے۔ ص۹۸ پر حضرت علامہ مدظلہ ان حضرات کے جواب تحریر فرماتے ہیں جو انبیاءؑ آئمہ کرام کو نوعِ انسانی سے الگ سمجھتے ہیں۔ کچھ شق کی وجہ سے کچھ عصمت کی وجہ سے اور کچھ روح القدس کی وجہ سے ان برگزیدہ ہستیوں کی نوع انسانی نوع سے علیٰحدہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جناب جعفر جعفی سے امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان بحوالہ اصول کافی طبع تہران ص۲۰۱ سے انبیاء آئمہ میں پانچ روح کا ذکر فرماتے ہیں اور پانچواں روح روح القدس ہوتا ہے۔ آگے ص۹۱ تا ص۱۰۲ روح القدس کی حیثیت کے بارے میں علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں کہ آیا روح القدس ان روحوں سے علیٰحدہ کوئی روح یا کوئی فرشتہ ہے پھر اسی روح القدس کی حقیقت پر مندرجہ ذیل علمائے متقدمین کے احتمالات نقل کرتے ہیں کہ آیا فرشتہ ہے یا کیا چیز ہے۔ آیا بدن میں داخل ہے یا بدن سے باہر کوئی چیز ہے۔

۱۔ مولانا شیخ محمد تقی اصفہانی کی کتاب عنایات الرضویہ کے ص۳ پر سات احتمالات نقل کرتے ہیں۔

۲- عالم ربانی علامہ ملا صالح مازندرانی کی شرح اصول کافی جلد ۶ ص۲۶ پر چند احتمالات۔ اور

۳- علامہ مجلسی کی بحار الانوار جلد ۷ ص۲۶۷ پر دس احتمالات نقل کرنے کے بعد روح کی حقیقت آئمہ اطہار کے فرمان کی روشنی میں روح کے فرشتہ ہونے کے اثبات نقل کرتے ہیں۔

پہلا فرمان بصائر الدرجات ص۱۳۲ طبع قدیم دوسرا منہاج ابراعتر ۳ ص ۶۷/۸۴ تیسرا بصائر الدرجات ص۱۳۱، ۱۳۲ پر دو احادیث نقل کرتے ہیں۔ اور پھر عیون الاخبار الرضا ص۲۰۲ اور بحار الانوار جلد ہفتم ص۲۶۷ پر متعدد روایات کا تذکرہ کرکے بیان میں فرماتے ہیں۔ "هو ملک اعظم من جبرائیل و میکائیل کان مع رسول اللہ و هو مع الائمہ علیهم السلام" وہ جبرائیل و میکائیل سے بھی عظیم الشان ایک فرشتہ ہے جو پہلے جناب رسول خدا کے ہمراہ تھا پھر ان کے بعد آئمہ کے ہمراہ رہتا ہے۔ بصائر الدرجات کی مذکورہ بالا احادیث کے آخری جملہ "ولیس کلما طلب وجد" کی توضیح کرتے ہوئے علامہ مجلسی نے اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ذالک الروح قد یحضر و قد یغیب ولیس کلما طلب وجد فلذا قد یتأخر جوابهم (بحار جلد ۷ ص۲۶۷) یعنی اس جملہ کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روح القدس کبھی حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب اور جب غائب ہو تو ایسا نہیں کہ جب بھی اسے طلب کیا جائے تو پایا جائے۔ اسی بنا پر بعض اوقات ان حضرات کا جواب مؤخر ہو جاتا ہے"۔ روح القدس کے بعض اوقات غائب ہو جانے کی تصریح اسی جملہ کی توضیح اور مجلسی مرحوم کے بیان کردہ مفہوم کی تائید مزید رجال کشی ص۲۷۱ اور رجال مامقانی ج ۲ ص۱۹۰ پر ایک طویل حدیث کے ضمن میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے جس میں آپ نے اپنے والد ماجد حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کو پیش آمدہ سانحہ کے متعلق ایک شبہ کے جواب دیتے ہوئے فرمایا "غاب عنه المحدث قلت ومن المحدث قال ملک اعظم من جبرائیل و میکائیل کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم و هو مع الائمة صلوات اللہ علیهم ولیس کلما طلب وجد" یعنی اس وقت محدث آپ سے غائب ہو گیا۔ حسن راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا محدث کون ہے؟ فرمایا! جبرائیل و میکائیل سے عظیم المرتبت ایک فرشتہ ہے جو جناب رسول خدا کے ہمراہ تھا اور ان کے بعد آئمہ ان کے ساتھ رہتا ہے

اور ایسا نہیں کہ جب جو اسے طلب کیا جائے تو وہ ضرور پایا جائے۔" مذکورہ بالا احادیث بصائر الدرجات طبع جدید کے ص۲۰۵ تا ص۲۲۸ ایسی احادیث مع شئی زائد بحار الانوار جلد ۔ ص۲۶۵ تا ص۲۸۴ پھیلی ہوئی ہے۔ اسی طرح اصول کافی کتاب الحجۃ، تفسیر برہان جلد ۴، مقدمہ تفسیر مراۃ الانوار میں بھی ایسی روایات کا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔

تبصرہ! مومنین کرام! ہم نے اصل عبارت مع متن وحوالہ جات نقل کر دی ہے۔ آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ مذمتہ الفاظ جیلے حضرت علامہ ممدوح صاحب قبلہ کے ہیں یا امام رضا علیہ السلام اور جناب علامہ مجلسیؒ کے ہیں۔ کیا یہ شیعہ علماء حقہ نہیں ہیں جن کی خدمات کے صدقے آج شیعت زندہ ہے اور پھر جب امام علیہ السلام کا فرمان آجائے تو امام کے فرمان کے آگے وہی اعتراض کرے گا جس کا علم امامؑ زیادہ ہو یا وہ خارجی ذہن ہو۔

اعتراض فرق نمبر ۱۸ ص۱۴، ۱۵ ڈھکو کہتا ہے۔ آنحضرتؐ پر ایسی حالت گزری ہے کہ وہ کتاب ایمان کا علم نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ خدا نے روح القدس فرشتے کو بھیجا جس نے آنحضرتؐ کو ایمان کتاب سے آگاہ کیا اور اس فرشتے سے ہی علم و فہم عطا ہوتا ہے۔

اصول شرعیہ ص۱۰۳

جواب یہ عبارت مندرجہ بالا اعتراض نمبر ۱۷ سے منسلکہ ہے۔ یہاں پر بھی حضرت علامہ مد ظلہ روح کے فرشتہ ہونے کی دلیل کے طور پر ص۱۰۲ پر حضرت امام رضاؑ کا فرمان عیون اخبار الرضا ص۲۷۳ سے نقل کرتے ہوئے ص۱۰۳ پر حضرت امام علیہ السلام کا ایک فرمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یوں نقل کرتے ہیں۔ "نیز اسی کتاب یعنی بصائر کے ص۱۳۶ پر وہی روایت متعدد طرق سے مروی ہے جو ہم پہلی دلیل کے ضمن میں تفسیر صافی و برہان اور اصول کافی سے نقل کر چکے ہیں کہ امامؑ نے آنحضرتؐ کے متعلق فرمایا! قد کان فخال لا یدری ما الکتاب ولا الایمان حتی بعث اللہ تلک الروح

فعلم بها العلم والفهم وكذالك تجرى تلك الروح اذ بعثها الله الى عبد علمه بها بعلمه والفهم - یعنی آنحضرتؐ پر ایسا حالت بھی گذرتا ہے کہ کتاب وایمان کا علم نہ رکھتے تھے حتی کہ خدا نے اس روح القدس کو بھیجا پس اس کے ذریعہ ان کو (مخصوص) علم و فہم عطا فرمایا۔ اسی طرح اس روح کا یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ جب خدا یہ روح اپنے کسی خاص بندے (امامؑ) کے پاس بھیجتا ہے تو اسے (مخصوص) علم، فہم عطا فرما دیتا ہے"۔

نوٹ مومنین کرام اصل عبارت مطالعہ فرمائی ہے۔ امام علیہ السلام کے کلام کو کسی شخص کے کلام سے تشبیہ دینا۔ کیا اس سے زیادہ کوئی دشمن امام بھی ہوگا۔ اور عبارت کر ڈھکو کہتا ہے کہنا کیا توہین امامؑ نہیں ہے۔ امام کے کلام پر اعتراض کرنے والے ہماری نظر میں شیطان سے کم تر نہیں ہیں۔

اعتراض فرق نمبر ۱۸ ص ۱۵ ڈھکو کہتا ہے کہ آنحضرتؐ فی الحقیقت بشر و انسان تھے ایسا نہ تھا کہ وہ ظاہراً بشریت میں ملبوس اور حقیقت میں کچھ اور ہوں۔ اھ

اصول شریعہ ص ۱۲۴

جواب حضرت علامہ صاحب قبلہ انبیاء علیہم السلام کا نوع بشر، انسان ہونے کے اثبات میں قرآن پاک اور حضرت امیرالمومنینؑ کے خطبہ نہجۃ البلاغہ سے استدلال فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں" اور قابل غور بات یہ ہے کہ اگر یہ بزرگوار فی الحقیقت بشر و انسان نہ تھے بلکہ ظاہری جامہ بشریت میں ملبوس اور حقیقت میں کچھ اور تھے تو یہاں چونکہ صرف ان کا انبیاء ہونے کی وجہ سے اُن کی نبوت کا انکار کیا جا رہا تھا تو بر تقاضائے مقام یہ تھا کہ وہ یہاں یہ جواب دے کر کفار کا ہمیشہ کے لئے ناطقہ بند کر دیتے کہ تمہیں مغالطہ ہوا ہے صرف ظاہر میں یا ہم تم کو بشر و انسان دکھائی دیتے ہیں ورنہ حقیقت میں ہم کچھ اور ہیں مگر قرآن شاہد ہے کہ انہوں نے ایسا جواب نہیں دیا بلکہ اپنی بشریت کے کھلم کھلا اقرار کے ساتھ صرف اپنی خصوصیات کا اظہار فرمایا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کے جواب کو بایں الفاظ نقل فرمایا ہے

قالت لهم رسلهم ان نحن .... الخ (پ ۱۳ س ابراهیم ع ۱۱) ۔

اعتراض فرق نمبر ۲۰ ص ۱۵ | ڈھکو کا پیر و مرشد خالصی کہتا ہے کہ ہم توحید خالص میں سعودی عرب کے شکر گزار ہیں۔ ———— سعادت الدارین ص ۱۷

جواب | ہمارے پاس اصل کتاب نہیں ہے ورنہ اصل حقیقت سامنے لاتے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب رسالہ نے چند مجمل جملے لے کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ عبارت ہمیں قدرے وضاحتاً (شہادۃ الثالثہ سابقی ص ۶۸) بحوالہ الشہادۃ الثالثہ کلکادی ص ۱۶ سے نقل کرتے ہیں۔ "اگر سعودی عرب اللہ تعالےٰ کی تمام آیات پر عمل کرنے میں میری موافقت کرتے تو میں تمام فرقوں کی نسبت ان سے قریب تر ہوتا کیونکہ میں ان کے نعمت توحید خالص پر ان کا شکر گزار ہوں اور یہ ان اہم چیزوں میں سے ہے جن کی طرف قرآن، سنت نے اشارہ کیا ہے"۔

تبصرہ | مندرجہ بالا عبارت بھی ایک شیخی جانثم کلکادی کی شہادۃ الثالثہ سے نقل شدہ ہے اور یہ صاحب بھی شیخیوں کی مخالفت کی وجہ سے علامہ شیخ خالصیؒ مرحوم کی مخالفت میں ہر وقت کمربستہ رہتے تھے۔ اس لئے مخالف کی بات بطور دلیل قطعی پیش نہیں کی جاسکتی۔ دوسرا علامہ شیخ خالصیؒ مرحوم کے یہ الفاظ کہ "اگر سعودی قرآن مجید کی تمام آیات پر عمل کرتے" صاف بتا رہے ہیں کہ سعودی سارے قرآن مجید پر عامل نہیں ہیں یہاں ان کی تعریف کی بجائے توہین ہے۔

دوسرا رہا مسئلہ توحید خالص پر علامہ مرحوم کا شکریہ۔ تو عرض ہے کہ بعثت انبیاءؑ کا مقصد ہی تعارف توحید تھا اور مذہب حقہ، اثنا عشریہ کا تو طرۂ امتیاز ہے کہ ان کے رہبر سید الموحدین حضرت امیر المومنینؑ جیسی عظیم ہستی ہیں۔ اگر کوئی آدمی توحید کی بات کرتا ہے تو ہمیں کم از کم انہیں سراہنا چاہیے کیونکہ توحید خالص تو ہمارے آئمہ علیہم السلام کی پیروی ہے۔ اگر شیخ محمد خالصیؒ مرحوم نے اتحاد اسلامی کے فروغ کے لئے کہہ دیا ہے تو اس میں ان پر کوئی الزام نہیں ہے بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم قرآن مجید

میں ترجمہ ـــــ اے محمدؐ! کہہ دو، اے اہل کتاب آؤ تم اور ہم ایک بات پر اتفاق کرلیں کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں (سورۃ آل عمران) اس کا بیّن ثبوت ہے اور پھر آج عالم اسلام کے دل کی دھڑکن حضرت آیت اللہ العظمٰی سید روح اللہ الموسوی الخمینی مدظلہ العالی اسی نعرہ توحید پر تمام مکتب فکر اسلامیہ کو دعوتِ اتحاد فرما رہے ہیں۔

اعتراض فرق نمبر ۲۱ ص ۱۵، ۱۶ ڈھکو کا پیر و مرشد خالصی کہتا ہے کہ میں شیعہ اور سنی دونوں پر لعنت کرتا ہوں۔ نہ سنی ہوں، نہ شیعہ۔

ـــــ خطاب الخالصی ۱۳ رجب ۱۳۷۰ھ در مدرسہ ثانویہ کاظمین الشہادۃ الثالثہ ص۱۱ طبع کربلا

جواب یہ عبارت شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کو بدنام کرنے کے لئے شیخیہ مشنری کی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی حقیقت جھوٹ سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ یہ تقریر حضرت امیر المومنین کے میلاد مبارک کے موقع پر کی گئی ہے (بقول اُن کے) اس جلسہ میں سینکڑوں انسان تو ضرور ہوں گے۔ اس کو نقل کرنے والا عبدالحسین حماوی ہے اور الیساط القارعۃ میں بطور پروپیگنڈا نقل کیا اور پھر اسی کے چبائے ہوئے لقمے جام ملکاوی نے اپنے ننگ نام رسالہ شہادۃ الثالثہ میں تحریر کئے ہیں۔

شیخ محمد خالصیؒ اپنے دور کے اتحاد ملت اسلامیہ کے داعی تھے اور وہ ہمیشہ سنی شیعہ اتحاد پر زور دیتے رہے اور مسلمانوں کو اصلی دشمن اشتراک سے آگاہ کرتے رہے اور ان کے جملے شیعہ سنی اختلافات کو ختم کرنے کے لئے آج کی دنیائے اسلام کے سب سے بڑے داعیِ اتحاد حضرت آیت اللہ الخمینی مدظلہ کے اس فتوٰی کی روشنی میں کہ "جو شیعہ اور سنی میں اختلاف کی بات کرتا ہے وہ نہ شیعہ ہے نہ سنی بلکہ اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں" سے ملتے جلتے ہوں تو بعید نہیں۔ علامہ شیخ مرحوم چونکہ استعمار اشتراکیت کے زر خرید غلاموں شیخیوں کے خلاف جہاد فرماتے رہے اس لئے ان غیروں کے ایجنٹوں نے اپنی طرف سے خود خرافات گھڑ لی ہیں۔

اعتراض فرق نمبر ۲۲ ص ۲۶ | ڈھکو کا پیرو مرشد خالصی کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر الصادق ایک مجتہد تھے اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی درست کام کرتا ہے۔

من کنت مولاہ جلد ۴ ص ۲۱۱ طبع بغداد

جواب | اولاً تو اعتراض کی اہمیت اسی سے عیاں ہے کہ اس کو نقل کرنے والا عبد المنعم کاظمینی جو کاظمین میں شیخیہ کے سرخیل تھے ان کا شیخ ہونا ان کی اپنی زبان سے نقل کرتے ہیں۔ "انا نحمد اللہ علی ان جعلنا شیخیۃ" "فغضب للحق وتنصر شعائر الحق" ترجمہ ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں جس نے ہمیں شیخی بنایا۔ ہم حق کے لئے غضب ہوتے ہیں اور شعائر حق کی نصرت کرتے ہیں۔ (من کنت مولاہ ص ۲۲ جلد ۱ جواہر الاسرار ص ۲۰۳) - طبع اول تلہ گنگ۔

جب ثابت ہو گیا کہ اس کا نقل کرنے والا شیخیہ کا سرخیل ہے تو پھر اس اعتراض کی حیثیت ہی کیا رہ گئی ثانیاً (بقول ان کے) یہ ایک جلسہ عام کی تقریر ہے جس میں عراق کے وزیر تعلیم شیخ محمد رضا اور دیگر افراد اور اس میں جرمن اور ترکی کے وفود بھی آئے ہوئے تھے تو پھر حیرانی کی بات ہے کہ عراقی اخبار، ریڈیو، ٹیلی ویژن یا دوسرے ذرائع ابلاغ کیوں خاموش رہے ہیں اور نہیں تو اہلسنت حضرات تو اس کو خوشی خوشی نقل کرتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس لئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منعم صاحب کی ذاتی اختراع ہے۔

اعتراض فرق نمبر ۲۳ ص ۲۶ | خالصی کہتا ہے کہ نجدیوں نے مزارات جنت البقیع منہدم کر کے اسلامی کارنامہ انجام دیا ہے جو قابل مدح و ستائش ہے۔

(مضمون خالصی رسالہ النور طہران بحوالہ الخالصی و امیر المومنین ص ۴۳ طبع نجف)

جواب | اعتراض کے جواب سے پہلے ہم اس تحریر کے ایجاد کنندہ کے ابجد سے اپنے قارئین کو آگاہی کرا دیں تاکہ اعتراض کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ یہ اعتراض سید محمد الکاظمینی القزوینی نے تصوف کی عینک سے لیا ہے۔ انہوں نے جس کا ذکر اپنی کتاب زیارۃ اربعین کے صفحہ ۲ پر کیا ہے۔ اور علامہ خالصیؒ سے ناراض ہیں اور ناراضگی کی وجہ صرف شیخیت کی حمایت اور علامہ خالصیؒ کا اس فرقہ کے

خلاف جہاد ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے محمود علی جلی صاحب
اپنی ناراضگی اس وقت کے وزیر اعظم نوری سعید کو مخاطب کر کے یوں لکھتے ہیں کہ وہ (شیخ خالصیؒ)
ناحق اور باطلانہ انداز میں ہمارے برادران شیخیہ کے خلاف شمشیر بکف نظر آتا ہے حالانکہ شیخیہ ہمارے
فرقہ شیعہ ہی کے افراد ہیں اور بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام ان حضرات
کی حرکات سے واقف ہو گئے ہوں گے۔ اور اعتراض کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی ہو گی کہ کہاں تک
صداقت ہے۔ باقی رہا علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کا مزارات کے تقدس کے بارے میں۔ قبور آئمہؑ کی تعظیم و
زیارت پر حضرت علامہ خالصی مرحوم نے اپنی کتاب احیائے شریعہ جلد اول ص ۲۶۷ تا ص ۲۹۹ جائز بلکہ مستحب
قرار دیا ہے اور نجدیوں کے نظریہ منہدم قبور کا ص ۲۸۲ پر ابطال فرمایا ہے۔ حیرانی ہے کہ بغیر تحقیق کے اشتراکی
ایجنٹوں کے پراپیگنڈہ میں اس عالم جلیل پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے اور نجدیوں کا ساتھی ثابت کرنے کی
سعی نامشکور کی جا رہی ہے۔ لعنۃ اللہ علی المعاندین۔

اعتراض فرق نمبر ۲۴ ص ۱۷ | خالصی کہتا ہے کہ ایمان کے لحاظ سے خالد بن ولید کا درجہ حضرت
عباس علیہ السلام سے اشرف و افضل ہے۔ —— (الخالصی و زیارۃ الاربعین ص ۲۳ طبع نجف)
(الشہادۃ الثالثۃ کلکاوی ص ۲۱ طبع کربلا)

جواب | یہ اعتراض بھی محمود علی جلی کا اختراع کردہ ہے اس کا حضرت علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم سے
ناراضگی اعتراض نمبر ۲۳ کے ضمن میں تحریر کی جا چکی ہے ہم اس اتہام سے شیخ مرحوم کو پاک سمجھتے
ہیں اور مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں کہ یہ بات علامہ خالصیؒ کی کسی کتاب سے ثابت کریں ورنہ ایک
بار پڑھ دیں لعنۃ اللہ علی المعاندین۔

اعتراض فرق نمبر ۲۵ ص ۱۷ | خالصی کہتا ہے ماتم، سینہ زنی، زنجیر زنی حرام ہے۔ بدعتی ڈھکو
کہتے ہیں۔ عوام عزاداری کے نام پر جمع ہو کر امام کو حاضر ناظر کہتے ہیں ان سے مدد مانگتے ہیں حالانکہ یہ صفات
اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ —— ایلاء القادحۃ ص ۹ طبع بغداد۔ اصول شریعہ ص ۳۲۱

۱ خالصی نامہ۔ ڈاکٹر فرسا، کراچی ص ۲۶

جواب (جزء الف) یہ اعتراض بھی عبدالحسین حمادی اشتراکیوں کے ایجنٹ نے علامہ خالصی مرحوم پر اتہام لگایا ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں اگر صاحب رسالہ سجاد حیدر صاحب اور اس کا گروپ سچا ہے تو علامہ خالصی مرحوم کی کتب سے ثابت کریں ورنہ ایک دفعہ پڑھ لیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

جزء "ب" اس اعتراض کا جواب فرق نمبر ۱۴ کے ضمن میں حاضر ناظر کی بحث میں گذر چکا ہے وہاں رجوع فرمائیں۔

اعتراض فرق نمبر ۲۶ ص ۱۷ خالصی کہتا ہے کہ اذان اقامت میں علی ولی اللہ کہنا حرام بدعت، کفر ہے۔

— (احیائے شریعہ جلد اول ص ۲۰۵ ' اسباط القارعہ ص ۶ ' منشور خالصی البدعۃ والالحاد ص ۲)

ڈھکو نے قوانین شریعہ جلد اول ص ۲۱۶ میں آذان سے کلمہ ولایت کی شہادت کا ذکر نہیں کیا۔ خالصی کی پیروی کی۔

جواب جزء "الف" اس اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ علامہ خالصیؒ مرحوم نے حضرت آیت اللہ سرکار شیخ صدوق صاحب من لا یحضرہ الفقیہ سرکار عالیجناب حر عاملیؒ صاحب وسائل شیعہ اور شہید ثانی علیہ الرحمہ صاحب شرح لمعہ کی پیروی کی ہے۔

آپ جو اعتقاد ان بزرگوں کے لئے رکھیں وہی علامہ خالصیؒ مرحوم کے لئے رکھ لیں۔

جزء "ب" صاحب رسالہ سجاد حیدر صاحب کو حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہٗ کے لفظ ۱۸ جملوں سے اشتباہ ہوا ہے تو عرض کرتے ہیں کہ یہ جملے واجب کے ہیں اور علی ولی اللہ مستحب ہے جزئیت میں نہیں ہے۔ ہم ان الفاظ اٹھارہ جملوں کی تائید انشاء اللہ اپنے مراجع دینیہ کی توضیحات سے ثابت کریں گے۔ پہلے کلمہ ولایت کے استحباب پر اپنے علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں کیونکہ اسی پر

کے سامنے صاحب رسالہ نے کلمہ ولایت کو جزوِ آذان لکھا ہے۔ ہم اس سلسلہ میں جناب سید العلماء علامہ علی نقی کی کتاب نظام زندگی مطبوعہ امامیہ پبلشرز لاہور سے اصل عبارت نقل کرتے ہیں:

ص ۱۶۸۔ اس کے بعد جزوِ آذان کی حیثیت سے نہیں مگر جزوِ ایمان ہونے کی حیثیت سے کسی قدرتی نظام کے ماتحت مسلمانوں کے بہت بڑے حلقے میں یہ رواج ہو گیا کہ وہ اشھد ان علی ولی اللہ یا اس کے ہم معنی الفاظ بھی کہتے ہیں۔

قدرتی نظام میں اس لئے کہتا ہوں کہ اگر علماء شیعہ نے اپنی کتابوں پر کوئی زور دیا ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ علمائے شیعہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے مگر علماء کا اس باب میں یہ عالم ہے کہ اول تو اجزائے آذان میں اس کا سرے سے تذکرہ ہی نہیں کرتے اور کوئی تذکرہ کرتا ہے تو صاف لکھ دیتا ہے کہ جزوِ آذان نہیں ہے۔ اس صورت میں فرقہ شیعہ کی یہ ہمہ گیری سیرت مزید قدرتی نظام ہی کا نتیجہ ہے۔ بہرحال احتجاج طبرسی میں ایک روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جب بھی شہادتِ رسالت دو تو شہادتِ ولایت ضرور دو۔ اس عموم کے ماتحت آذان میں شہادتِ ولایت کے کہنے کا حکم نکلتا ہے اس بناء پر اس کو مستحب جزوِ آذان سمجھا جا سکتا ہے۔"

۲۔ آیت اللہ الحکیم کا فتویٰ بھی استحباب بغیر جزئیت کے ہے۔ (رسالہ خالصی نامہ رسا کراچی ص ۲۱)

۳۔ آیت اللہ العظمیٰ الخمینی کا فتویٰ بھی یہی ہے۔

۴۔ آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی کا فتویٰ اور دیگر مراجع عظام کے فتاویٰ بھی یہی ہیں تو پھر ہم صاحب رسالہ سجاد حیدر صاحب سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ان تمام مراجع عظام میں سے کوئی بھی جزوِ آذان کا قائل نہیں ہے تو پھر آپ نے بطور جزوِ آذان اپنے شیعی عقائد میں لکھ کر شیعہ ثابت کرنے کی جو کوشش کی تھی وہ بحمد للہ بحکم مراجع عظام سازش پکڑی گئی۔

اب ہم ان اٹھارہ جملوں کی اپنے مراجع عظام سے تائید حاصل کر کے حق کا بول بالا کرتے ہیں۔ قوانین شرائع ص ۲۰۸۔ چونکہ آذان کے اٹھارہ فصول ہیں جو کہ ہر کہ ومہ کو معلوم ہیں اس لئے ذکر نہیں کیا گیا۔"

۱- "آذان کے اٹھارہ جملے ہیں"۔۔۔ مسئلہ نمبر ۹۲۷ ص ۹۷ توضیح المسائل آیت اللہ ابوالقاسم الخوئی طبع کراچی۔

۲- "آذان کے اٹھارہ جملے ہیں"۔۔۔ توضیح المسائل مجاہد اکبر آیت اللہ العظمیٰ الخمینی مسئلہ نمبر ۹۱۷ صفحہ ۱۴۶۔ طبع امامیہ پبلیکیشنز، لاہور۔

۳- "آذان ہیجدہ جملہ است"۔ ترجمہ: آذان کے اٹھارہ جملے ہیں۔ مسئلہ ۹۲۷ توضیح آیت اللہ خوئی طبع نجف، فارسی۔

۴- یہی عبارت کتاب المسائل المنتخبۃ الخوئی طبع بیروت پر موجود ہے۔ ص ۸۰، ۱۷۱

اعتراض فرق نمبر ۲۷ ص ۱۸ | خالصی کہتا ہے کہ دعا فرج پڑھنا جس میں محمدؐ، علیؑ سے مدد طلب کی گئی ہے اس کا ظاہری مفہوم کفر اور شرعی پڑھنا حرام ہے۔ ۔اس کے الفاظ کفر ہیں۔ اس کا مقصد ۔۔۔۔ احیائے شریعہ جلد اول ص ۹، طبع آخر

۔۔۔۔ اصول شریعہ ص ۳۶۷

جواب | صاحب رسالہ نے عبارت کو قطع برید کر کے بزعم خود مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہاں پر ص ۲۶۶ پر حضرت علامہ چھٹے شبہ کے ازالہ میں دعا فرج کی سند پر دلائل دیتے ہوئے مختلف کتب سے حوالہ جات نقل کرتے ہیں اور پھر تنقیح المقال، مامقانی رجال کشی طبع بمبئی۔ مصابیح الانوار جلد۔ ۲ ص ۲۵۲ پر ثابت کر رہے ہیں کہ خواب شریعت میں محکم حجت نہیں ہے اور پھر یہ تحریر فرماتے ہیں کہ خود آئمہ انبیاؑ کا سوتے ہوئے فرمانا وہ حجت ہوتا ہے کیونکہ معصوم نبی یا امام کا سونا اور جاگنا برابر ہوتا ہے۔ آگے اس دُعا پر سب کا اتفاق ہے، کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض علماء ایران، عراق اس کے پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں جن میں علامہ شیخ محمد خالصیؒ نے پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے۔ احیائے شریعہ ج۔ ۱ ص ۹۔ ممکن ہے کہ سرکار خالصیؒ مرحوم کے اس فتوے میں شدت ہو مگر اتنا تو معلوم ہوتا

ہے کہ اس دعا پر سب علمائے اکابر کا اتفاق نہیں ہے اور اصول مناظرہ کے ماتحت یہی بات استدلال کنندہ کے دعویٰ اتفاق تمام اکابر علماء کے بطلان کے لیے کافی ہے۔ رابعاً، ہم اس باب میں بضمن طریقہ توسل بالوضاحت بیان کر چکے ہیں کہ امور تکوینیہ کے متعلق معصومین کی بارگاہ معلیٰ میں یہ استدعا کرنا کہ وہ بارگاہِ خداوندی سے ہمارے یہ کام انجام دلوا دیں یعنی بطور توسل استشفاع ان سے استمداد استعانت صحیح ہے۔ لہٰذا اس دعا یا اس کے ساتھ ملتے جلتے ادعیہ و استغاثہ جات میں ہمارا موقف یہی ہے کہ ان سے بطور وسیلہ و شفیع مدد حاصل کرنا مراد ہے۔

اعتراض فرق نمبر ۲۸ ص ۱۹ ڈھکو لکھتا ہے کہ آنحضرت اور آئمہ ہدیٰ کے لئے یہ کہنا غلط اور ممنوع ہے کہ وہ رزق تقسیم کرتے ہیں۔

اصول شرعیہ ص ۱۵۷

جواب حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ تفویض کی ساتویں قسم میں علمائے کرام کے اقوال نقل فرماتے ہیں۔ ہم اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔

" ص ۱۵۷ تفویض کی ساتویں قسم۔ علامہ الشیخ عبداللہ مامقانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مقیاس الدرایہ مطبوعہ مع الرجال مامقانی ص ۸۷ کذا فی منتہی المقال ص ۱۴ الشیخ ابی علی الحائری طبع نجف اشرف پر تفویض کی مذکورہ بالا اقسام بیان کرنے کے بعد ساتویں قسم یہ بیان فرمائی ہے " السابع تقسیم الرزق جعله فی الفوائد مما یطلق علیه التفویض وصحته وفساده یعرف من المعنی الاول ولعله یرجع الیه او عینه الا ان الخلق والرزق والاجل وغیرها وتخصیصه الا رزق کما هو ظاهره۔

ترجمہ: تفویض کی ساتویں قسم رزق ہے (کہ رزق خدا دیتا ہے اور اسے تقسیم آئمہ ہدیٰ کرتے ہیں) کتاب فوائد میں اسے تفویض میں داخل کیا ہے۔ اس قسم کا صحیح یا باطل ہونا تفویض کے پہلے معنی سے معل

ہوسکتا ہے کیونکہ اس قسم کی بازگشت بھی اسی قسم اول کی طرف ہے (جو کہ غلط اور ممنوع ہے) بلکہ یہ قسم بعینہٖ وہی قسم اول ہی ہے۔ ہاں صرف اس قدر فرق ہوسکتا ہے کہ قسم اول پیدا کرنے، رزق دینے اور عمر گھٹانے و بڑھانے میں سب امور کو شامل ہو اور یہ آخری قسم صرف تقسیم رزق کے ساتھ موفق ہو۔

تبصرہ | مومنین کرام پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ صاحب رسالہ نے ان بزرگ علماء کے اقوال کو علامہ صاحب قبلہ کے نام منسوب کرکے مطلب نکالنے کی سعی کی ہے۔ ہاں ان بزرگ علماء کے اقوال ہی تو مذہب کی رہنمائی کے لئے اور ہمارے لئے کافی ہیں۔ اس فرق کے سامنے والے خانہ میں صاحب رسالہ نے یہ کہہ کر کہ تقسیم رزق آئمہ ہدیٰ کرتے ہیں شیعہ عقائد میں شامل کیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اہلِ سنت بھی مانتے ہیں۔ ہم یہاں عرض کرتے ہیں کہ اہل سنت جب ان کی خلافت حقہ بلا فصل تسلیم نہیں کرتے تو کیا یہ قول قابل قبول ہے۔ قطعی نہیں۔ دوسرا تقسیم رزق آئمہ کے نام منسوب کرنا مفوضہ کی شاخ شیخیہ کا عقیدہ ہے۔ ثبوت کے لئے احکاق آقا نے الرضا ابراہیمی کریم خانیہ ص۲۲۲ پر تقسیم رزق کی نسبت آئمہ ہدیٰ کی طرف دی ہے۔ ہمارا عقیدہ شیعہ یہ ہے کہ خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اہلبیتؑ کے صدقے سے سب کچھ ملتا ہے۔ مزید وضاحت اعتراض نمبر۱۱ میں ملاحظہ ہو۔

اعتراض فرق نمبر ۲۹ ص ۱۹ | ڈھکو لکھتا ہے کہ محمد و آل محمد مجازاً نور ہیں چونکہ ان کی ارواح نورانی ہیں اور چونکہ یہ لوگ ہادی اور راہنما ہیں اس لئے بھی ان کو مجازاً نور کہا گیا ہے۔

اصول شریعہ ص۱۴۳، ص۱۴۶

جواب | حضرت علامہ صاحب قبلہ نے ص۱۱۸ تا ص۱۴۹ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے نور یا بشر ہونے کے عنوان سے مکمل بحث کی ہے۔ طالبان حق اصل کتاب کی طرف رجوع فرما کر تسلی فرما سکتے ہیں۔ یہاں پر صاحب رسالہ نے جس تحریری خیانت کا ثبوت دیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ کہیں سے کوئی لفظ لیا کہیں سے کوئی اور ایک مجمل عبارت بنا کر عوام کو دھوکہ

دینے کی سعی نامشکور کی ہے۔ مومنینِ کرام پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ شیعہ خیر البریہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاءؑ اور آئمہ علیہم السلام میں، دو جنبے ہوتے ہیں، ایک نورانی، روحانی اور دوسرا بشری انسانی۔ اس کا ثبوت خود حضرت علامہ مدظلہٗ کی تحریر نقل کرتے ہیں۔ "ص ۱۳۰ انبیائے عظام یا آئمہ علیہم السلام چونکہ بزرگوار خدا کے اوامر احکام بندوں تک اور بندوں کی عرضداشتیں خدا تک پہنچاتے ہیں خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں۔ اس لئے ان کے دو جنبے ہوتے ہیں:

۱۔ ایک نورانی و روحانی جس کی وجہ سے نظامِ شریعت میں خدا سے احکام حاصل کرتے اور تکوین میں بارگاہِ قدس میں مخلوق کی شفاعت و سفارش کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرا جنبہ بشری و جسمانی جس کی وجہ سے خدائے واحد کے احکام و فرمان بندوں تک پہنچاتے ہیں کما قیل"۔

آگے اسی قول کی تصدیق فرامینِ معصومین علیہم السلام سے اور اقوال علمائے عظام سے فرماتے ہیں۔ اور یہی شیعہ عقیدہ ہے۔ اسی مندرجہ بالا قول کی تصدیق خود صاحب رسالہ کے فرقہ نمبر ۱۹ میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ کا فرمان دو جنبے ہوتے ہیں، موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نظریہ رکھتا ہے تو وہ شیعہ نہیں کچھ اور ہوگا۔

تبصرہ | اسی اعتراض کے سامنے اپنے عقائد میں صاحب رسالہ نے حضرت علامہ صاحب مدظلہٗ پر اعتراض کیا ہے کہ وہ ان بزرگوار ہستیوں کے سایہ نہ ہونے کو تسلیم نہیں کرتے حالانکہ اگر ان عقل کے اندھوں نے کتاب کا مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتے بلکہ حضرت علامہ صاحب قبلہ نے سایہ نہ ہونے کا اثبات احادیث معصومین کی روشنی میں ثابت کیا ہے ہم اصل عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ صاحب رسالہ کی کذب بیانی طشت از بام ہو جائے۔

"ص ۱۳۸۔ خیر چھوڑیئے ان ذاتی آراء و قیاسات کو۔ احادیث معصومین سے اس کی ایک اور وجہ

معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے یوم ولادت سے یوم وفات حسرت آیات تک بادل کا ایک ٹکڑا ہر وقت سفر و حضر میں آپؐ پر سایہ فگن رہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں آنحضرتؐ کے سایۂ اقدس کا نظر نہ آنا اس امر کا قدرتی، فطری نتیجہ ہے۔ چنانچہ احتجاج طبرسی میں حضرت امیر المومنین کی ایک طویل حدیث موجود ہے جو آنجنابؑ نے ایک یہودی کے سامنے افضلیت ختمی مرتبت بر انبیاءؑ سلف کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ فرمایا "قد فضل ذالک بموسیٰ فی التیہ واعطی محمداً افضل من ھذا ان الغمامۃ کانت تظلہ من یوم ولد الی یوم قبض فی حضرہ واسفارہ فھذا افضل مما اعطی موسیٰ" یعنی موسیٰ کے ساتھ تو گردش صحرا کے وقت ایسا کیا گیا تھا لیکن جناب رسول خدا کو اس سے بہتر و برتر کمال دیا گیا۔ ان کے یوم ولادت سے لے کر یوم وفات تک ہمیشہ سفر و حضر میں ان پر بادل سایہ فگن رہتا تھا۔" (احتجاج طبرسی ص۱۱۶ طبع نجف)۔ اسی فرمان کی تصدیق کے لئے حضرت علامہ نے امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان جو کہ فاضل جلیل ملا قزوینی نے اپنی شرح اصول کافی جز سوم حصہ دوم ص۱۵۲ طبع نولکشور لکھنؤ کا حوالہ تحریر فرمایا ہے۔ امید ہے اب مومنین پر بات واضح ہو گئی ہے۔ فیصلہ خود فرمائیں کہ معصومؑ کا فرمان مانا جائے یا ذاتی قیاس۔

اعتراض فرق نمبر ۳۰ ص۱۹ ڈھکو کا عقیدہ ہے کہ انبیاءؑ و آئمہؑ نوع انسان کے اکمل فرد ہیں۔ ان کی نوع علیحدہ نہیں ہے۔ یہ غلاۃ مفوضہ کا عقیدہ ہے کہ نبی، امام اور عام انسان میں وہی فرق ہے جو عام حیوان اور انسان میں ہے۔ ——— اصول الشریعہ ص۷۶

جواب ہاں جناب یہ صرف حضرت علامہ صاحب قبلہ کا عقیدہ نہیں بلکہ تمام مذہب حقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و آئمہ نوع انسانی کے اکمل افضل افراد ہیں اور انبیاءؑ و آئمہؑ کی زندگیوں سے ثابت ہے۔ آج کروڑوں سادات گرامی اسی درجہ سے قابل تعظیم ہیں۔ اگر نوع انسانی سے ان بزرگواروں کو نکالا گیا تو پھر اس اولاد سادات کے لئے کونسی نوع ہوگی: ہم اس عقیدہ کی تائید اپنے

بزرگ علمائے کرام کے فرامین سے حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ ابو القاسم الخوئی سے اسی نوع کا سوال کیا گیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا "بلی از نوع بشر است ولی برخوردار از جمیع کمالات بشری است علاوہ بر منصب امامت و نبوت از اعظم مناصب الٰہی می باشد واینہ منصب بکسی می رسد کہ منزہ از تمام رذائل خلقی و خلقی باشد و ہیچ عیبے یا نقصی در وی نہ باشد یعنی معصوم باشد" (ترجمہ) "ہاں یہ (انبیاء و اوصیاء) از نوع بشر میں سے ہیں اور یہ تمام کمالات بشریہ سے ہیں علاوہ منصب نبوت و امامت کے جو کہ عظیم مناصب الٰہی ہیں اور یہ منصب ایسے بندوں کو ملتے ہیں جو تمام خلقی عیوب سے پاک و پاکیزہ ہوں۔ اس میں کوئی عیب یا نقص نہ ہو یعنی معصوم ہو" (میزان العقائد سابقی ص۲)۔

۲۔ اماموں کے متعلق ہمارا نظریہ کے عنوان سے عالم جلیل حضرت علامہ شیخ محمد رضا مظفر کی کتاب مکتب تشیع ترجمہ اردو ص ۹۷،۱۶ سے عبارت نقل کرتے ہیں۔

"ہم اس عقیدے کو جو غلات اور حلولی آئمہ اطہار علیہم السلام کے بارے میں رکھتے ہیں بے بنیاد سمجھتے ہیں۔ وہ بات جو یہ لوگ کہتے ہیں حد سے بڑھی ہوئی اور بہت بڑی ہے۔ اس کے بجائے ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ تمام آئمہ اطہار ہماری ہی طرح کے انسان تھے۔ ہمارے ہی جیسے فرائض اور ذمہ داریاں وہ بھی رکھتے تھے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ وہ چونکہ ممتاز اور نیک بندے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے مخصوص بندوں میں سے قرار دیا ہے اور ان کو ولایت کا بلند مقام عزت اور غیر معمولی شخصیت عطا کی ہے۔"

۳۔ صاحب رسالہ کے پیر و مرشد اور شیخیہ اسلوئی احقاقی مشائخ کے پاکستان میں نمائندے سابقی صاحب نے بھی اپنے رسالہ شہادۃ الثالثہ ص۱ سطر نمبر ۱۸ پر ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے "امام عالی مقام ہی وہ انسان کامل ہیں جن کو آنحضرت ص کے بعد خلافت کلیہ الٰہیہ اور ولایت کا عہدہ

بقیہ حاشیہ

جناب سجاد حیدر صاحب کو اس بات سے بھی تکلیف ہوئی ہے کہ علیحٰدہ نوع کو حضرت علامہ مدظلہٗ نے شیخیہ مفوضہ کی طرف نسبت کیوں دی ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ ہم نے تائید نمبر ۷ کے ضمن میں عالم جلیل حضرت علامہ شیخ محمد رضا مظفر کا قول نقل کیا ہے انہوں نے علیحٰدہ نوع کو غلات مفوضہ کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ ثانیاً ہم اس ثبوت کے لئے خود بانی فرقہ شیخیہ شیخ احمد احسائی کی شرح پارہ جامعہ ص ۳۸۲ سے نقل کرتے ہیں۔ "کذالک النوع فانہم یدخلون فی النوع ظاھراً والا فی الحقیقۃ لہم خلق آخر فوق بنی آدم" ترجمہ ـــــ "اسی طرح ائمہ اہلبیتؑ حسب ظاہر انسانی نوع میں داخل ہیں ورنہ ان کی نوع درحقیقت علیحٰدہ ہے" (ماخوذ از جبر بن حق مقالہ مولوی ضمیر الحسن نجفی شائع شدہ کتبخانہ کرمانیہ ابراہیمیہ کراچی ص ۱۴ سطر ۸ تا ۱۱)۔

امید ہے ہمارے قارئین پر حقیقت واضح ہو گئی ہو گی۔ مزید تسلی کے لئے اصل کتاب اصول شریعہ باب ۱ "نوع" کی طرف رجوع فرمائیں یا موجودہ دور کی بہترین کتب پاسداران اسلام، علامہ محمد حسین طباطبائی مرحوم اور فلسفہ معجزہ، آیت اللہ الخوئی طبع جامع تعلیمات اسلامی کراچی کا مطالعہ فرمائیں۔

اعتراض فرق نمبر ۲۱ ص ۲۰ | ڈھکو کا عقیدہ ہے کہ معجزہ نبی و امام کا فعل نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہوتا ہے۔ وہ معجزہ کرنے میں۔ دعا کرنے کے محتاج ہوتے ہیں۔

اصول شریعہ ص ۲۸۶ ـــــــــــ

جواب | جناب محترم قارئین حسب عادت صاحب رسالہ نے یہاں بھی عبادت کو قطع برید کر کے پیش کیا ہے۔ ہم انشاء اللہ اصل عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ بات واضح ہو جائے حضرت علامہ ممدوح ص ۲۸۵ پر معجزہ دلیل نبوت، امامت کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی نبی، امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے تو عوام اس دعویٰ نبوت امامت کے لئے دلیل مانگتے ہیں کیونکہ کوئی دعویٰ دلیل، برہان کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتا۔ سمجھدار

لوگ تو صرف یہ دیکھ کر تسلیم کر لیتے ہیں کہ مدعیٔ نبوت، امامت نے کسی مدرسہ سے کسبِ علم نہیں کیا اور اس کی صداقت پر یقین کر لیتے ہیں۔ اسی دلیل کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"مگر پھر بھی عامۃ الناس کے اطمینانِ قلب کے لئے کسی اور قطعی ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایسی چیز دکھائے گا جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام مخلوق عاجز ہو اور وہ کام کر کے دکھائے جس پر صرف خدا ہی قدرت رکھتا ہو اور انسانی دسترس سے بالا ہو تو یقیناً وہ اس بات کی دلیل ہو گا کہ یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور فی الواقع فرستادۂ خداوندی ہے اور خدا نے یہ خاص عادت امر بطور سند اس کے ہاتھوں پر ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ معجزہ درحقیقت خدا کا فعل ہوتا ہے۔ اس لئے تو لوگ اس کو کسی شخص کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ خدا کا فرستادہ ہے۔ ورنہ خدا اس کے ہاتھ پر ایسا فعل ظاہر نہ کرتا۔ یہ معجزات بحسب حالات زمان، مکان و اشخاص مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ پر نار کو گلزار بنا دیا، کسی کے ہاتھ پر عصا کو اژدھا بنا دیا، کسی کے ہاتھوں پر مردہ کو زندہ کر دیا، کسی کو قرآن جیسا عظیم النظیر علمی معجزہ خالدہ عطا فرمایا۔ لیکن دلیل نبوت میں سب باہم شریک ہیں۔ اس سے واضح اور عیاں ہو گیا کہ نبوت ایک دعویٰ ہے اور معجزہ اس کی دلیل ہے۔"

نوٹ | مومنین کرام ہم نے اصل عبارت نقل کر دی ہے۔ مزید تسلی کے لئے ص ۲۸۴ تا ص ۳۱۹ تفصیلاً مطالعہ فرمائیں، انشاء اللہ تسلّی، تشفّی ہو گی۔ دیگر کتاب فلسفہ معجزہ حضرت آیت اللہ الخوئی مدظلہ العالی طبع جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی اسی مقصد کی تائید کے لئے مطالعہ فرمائیں۔

اعتراض فرق نمبر ۳۲ ص ۲۰ | مولوی گلاب شاہ کہتا ہے کہ مصلحت کے تحت انبیاءؑ و آئمہ کو سہو نسیان ہو سکتا ہے اور نسیان منافی عصمت نہیں۔

(از رسالہ انتباہ ص ۳ ، اشتہار فیصلہ جات)

جواب | یہ بھی غلات کی طرف سے ایک عالم جلیل، صاحب زہد و تقویٰ سید پر اتہام ہے ان کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ صرف مخالفین علماء جو شیخیوں کے زر خرید غلام ہیں، انہی کی اختراع شدہ ہے۔

اعتراض نمبر ۳۳ ص ۲۱ | مولوی گلاب شاہ کا قول ہے کہ انبیاء گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اور گناہانِ صغیرہ پر اصرار نہیں کرتے۔

——— (مضمون اسد۔ ۲۰ نومبر ۱۹۶۵ء)

جواب | ہمارے سامنے مذکورہ اخبار نہیں ہے اور معلوم ہوتا ہے کوئی مجمل عبارت نقل کی ہے شاید صاحب رسالہ نے عوام کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ اس سے ان کا گناہ کرنا ثابت ہوتا ہے حالانکہ یہی عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ وہ نہ صغیرہ نہ کبیرہ گناہ کرتے ہیں۔ اسی کو معصوم کہتے ہیں کہ طاقت ہوتے ہوئے ان کبائر و صغائر سے اجتناب کریں۔ اسی پر مذہب حقہ خیر البریہ کا ایمان ایقان ہے۔

اعتراض نمبر ۳۴ ص ۲۱ | جناب امیر المومنین نے خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جو مصلحت تقیہ، جبر و کراہ پر مبنی تھی۔

——— (فتویٰ گلاب شاہیہ ص ۲، فتویٰ مولوی صفدر حسین فتویٰ

——— مولوی غلام حسین، فتویٰ بشیر عباس، فتویٰ مولوی اسلم صادقی)

جواب | یہاں پر بھی صاحب رسالہ نے حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا ہے اور ناحق علمائے حقہ پر بہتان باندھا ہے۔ ہم استاذ العلماء والمجتہدین حضرت علامہ سید گلاب علی شاہ صاحب قبلہ کی اصل تحریر جو کہ حقائق العقائد ص ۳۱ پر چھپاں ہے نقل کئے دیتے ہیں۔

"دل، جان اور قلب، ایمان سے جو بیعت کی جاتی ہے۔ جناب امیر المومنین نے ہرگز نہیں کی کیونکہ

ایسی بیعت جس کی کی جاتی ہے بیعت کنندہ اسے اپنا مرشد اور ہادی سمجھتا ہے، اسے جھوٹا، بے وفا،
خیانتی اور نافرمانِ خداوند تعالےٰ نہیں سمجھ سکتا۔ حالانکہ کتب اسلام میں موجود ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
ان کو کاذب، آثم، خائن اور غادر جانتے تھے تو پھر اس عقیدہ نظریہ کے باوجود حضرت ان کو
اپنا ہادی مرشد کیسے تصور کر سکتے تھے۔

ان کتبِ فریقین میں بعض روایات ایسی موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے
بیعت کی لیکن وہ روایات یا تو پایہ ثبوت تک پہنچے ہوئے نہیں اور ان کا مطلب یہ ہے کہ مصلحتِ
دینی کی خاطر حضرت کو تقیہ کی ضرورت لاحق ہوئی اور وہ بھی کسی خاص ایسے وقت میں جبکہ وہ حضرت
کے قتل پر حماً آمادہ و تیار ہو چکے تھے ورنہ عمومی طور پر حضرت نے کثرت سے ان کے افعالِ شنیعہ پر نفرین
کا مظاہرہ کیا اور ان کے خلافِ شرع اقدامات پر جا بجا ان کو ٹوکتے رہے اور حضرت کا یہ معمول چونکہ
عبدالرحمٰن بن عوف کے سامنے تھا اس لیے وہ جانتا تھا کہ حضرت سیرت شیخین کو اپنانے کے لئے ہرگز
تیار نہ ہوں گے اور اسی لئے اسے ان کی سیرت پر عمل کرنے کو شرط خلافت قرار دیا تھا اور اسی وجہ سے
جب حضرت نے انکار کیا تو وہ کوئی طعنہ زنی وغیرہ نہ کر سکا۔ دستخط شریف "

اعتراض فرق نمبر ۳۵ ص ۲۱ — امام کا خون پاک نہیں ہوتا لہٰذا امام حسین علیہ السلام
کی آخری نماز میں اشکال ہے۔

فتوٰی مشہورہ مولوی شبیر علی شاہ

جواب — صاحبِ رسالہ نے صرف مشہور کا لفظ لکھ کر ایک سید عالم دین کو بدنام کرنے
کی سعی نامشکور کی ہے۔ اگر سچے ہوتے تو کوئی ثبوت پیش کرتے۔ بے ثبوت الزام لگانا وہ بھی ایک
شیعہ عالم پر یہ حقیقت میں شیعیت کی خدمت ہے۔

اعتراض فرق نمبر ۳۶ ص ۲۲ | ڈھکو کہتا ہے کہ آئمہ کے مظاہر اسماء و صفات علم غیب حاضر ناظر مدد مانگنے کا عقیدہ ، فرشتوں پر حکمرانی کا عقیدہ فرقہ شیخیہ سے ماخوذ ہے۔

———— اصول شرعیہ ص ۱۳۹، ص ۔

جواب | اس اعتراض کا جواب بحمد اللہ ہم فرق نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں نقل کر چکے ہیں۔ سجاد حیدر صاحب نے یہاں پر خواہ مخواہ رسالہ کا حجم بڑھانے کے لئے اپنی عاقبت کے صفحات سیاہ کئے ہیں۔

اعتراض فرق نمبر ۳۷ ص ۲۲ | مولوی گلاب شاہ اور ڈھکو کہتے ہیں کہ آئمہ کو صرف شرعی ولایت حاصل ہے تکوینی ولایت حاصل نہیں ہے۔

———— (اخبار اسد ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء، اصول شرعیہ ص ۱۹۲)

جواب | حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہ ص ۱۹۲ پر ان لوگوں کے جواب تحریر فرماتے ہیں جو "ان الحکم ..... الخ" سے خلق، رزق، محی، ممیت ثابت کرتے ہیں۔

اصل عبارت ———— ہم یہ سمجھنے سے معذور ہیں کہ اس قسم کی آیات کو ان حضرات کے دعویٰ کے ساتھ کیا ربط ہے ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آئمہ اطہار باذن اللہ ہمارے خالق، رازق، محی ممیت ہیں یا فرشتوں کے اوپر نگران اعلیٰ ہیں یا خلق، رزق کے آلات، اسباب ہیں (علی اختلاف آراء) مگر یہ آیت مبارکہ پیش کر کے ثابت یہ کیا جا رہا ہے کہ خدا کے بعد ہمارے حاکم جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ ہیں۔ بھلا کون شیعہ اس کا منکر ہے لیکن قابل غور و تدبر بات یہ ہے کہ جو شخص حاکم، بادشاہ ہو وہ خالق، رازق، محی، ممیت بھی ہوتا ہے؟ کیا عربی کی کسی کتاب لغت میں "ولی" کے معنی خالق، رازق، محی، ممیت اور شافی بھی لکھے ہیں۔ بات صرف اس قدر ہے کہ لفظ ولی و مولیٰ لغت عرب میں ۲۲ معنوں میں استعمال ہوا ہے (تفصیل کے لئے کتاب الغدیر جلد اول ملاحظہ ہو)۔ ان سب سے زیادہ نمایاں دو معنی ہیں (۱) مولیٰ بالتصرف یعنی حاکم (۲) دوست۔ چنانچہ اس آیت

کے بارہ میں قدیم الایام سے شیعہ سُنی میں یہی متنازعہ فیہ مسئلہ چلا آرہا ہے۔ آیا یہاں ولی بمعنی حاکم یا بمعنی دوست۔ شیعہ اسے بمعنی اولیٰ بالتصرف مراد لیتے ہیں اور سُنی بمعنی دوست اور یہی نزاع حدیث غدیر میں وارد شدہ لفظ مولیٰ میں بھی ہے۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ شیعہ ہمیشہ آیت مبارکہ النبی اولیٰ من انفسھم وغیرہ قرائن، شواہد، داخلیہ خارجیہ کی بنا پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسولِ خدا کی نبوت اور آئمہ اہل بیت رسولؐ کی امامت بلا فصل پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بزرگوار ہمارے دینی، دنیوی حاکم، بادشاہ ہیں اور ہمارے مال جان پر ہم سے زیادہ حق حکومت و تصرف رکھتے ہیں (ہم نے بھی اپنی کتاب "اثبات الامامت" میں اس موضوع پر سیر حاصل تبصرہ کرکے یہ حقائق ثابت کئے ہیں) لیکن اس امر کو ان بزرگواروں کے خالق، رازق وغیرہ ہونے سے کیا تعلق۔

اعتراض فرق نمبر ۳۸ ص ۲۲ خالصی کہتا ہے خرگوش، بجو حلال ہیں ان کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

اسباط القاعدہ ص ۱۲، شہادۃ ص ۲، احیائے شریعہ ص ۲۵۴

جواب مومنین کرام پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ ایک خالصتاً فقہی مسئلہ ہے جس کو صرف مجتہدین کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ چاہیئے یہ تھا کہ علمی حد تک رہتا لیکن جن کو صرف شیعہ کو خوش کرنا ہو وہ بیچارے کیا کریں۔

دوسرا علامہ خالصیؒ مرحوم نے بھی اسے مکروہ لکھا ہے۔ مکروہ میں کئی جانور ہیں جو ذبیحہ میں تو ان پر تمام اصولِ ذبیحہ نافذ ہوں گے مگر کھائے نہیں جاتے جیسے گھوڑا وغیرہ۔ ایسے سینکڑوں جانور جن کی حلت حرمت میں علماء میں اختلاف ہے۔

تیسرا یہ جانور حرمت مطلقہ میں نہیں ہیں جیسے کتا، سؤر وغیرہ۔ اگر حرمت مطلقہ میں آتے ہیں تو دوسرے مسلمانوں کے بارے میں کیا خیال ہے....؟

چوتھا مجتہدین کے کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے سے دوسرا مجتہد نعوذ باللہ ضال مضل نہیں ہو جاتا۔ ایسے اختلاف کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں مثلاً وجوب جمعہ وغیرہ۔

اعتراض فرق نمبر ۳۹ ص ۲۳ خالصی کہتا ہے کہ ایران ایک متعصب ملک اور مصر دینِ اسلام اخلاق اور علم کے لحاظ سے افضل ہے۔

مسیلمۃ القرن العشرین الخالصی ص ۴۲ طبع نجف

جواب یہ اعتراض بھی اشتراکی ایجنٹ کی اختراع ہے اور صاحبِ کتاب مسیلمۃ القرن محمد علی النجار کاظمینی ہے۔ اسی کتاب کے اقتباسات الخالصی نامہ میں جو کہ شیخیہ کی شاخ کرمانیہ ابراہیم کی طرف سے اُردو میں شائع ہوئی ہے ہمارے سامنے ہے۔ ترجمہ ڈاکٹر رضا نے کیا ہے۔ کتاب پڑھنے سے شواہد معلوم ہو جاتے ہیں کہ حضرت علامہ خالصی مرحوم نے ساری زندگی عالم اسلام کے اتحاد کے لئے صرف کی اور اشتراکیت کے خلاف جہاد فرمایا اور شیخیہ جو اشتراکیوں کے ایجنٹ تھے، ان کے خلاف جہاد فرماتے رہے۔ اس لئے نجار صاحب نے اپنی بھڑاس نکالی ہے

اس لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ مخالف کی باتوں سے حقیقت تو نہیں چھپ سکتی۔ رہ گیا ایران کا ذکر تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ اُس وقت کے ایران کی بات ہے جس وقت دشمنِ اسلام معدوم شاہ حکمران تھا جو اسلام اور ایران کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل اور شیطان بزرگ امریکہ کی پناہ میں تھا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مصر اپنے زمانے میں اہل علم کا گہوارہ تھا اس کی دلیل کے طور پر مجاہد کبیر جناب علامہ جمال الدین حسینیؒ اور شہید نواب صفویؒ کے مصر میں دورے اور علماء سے ملاقاتیں اسلام سے محبت کی علامت ہیں۔ آج بھی اسلام سے محبت کرنے والوں کی مصر میں کمی نہیں ہے۔ حال ہی میں اسی محبتِ اسلام کے صدقے شہید خالد اسلامبولی اور ان کے رفقاء نے سادات کا خاتمہ کر کے بتا دیا کہ مصر میں صرف اور صرف حکومت اسلامی چل سکتی ہے۔ خداوند کریم رحم فرمائے تاکہ سارے مسلمان

ایران کی طرح اسلامی شرعی حکومتیں قائم کر سکیں۔

جناب اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ایران دار السلام ہے جو اسلامی شرعی حکومت کا واحد مرکز ہے اور تمام مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا ہے اور کویت شیطان بزرگ امریکہ کا حامی ہے آپ کویتی مرکز سے ہٹ کر اسلامی مرکز کی طرف رجوع فرمائیں۔ آپ کے پیر و مرشد احقاقی جس کو لینے کے لئے حکومت کے جہاز آتے ہیں اور آپ کے دورے اور نام نہاد تنظیمیں اسی احقاقی کی امداد سے چل رہی ہیں آپ اس کو چھوڑ کر اپنے اسلامی مرکز کی طرف رجوع کر کے اللہ تعالےٰ کے فرمان ـــــــ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً وّلا تفرقوا ـــــــ پر عمل کرتے ہوئے ایک ہی راہبر کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

اعتراض فرق نمبر ۴۰ ص ۲۳ ایرانی لوگ مجوسی خیالات کے حامی ہیں لہٰذا اب تک یہ جاہل درختوں، پتھروں، چشموں، قبروں کی پوجا کرتے ہیں۔ ایران میں بدعات کی بھرمار ہے۔

خالصی کی کتاب النیروز ص ۹۴ طبع بغداد

جواب غلط کام بہر حال غلط ہوتا ہے خواہ اسے کوئی ایرانی ہی کرے یا پاکستانی۔ اور عوام ہر جگہ عوام ہوتے ہیں اور کسی جگہ عوام پر تنقید کی جائے تو اس سے خواص پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ جن امور کا اس کلام میں تذکرہ کیا گیا ہے وہ جہاں بھی ہوں گے اور ان کا ارتکاب جو بھی کرے گا وہ قابل ملامت ہو گا۔ صاحب رسالہ نے خلط ملط سے کام لیا ہے۔ حضرت علامہ خالصیؒ مرحوم جس ایران کی مذمت کر رہے ہیں وہ رضا شاہ کبیر کے دور کا ایران تھا اور صاحب رسالہ جس ایران کی تعریف کر رہے ہیں وہ سرکار آیۃ اللہ خمینی مدظلہ کے دور کا ایران ہے۔

ـــــــ بحوالہ طمانچہ بر رخسار شیخ و شیخیہ صفحہ ۔

بابِ دوم

عنوان

مرگ بر مقصرین جلد دوم، مرتبہ چوہدری طفیل حسین شادیوال گجرات۔ ناشرین سید ذوالقرنین، حیدر شیرازی۔ چیف آرگنائزر ادارہ فدایانِ عظمتِ آلِ محمدؐ، پاکستان۔

مومنین کرام! یہ رسالہ ایک دوست کے ہاں ملاقات پر دیکھا اور سرسری مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ چوہدری صاحب نے بھی حضرات علماء کرام پر چند ایک الزامات، اتہامات لگائے ہیں اور وجہ تالیف کے آخر میں اپنے کو "سگِ امام زمانہ، چوہدری طفیل حسین" لکھا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں جو سگ ہو اور سگ سے اچھائی کی توقع کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ شرع مقدس میں سگ نجس العین ہے۔ خدا نے ان صاحب رسالہ نے اپنے ساتھ سگ کیوں لکھا۔ سچ کہتے ہیں کہ ہم جنس با ہم جنس پرواز اور حد یہ کردی کہ "سگِ امام زمانہ"۔ جب انسان کی عقل رہنمائی نہ کرے تو پھر ایسے ایسے خرافات زبان، تحریر پر دکھائی دیتے ہیں۔ معصومین علیہم السلام اور نجس العین کا کیا تعلق۔ ہمارا شیعہ اثنا عشریہ عقیدہ ہے کہ خداوندِ کریم نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ہر رجس سے پاک رکھا ہے۔ اس پر آیت " انما یرید اللّٰہ" تا قیامت گواہ ہے۔ اچھا یہ تو ان صاحب کی علمی، روحانی بلندی ہے اور پھر ناشرین حضرات کا کیا کہیے! جیسے مکین ویسے مکان "سید ذوالقرنین، سید محمد سبطین شیرازی عرض ناشرین میں سرخی دیتے ہیں کہ "بندہ علی مرتضےٰ ہستم" اور صفحہ ۲، ۳ پر دونوں صاحبان کی تصاویر بھی نمایاں ہیں۔ امید ہے قارئینِ کرام جن تک یہ رسالہ پہنچا ہے وہ خود ملاحظہ فرمائیں گے ہم صرف اشارۃً بتا رہے ہیں

کہ ان کی حالت ایک فلمی سٹیج کے اداکار کی ہو سکتی ہے؟ خدا معاف فرمائے کہ آج قوم کی یہ حالت کہ جہلا علماء کو کہتے ہیں کہ تم دین نہیں رکھتے۔ یہ صرف ہماری سٹیج پر بولنے والے مقررین کی کمزوری ہے۔ اگر وہ حق بات بتاتے تو آج یہ حالت نہ دیکھنی پڑتی اور نہ جگ ہنسائی ہوتی۔

حد ہو گئی ہے کہ ایسے لوگ اپنے کو غلامانِ امیرالمؤمنینؑ کہتے ہیں۔ ہم ان حضرات سے عرض کرتے ہیں کہ امیرالمؤمنین، امام المتقین، قائدالغرالمحجلین، قاتل کفار و المشرکین کے غلام اگر دیکھنے ہیں تو تاریخِ اسلام کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاءاللہ آپ کو کہیں حضرت سلیمان محمدی، ابوذر غفاری، میثم التمار، حجر بن عدی، مالک اشتر، قنبر، کمیل ابن زیاد نخعی یا حبیب ابن مظاہر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے سینکڑوں بلکہ لاکھوں غلام نظر آئیں گے۔ اگر آج دیکھنا ہے تو حضرت علیؑ کے غلاموں کو ایران میں دیکھو۔ رہبرِ انقلاب اسلامی، رہبر مستضعفین جہاں مجاہد کبیر حضرت آیت اللہ العظمی امام الخمینی یا آیت اللہ گلپایگانی آیت اللہ عبداللہ شیرازی مدظلہم العالی جیسے بزرگوار نظر آئیں گے۔ اور پاکستان میں استاذالعلماء والفقہا حضرت علامہ سید محمد یار شاہ صاحب قبلہ، حضرت استاذالعلماء حضرت علامہ سید گلاب علی شاہ قبلہ یا ان جیسے دیگر علمائے کرام و مومنین کرام کو دیکھیں۔ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو علی علیہ السلام کے غلاموں میں بنی ہمدان کے لوگ سرِ فہرست نظر آئیں گے۔ یہاں پر مجھے ملک العلماء حضرت علامہ ملک اعجاز حسین صاحب قبلہ مدظلہ کے وہ فقرے یاد آتے ہیں جو وہ اکثر تقاریر میں دہراتے ہیں کہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل پڑھتے ہیں اور حضرت امیر علیہ السلام بنی ہمدان کے فضائل ان الفاظ میں پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "اگر بنی ہمدان کے ایک ہزار آدمی ہوں تو اسلامی حکومت کو زوال نہیں آ سکتا" اور پھر علامہ صاحب قبلہ امام علیہ السلام کا فرمان پڑھتے ہیں کہ "جنت کے ہزار دروازوں پر میں بنی ہمدان کو حکم دوں گا کہ جاؤ جنت تمہارا گھر ہے"۔

مومنینِ کرام! نہایت ادب سے عرض ہے کہ جو اپنی داڑھی کے چار بال اور شکل امام علیہ السلام

کے حکم کے مطابق نہیں بنا سکتا تو کیا وہ آدمی امام کا غلام ہو سکتا ہے اور پھر ان حضرات کے دعویٰ "بندہ" کی صداقت کہاں تک درست ہے۔ حالانکہ بندہ ہر وقت مالک کے حکم پر سرنگوں رہتا ہے چہ جائیکہ مالک کی ایک بھی نہ جاتے۔ خداوندِ کریم ہمارے مہربانوں کو شعور عطا فرمائے۔ آمین۔

ہاں! ہم عرض کر رہے تھے کہ چوہدری سگ صاحب نے اپنے رسالہ میں علمائے حقہ اثنا عشریہ پر بدلیبی کا الزام لگاتے ہوئے استاذ العلماء والمتہدین فقیہہ زماں حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ کی کتب پر ایراد لگائے ہیں۔ ہم نے چاہا کہ ان ایرادات کا شافی جواب بھی اسی اشاعت میں شامل کر دیں۔

چوہدری سگ صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷، ۸ پر ۱۶ عدد ایراد لگائے ہیں جو کہ نئے نہیں ہیں بلکہ ۱۵ سال سے یہ لگائے جا رہے ہیں اور بیسوں جوابات شائع ہو چکے ہیں لیکن کیا کریں بے چارے، اپنی عادت کو کیسے چھوڑ دیں۔ اپنی فطرت کو کیسے بدلیں۔ سگ جو ہوئے یہ صحیح ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنگ خندق میں ملعون عمرو بن عبدود کو آنجنابؐ کے خیمہ پر گستاخی کے جرم میں سگ سے تشبیہ دی تھی۔ اور یہ علمائے کرام باحکم حدیث سرور کونینؐ "العلماء ورثۃ الانبیاء" ہیں۔ اس لئے ان انبیاء کی پیروی کرنے والے علماء کو بھونکنا سگ کا ہی کام ہے۔ یہ ان کا فطری عمل ہے۔ اکثر بیشتر ہر انسان ان کے مشاہدات سے آگاہ ہے کہ یہ ہمیشہ اوپر منہ کر کے آسمان کی طرف بھونکتے ہیں اور اللہ کے ملائکہ سے لعنت موصول کرتے ہیں۔

اب ہم بتائیدِ ایزدی ان مذکورہ ایرادات کا جواب نمبروار تحریر کرتے ہیں انشاءاللہ۔

اعتراض نمبر ۱ رسوائے زمانہ محمدؐ وآلِ محمدؐ کی عظمت کا منکر ڈھکو کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ اصول دین تین ہیں ـــــ توحید، نبوت، قیامت، عدل، امامت شیعوں کے

اصول ہیں، دین کے نہیں۔

اصولِ شریعہ ص ۲۶۹، قوانین شریعہ جلد اوّل

جواب اس کا جواب باب اوّل، جواب فرق اوّل کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر ۲ انبیاء میں تو اکل اشرب، تناکح و تناسل وغیرہ سب لوازم بشریت موجود ہیں۔ آنحضرت صلعم کے سایہ نہ ہونے کی روایت ضعیف ہے۔

اصولِ شریعہ ص ۱۳۷

جواب (الف جز) صاحب رسالہ کی عقل پر جتنا ماتم کیا جائے، اتنا کم ہے شاید یہ صاحب اکل، اشرب، تناکح و تناسل کے معنی سے بھی آگاہ ہے یا نہیں۔ اگر آگاہ ہوتا تو ایسا بے ہودہ اعتراض نہ کرتا۔ اکل — کھانا، شرب — پینا، تناکح — نکاح، اور تناسل — اولاد۔ کیا حضرات انبیا علیہم السلام کھاتے پیتے نہیں تھے؟ کیا وہ نکاح نہیں کرتے تھے؟ کیا ان کی اولادیں نہیں تھیں؟ اگر نہیں تھیں تو پہلا نبی حضرت آدمؑ اور بنی نوع انسان کے باپ ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اگر کھاتے پیتے نہیں تھے تو حضرت علی علیہ السلام کا جو کی روٹی کھانا، قرآن میں سورۃ دھر میں فقراء کو روٹیاں دینا اور خود تین دن بھوکے پیٹ روزہ رکھنا جس کی فضیلت پر قرآن مجید کی آیات گواہ ہیں۔ پھر کربلا میں تین دن کی بھوک پیاس کا تذکرہ کیا معنی رکھتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے صاحب رسالہ یزید لعین کی صفائی پیش کرنے کے لئے قلم کو حرکت میں لایا ہے۔

اگر انبیاءؑ نکاح نہیں کرتے تھے (معاذ اللہ) تو پھر امہات المومنینؓ کا تذکرہ کیسا؟ اور اولاد سادات عظام خصوصاً ناشرین رسالہ کا اپنے نام کے ساتھ سیّد لکھوانے کا کیا مطلب

خدارا عقل سے کام لیں۔ عقلا کا کہنا ہے کہ بولنے سے پہلے سوچ لیں کہیں پھر پچھتاوا نہ ہو۔

(ب جز) اس کا جواب اعتراض نمبر ۲۹، پہلا باب تبصرہ کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے اور صاحبِ رسالہ کی کذب بیانی کا بھانڈا پھوٹا جا چکا ہے۔

اعتراض نمبر ۳ یہ کہنا کہ یہ ذواتِ مقدسہ نورِ مجسم تھے۔ یہ کھلی ہوئی افراط تفریط ہے اور خلافِ حقیقت ہے۔

اصول شریعہ ص۱۰۰ طبع قدیم

جواب ہاں چودہری صاحب! علامہ صاحب قبلہ مدظلہ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ ہم نے بابِ اوّل اعتراض فرق نمبر ۲۹ کے ضمن میں جواب تحریر کر دیا ہے مومنین کرام وہاں رجوع فرمائیں

اعتراض نمبر ۴ آنحضرتؐ نورِ مجسم ہوتے تو پھر نور کے دوسرے لوازم و آثار کیوں غائب ہو جاتے کیونکہ نوری مخلوق کے آثار یہ ہیں کہ وہ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ نکاح کرتے ہیں بلکہ اس کے برعکس ان پر بشریت کے سب لوازم و آثار موجود ہیں۔

اصول شریعہ ص۱۳۷

جواب اس اعتراض کا جواب اسی باب دوم کے اعتراض نمبر ۲ میں ہم نے عرض کر دیا ہے۔ ہم چوہدری صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ یہی شیعہ نظریہ ہے دو جنبہ والا اعتقاد فرق نمبر ۲۹ باب اوّل کے جواب کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے اور حضرت امام علیہ السلام کے فرمان — لا ھذا ولا ذاک بل امر بین الامرین — کے مطابق افراط، تفریط سے بچیں۔

اعتراض نمبر ۵ کہا جاتا ہے کہ یہ بزرگوار ظاہر میں تو انسان ہیں مگر باطن میں کچھ اور ہیں۔ ان باطن بین حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم ظاہری شریعت کے پابند ہیں ہمیں باطن سے کوئی سروکار نہیں۔

اصول شریعہ ص۱۳۸

جواب اس اعتراض کا جواب باب اوّل اعتراض فرق نمبر ۳۰ کے ضمن میں دیا جاچکا ہے۔ مومنین کرام وہاں رجوع فرمائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب رسالہ کا بھی شیخیت سے اعتقادی گٹھ جوڑ ہے کیونکہ اعتراض انہی کے چبائے ہوئے الفاظ تھوڑی سی رد و بدل سے پیش کئے گئے ہیں

اعتراض نمبر ۱ اور وہی خدا ہے جس نے پانی (منی) سے بشر کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان و سسرال والا بنایا۔ یہاں بشر سے مراد محمدؐ و آل محمدؑ ہیں۔

اصول شریعہ ص ۹۴

جواب مومنین کرام! قرآن مجید سورہ فرقان پارہ ۱۹ رکوع تین کی آیت کا ترجمہ مولانا فرمان علیؒ سے حضرت علامہ صاحب قبلہ نے نقل کیا ہے۔ آپ خود قرآن پاک کھول کر تلاوت فرمالیں۔

اعتراض نمبر ۲ امیرالمومنین علیہ السلام نے انبیائے سلف کی باطناً اور آنحضرتؐ کی ظاہراً مدد نہیں کی۔

اصول شریعہ ص ۱۴۱

جواب یہاں پر چوہدری صاحب طبع لکھنا بھول گئے۔ سچ کہتے ہیں "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" بحمداللہ ہمارے سامنے طبع اوّل، دوم، سوم موجود ہے۔ مذکورہ صفحہ پر ایسی کوئی عبارت نہیں ہے۔ اس سے چوہدری صاحب کی کذب بیانی عیاں راچہ بیاں کی مصداق ہے۔ دوسرا اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہراً مدد کی ہے۔ اس سے کس کو انکار ہے۔ لیکن انبیائے سلف کی باطناً مدد کا عقیدہ غلات کا ہوسکتا ہے، شیعہ خیرالبریہ کا نہیں اور کہیں ثابت بھی نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۸ دوسری مخلوق کی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی صفات ضعف میں دیگر ضعیفوں کے ساتھ شامل ہیں۔

اصول شریعہ ص ۱۲۷

جواب مومنین کرام! یہ امام رضا علیہ السلام کا قول ہے جس کو چوہدری صاحب نے قطع برید کر کے اپنی سگ باطنی کا ثبوت دیا ہے۔

ہم اصل عبارت مومنین کے استفادہ کیلئے نقل کرتے ہیں۔ معجزہ فعل نبی امام ہوتا ہے یا فعل خدا کے ضمن میں حضرت علامہ صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہے ــــــ "احتجاج طبرسی ص ۲۴۲ نیز مدینۃ المعاجز ص ۵" ــــ پر ایک طویل حدیث کے ضمن میں مذکور ہے کہ ایک آدمی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ــــــ انهم یزعمون ان علیا لما اظهر من نفسه المعجزات التی لا یقدر علیها غیر الله دل علی انه اله ولما ظهر لهم بصفات المحدثین العاجزین لبس علیهم وامتحنهم لیعرفوه ولیکون ایمانهم اختیاراً من انفسهم یعنی یہ غالی لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب جناب امیر المومنین نے وہ معجزات دکھائے جن پر سوائے خدا کے کوئی قدرت نہیں رکھتے تو آپ نے اس سے یہ بتلا دیا کہ وہ خدا ہیں اور جب لوگوں کے سامنے حادث اور عاجز بندوں والی صفات کے روپ میں ظاہر ہوئے تو اس سے آپ کا مقصد لوگوں کا امتحان لینا تھا تاکہ ان کا روپ اختیاری ہو نہ اضطراری"۔

یہ سن کر حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: (اصل عربی صرف ترجمہ۔ مؤلف) ــــ "(بلکہ حقیقت حال اس طرح ہے) ۔ کہ جب حضرت امیر المومنین سے فقر، فاقہ ظاہر ہوا تو اس نے یہ امر ظاہر کر دیا کہ جس شخص کی یہ صفات ہوں جن میں اس کے ساتھ دیگر ضعیف، محتاج انسان بھی شریک ہیں۔ یہ معجزات اس کا فعل نہیں ہو سکتے لہذا اس سے معلوم ہو گیا کہ جس ذات نے یہ معجزات

ظاہر فرمائے ہیں وہ اور ہے۔ یہ اُس قادر مختار ہستی کا فعل ہے جو کسی بات میں بھی اپنی مخلوق کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔" یہ حادث مخلوق کا فعل نہیں ہو سکتے جو صفات ضعف و کمزوری میں دوسرے ضعیفوں کے ساتھ شریک ہے۔"

کذا فی البحار ج ۱۴ ص ۴۲۱ و الدار الساکبہ ص ۹۵

اعتراض نمبر ۹ | جب روح القدس ان ذوات مقدسہ کا ذاتی نہیں تو اس سے حاصل شدہ کمالات کیونکر ان کے ذاتی ہو سکتے ہیں۔

اصول شریعہ ص ۵۸ قدیم

جواب | اس اعتراض کا جواب باب اول فرق نمبر ۸ کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے یہ باب نوع سے متعلق ہے۔ چودہری صاحب کو چاہیئے کہ مکمل باب پڑھیں تاکہ تسلی ہو اور سمجھ بھی آ جائے۔ یہاں پر صاحب رسالہ کو دو الفاظ "ذاتی" دوسرا "حاصل شدہ" کمالات سے اشتباہ ہوا ہے۔ تو عرض ہے کہ کیا یہ تمام کمالات عطا کردہ نہیں ہیں اور خود یہ ذات مقدسہ کسی خالق اکبر کی مخلوق نہیں ہیں؟ اول ما خلق اللہ نوری۔ اول ما خلق اللہ روحی کے کیا معنی ہوں گے۔ یقیناً آپ تسلیم کریں گے۔ جب کل عطائی ہو تو جزء کے عطائی ہونے پر اعتراض کیوں؟

اعتراض نمبر ۱۰ | محمد و آل محمد کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ خلاف عقل ہے۔

اصول شریعہ ص ۲۲۳

جواب | مومنین کرام! اس اعتراض کا جواب باب اول فرق نمبر ۱۵ کے ضمن میں دیا جا چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر ۱۱ | آئمہ اہلبیت کی غیب دانی کا وہ دعویٰ کرتا ہے جو مشرک ہو۔

اصول شریعہ ص ۱۹۸

جواب اس اعتراض کا جواب فرق نمبر ۱۹ باب اوّل کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر ۱۲ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ پیغمبر معجزہ نمائی پر قدرت رکھتا ہو چونکہ پیغمبر بھی بشر عاجز ہے۔

اصول شریعہ قدیم ص ۱۲۳

جواب محترم قارئین! چودہری صاحب نے اگر کتاب ایک دفعہ بھی پڑھی ہوتی تو ایسی باتیں نہ لکھتے اور نہ قارئین کرام کی نظر میں ذلیل ہوتے۔ کیونکہ مذکورہ بالا صفحہ پر کوئی ایسی عبارت نہیں ہے۔ نہ ہی ایسے مطلب، متن کی عبارت موجود ہے۔ فتدبر۔

اعتراض نمبر ۱۳ آنحضرت کو بھی ہمارے نفع، نقصان کا اختیار نہیں دیا گیا۔ پھر دوسرے بزرگواروں کے متعلق کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے۔

اصول شریعہ ص ۱۵۰

جواب جناب مومنین کرام! اس اعتراض کا جواب باب اوّل فرق نمبر ۱۸ کے ضمن میں ہم نے تحریر کر دیا ہے۔ یہ باب استمداد سے متعلق ہے۔ ہم چودہری صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ مکمل باب پڑھ لیں۔ اگر واقعی سمجھنا چاہتے ہیں تو۔ اگر ویسے الجھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حضرت امیر علیہ السلام کا فرمان کافی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو الجھنے کے لئے پوچھتا ہے وہ گمراہی میں رہتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۴ خمس غیر سادات کو بھی دیا جا سکتا ہے اور کسی دیگر کار خیر پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے۔

قوانین شریعہ جلد اوّل ص ۳۸۴

جواب | جناب چودہری صاحب خمس واجبات اسلامی اور شیعہ میں سے ہے۔ خمس نہ دینے والا غاصب حق معصوم، سادات ہے۔ آپ ضرور ادائیگی کریں۔ یہ فقہی اور فروعی مسئلہ ہے اور فروع میں تقلید واجب ہے۔ آپ جس مجتہد اعظم کے مقلد ہیں ان کے حکم کے مطابق عمل کریں ایسی خرافات میں وقت ضائع نہ کریں۔ آپ جس چیز کے مکلف ہیں اسی کی ادائیگی پر گامزن رہیں۔ نیز یہ فتویٰ سہم امام علیہ السلام کے بارے میں ہے اور تمام مراجع تقلید کا فتویٰ یہی ہے۔ ملاحظہ ہو توضیح المسائل امام خمینی مد ظلہ[1] معلوم نہیں علامہ صاحب پر اعتراض کیا ہے؟

اعتراض نمبر ۱۵ | جو تفویض کا قائل ہے وہ مشرک ہے۔
اعتقادات الامامیہ ص ۹۵

جواب | مومنین کرام چودہری صاحب نے مجمل جملہ نقل کیا ہے۔ ہم اصل عبارت مومنین کے استفادہ کے لئے نقل کرتے ہیں۔ حضرت علامہ صاحب قبلہ مد ظلہ ص ۹۴ پر علامہ مجلسی کے قول تفویض کی تشریح کرتے ہوئے یہودیوں کے عقائد مفوضہ کا ذکر تحریر فرماتے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان (کفایۃ الموحدین جلد اول ص ۲۳۷ سے نقل فرماتے ہیں۔" چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا خلق، رزق وغیرہ امور خدا نے آپ کے سپرد فرمائے ہیں؟ آپ جواب میں فرماتے ہیں: "لا واللہ ما فوض اللہ الی احد من خلقہ لا الی رسول اللہ ولا الی الائمۃ علیہم السلام"۔ ترجمہ: خدا کی قسم، خدا نے کسی بھی مخلوق کو یہ امور سپرد نہیں فرمائے نہ ہی رسول خدا کو اور نہ دوسرے آئمہ ہدیٰ کو۔ اس کے بعد دوسرا فرمان حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔" ومن زعم: ان اللہ عزوجل فوض امر الخلق والرزق الی حججہ فقد بالتفویض والقائل بالجبر کافر والقائل بالتفویض مشرک"۔ ترجمہ: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا نے پیدا کرنے اور روزی دینے کا معاملہ اپنی حجتوں (نبی، امام) کے سپرد کر دیا ہے وہ تفویض کا قائل ہے جو جبر کا قائل ہے وہ کافر ہے

---

[1] توضیح المسائل امام خمینی ص ۲۰۱ طبع اردو

اور جو تفویض کا قائل ہے وہ مشرک ہے"۔

—— عیون الاخبار ج۲ ص۲۰۲، سابع بحار الانوار ص۳۵۱

تبصرہ ہاں چودہری صاحب! ہم نے اصل عبارت نقل کر دی ہے۔ دو امامین علیہم السلام کے فرامین ہیں۔ یہی ہمارا ایمان عقیدہ ہے۔ ہم ان امامین کے فرامین کی روشنی میں تفویض کے قائل کو مشرک جانتے ہیں۔ شیعہ خیر البریہ کا عقیدہ نہ جبر نہ تفویض ہے۔ آپ نے اعتراض کیا ہے کہیں آپ مفوضہ کی شاخ فرقہ شیخیہ سے تو متاثر نہیں ہیں جن کو سب مراجع عظام نے ضال مضل قرار دیا ہے۔ تدبر۔

باب سوم

اب ہم اس باب میں تین عدد اشتہارات کے جوابات نقل کرتے ہیں تاکہ ہمارے قارئین کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ یہ اشتہارات بھی اسی نام نہاد تنظیم تحفظ عظمتِ اہلبیتؑ صدر دفتر خانیوال روڈ ملتان سے شائع ہوئے ہیں۔ ان میں بھی وہی خرافات درج ہیں اور علماء حقہ اثنا عشریہ پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ان میں اکثر خرافات کا جواب ہم گذشتہ دو بابوں میں دے چکے ہیں۔ اب یہاں پر باقی اعتراضات کا نمبروار جواب بتائیدایزدی تحریر کرتے ہیں۔ اس باب کے تین اجزاء ہیں اور ہر اشتہار کو ایک جُز شمار کیا جاتا ہے۔

الف جُز

عنوان خالصی ملاؤں کے عقائد باطلہ

اعتراض نمبر ۱ آنحضرتؐ پر ایسی حالت گزری ہے کہ وہ کتاب ایمان کو نہ جانتے تھے۔

اصول شریعہ، طبع اوّل صـ ۴۳/۵۹

جواب اس کا جواب باب اوّل، اعتراض فرق نمبر ۱۸ کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

اعتراض نمبر ۲ وہی خدا ہے کہ جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا۔ یہاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

اصول شریعہ صـ ۶۴ طبع اوّل

جواب یہ عبارت سورۃ فرقان پارہ ۱۹ رکوع ۳ ترجمہ مولانا فرمان علیؒ سے ہے جس کو حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ ان لوگوں کو جو انبیاءؑ وآئمہ علیہم اسلام کو صرف نورِ مجسم مانتے ہیں، بشر

تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن مجید کی آیات سے استدلال فرماتے ہیں جو انبیاءؑ و ائمہ علیہم السلام کی بشریت پر دلالت کرتی ہیں۔ پہلی آیت سورہ ص پ ۲۳ ع ۱۴، (۲) سورہ حجر پ ۱۴ ع ۳، (۳) سورہ ابراہیم پ ۱۳ ع ۱۴، (۴) تفسیر البیان ج ۶ ص ۲۸۰ (حضرت شیخ طوسی) اور مجمع البیان ج ۲ ص ۱۸ طبری، (۵) آیت قل انما انا بشر..... الخ، مجمع البیان علامہ طبرسیؒ جلد ۲ ص ۱۱۳ اور تفسیر صافی ص ۳۱۰ بحوالہ احتجاج طبرسی تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام (۶) سورہ انبیاءؑ پ ۱۷ ع ۱۔ کہ اے رسولؐ ہم نے تم سے پہلے بھی آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا اور اس آیت کی تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۱۴۸ سے تحریر فرماتے ہوئے معترضہ مذکورہ بالا کے دو آیت تحریر فرماتے ہیں۔ ہم اصل عبارت مع آیت، ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

"نیز ارشادِ قدرت ہے ھو الذی خلق من الماء بشرًا فجعلہ نسبًا و صھرًا" (سورہ فرقان پارہ ۱۹ رکوع ۳)۔ ترجمہ: اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا۔ (ترجمہ فرمان علی)۔

ہماری بکثرت روایات میں وارد ہے کہ یہاں بشرًا سے مراد جناب رسالت مآبؐ و خلافت مآبؑ ہیں اور نسبًا سے ذات نبویؐ اور صھرًا سے ذات علویؑ مراد ہے۔ صاحب مقدمہ تفسیر مراۃ الانوار ص ۹۵ پر رقمطراز ہیں "فالمراد بالبشر رسول اللہ و علی صلوات اللہ علیہما کما ان المراد بالصھر علی علیہ السلام و بالنسب النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم"۔ بنا بر اختصار اسی مقدار پر اکتفا کی جاتی ہے ورنہ ان تمام آیات و روایات کی جمع آوری کے لئے جن میں ان ذوات مقدسہ پر بشر کا اطلاق کیا گیا ہے ایک دفتر درکار ہے۔

اعتراض نمبر ۳ اعجاز نمائی کوئی ایسی قوت نہیں جو معجزہ نما میں ہر وقت موجود رہتی ہو۔

اصول شریعہ ص ۱۴۴

جواب اس اعتراض کا جواب فرق نمبر ۲۱ بابِ اول میں گزر چکا ہے لیکن ہم یہاں بھی تھوڑا سا اختصاراً علامہ صاحب قبلہ کا بیان نقل کئے دیتے ہیں۔ علامہ صاحب قبلہ کسی فلسفہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے جواب معجزہ فعلِ

خدا ہوتا ہے یا فعلِ معصوم کے ضمن میں دلائل پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔" ص ۱۳۲ ان بیاناتِ شافیہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ اعجاز نمائی کی کوئی ایسی طاقت، قوت نہیں ہے جو معجز نما میں ہر وقت موجود رہتی ہو جس کی بنا پر بااستقلال یا باذن اللہ ہر وقت معجزہ نما معجزہ پیش کرسکے بلکہ حسب ضرورت مصلحت، بوقت ظہور معجزہ خلائے قادر قیوم اپنی قدرت کاملہ سے معجزہ کا اظہار معجز نما کے ذریعہ کردیتا ہے اگرچہ سابقہ تحقیقات کے بعد یہ حقیقت مزید کسی ثبوت کی محتاج نہیں مگر تاہم مزید اطمینان قلب کی خاطر اس سلسلہ میں ایک عالم جلیل کی تحریر بھی پیش کی جاتی ہے۔

عالم نبیل و دانشمند جلیل آقائے سید عبد الحسین ایرانی اپنی کتاب العلم الطیبب ج ۱ ص ۱۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ (اصل فارسی ترجمہ) "یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ پیغمبر ہمیشہ معجزہ نمائی پر قدرت رکھتا ہو۔ کیونکہ پیغمبر بھی (فی حد ذاتہٖ) بشر، عاجز ہے اور معجزہ فعل خدا ہے جو پیغمبر کو اس کی نبوت کے ثابت کرنے کے لئے عطا کرتا ہے لہٰذا معجزہ نمائی خدا کے ارادہ اور اس کی معیشت کے ساتھ وابستہ ہے۔"

اعتراض نمبر ۴ جن لوگوں نے مذہب کا گہری نگاہ سے مطالعہ نہیں کیا وہ براہِ راست امور تکوینیہ میں ان حضرات سے استمداد جائز سمجھتے ہیں۔

اصول شریعہ ص ۱۴۰ ———————

جواب مندرجہ بالا معترضہ جملہ باب استمداد سے لیا گیا ہے۔ باب اوّل فرق نمبر ۱۳ ص ۱۴ کے جواب میں تحریر کیا جاچکا ہے۔ فراجع۔

اعتراض نمبر ۵ جب اشیاء آنحضرتؐ کے قبضہ میں نہیں تو آپ سے سوال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آنحضرتؐ کو بھی ہمارے نفع، نقصان کا اختیار نہیں دیا گیا تو دوسرے بزرگواروں کے متعلق کیوں کر باور کیا جا سکتا ہے۔

اصول شریعہ ص ۱۵ ———————

جواب یہ عبارت بھی جواز استمداد از انبیاء و آئمہ علیہم السلام سے لی گئی ہے اور مسئلہ خلق، رزق امورِ تکوینیہ سے متعلق ہے اس کا جواب بابِ اوّل اعتراض فرق نمبر ۱۳ ۲۸ کے ضمن میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ فراجع۔

اعتراض نمبر ۶ عوام کا یہ کہنا کہ اللہ و پنجتنؑ پاک آپ کو شاد رکھیں، ان کا یہی اعتقاد کہ یہ ذوات مقدسہ ہی کام سرانجام دیتے ہیں تو ان پر کفر کے احکام مرتب ہوں گے۔

اصول شریعہ ۱۶۰

جواب اس اعتراض کا جواب بابِ اوّل فرق نمبر ۱۴ کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے۔ فراجع۔

اعتراض نمبر ۷ نادِ علیؑ کی تاریخی حقیقت علماء کو معلوم ہے اور اس سے شدائد جنگ میں اعانت کرنا مراد ہے نہ وہ امورِ تکوینیہ جو خدا کے ساتھ مختص ہیں۔

اصول شریعہ ۱۶۲

جواب حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہ ان حضرات کو جواب تحریر فرما رہے ہیں جو نادِ علیاً سے مدد خلق، رزق امورِ تکوینیہ مراد لیتے ہیں۔ ہم اصل عبارت مومنین کے استفادہ کے لئے نقل کر رہے ہیں۔

" طبع اوّل ص ۱۶۲ قطع نظر نادِ علیاً کی تاریخی و تحقیقی (ہشتم بحار میں اسے یقال کہہ کر تعبیر کیا جاتا ہے) حیثیت کے جو علماء محققین کو معلوم ہے کہ اس کے حوالہ کے لئے استدلال کنندگان کو بھی سب سے زیادہ مستند کتاب تحفۃ العوام ہی ملتی ہے اس کا جواب ظاہر ہے کہ اس کا ہمارے متنازعہ فیہ مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس سے شدائد حرب و ضربِ جہاد میں آنجنابؑ سے مدد طلب کی گئی ہے اور ہم اس باب کے تمہیدی بیان میں واضح کر چکے ہیں کہ امورِ تکوینیہ کے علاوہ دیگر معاشی امور معاش و معاد میں ایک دوسرے سے استمداد و استعانت کرنا اور ایک دوسرے کی امداد و اعانت کرنا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں عام اہل ایمان سے بھی تائید و نصرت طلب کرنا روا ہے۔ ارشاد قدرت ہے" ھوالذی ایدک بنصرہ

دبالمومنین"۔ خدا وہ ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنین کے ساتھ تیری تائید کی۔

حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام فرماتے ہیں "من انصاری الی اللہ" (سورۃ آل عمران ع۱۳) کوئی ایسا ہے جو خدا کی طرف ہو کر میرا مددگار بنے۔ جب تک کسی قطعی دلیل سے امورِ تکوینیہ (مثلِ خلق، رزق اور اماتت احیاء وغیرہ) میں ان ذواتِ مقدسہ سے استمداد کرنا ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک ان بھول بھلیوں سے مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا یہاں دلیلِ خاص اور مدعا عام ہے۔ مراد اعانت فی شدائد است نہ اعانت فیما یختص باللہ کالخلق والرزق والشفاء ونحوھا پس چرا نگوئی یا اللہ بحق علی اولدنی ولداً ورزقاً واشفنی ...... الخ (بحوالہ رسالہ ہدیہ رضویہ ص۴۲)۔ ترجمہ: یعنی نادعلیاً سے مراد شدائد جنگ میں اعانت کرنا ہے نہ کہ ان امورِ تکوینیہ میں جو خدا کے ساتھ مختص ہیں جیسے خلق و رزق اور حصولِ شفاء لہٰذا (بجائے ان بزرگواروں سے طلب اعانت کرنے کے) تم اس طرح کیوں نہیں کہتے یا اللہ بحق علیؑ مجھے اولاد و رزق دے اور مجھے شفا دے"۔

اعتراض نمبر ۸ یا علیؑ، یا محمدؐ، ان کلمات کا ظاہری مفہوم کفر ہے۔ اس دعا کا پڑھنا حرام ہے۔ اگر پڑھنے والا بقصد ورود شرعی پڑھے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا۔

اصول شریعہ ص۱۶۴

جواب اس اعتراض کا جواب بابِ اول فرق نمبر ۲۷ کے ضمن میں ہم نے درج کر دیا ہے۔ قارئینِ کرام وہاں رجوع فرمائیں۔

اعتراض نمبر ۹ جناب امیرؑ کا حلال مشکلات یا مشکل کشائے عالم ہونا ایسے خطبات، کتب معتبرہ میں موجود نہیں۔

اصول شریعہ ص۱۶۵

جواب حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہ صاحبِ رسالہ مشکل کشا کے ص۱۹۰، ۱۹۵ پر حضرت

امیر علیہ السلام کی طرف منسوب شدہ خطبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ ہم اصل عبارت بغیر قطع برید کے مومنین کرام کے استفادہ کے لئے نقل کرتے ہیں۔

۲۷ ستائیسواں شبہ اور اس کا جواب صاحب رسالہ مشکل کشا صفحہ ۱۹۰ پر کسی سید شہاب الدین کی کسی کتاب توضیح الدلائل سے حضرت امیر المومنینؑ کی طرف منسوب شدہ ایک خطبہ کا بعض حصہ نقل کیا ہے اس کے بعد صفحہ ۱۹۵ پر کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی کی کتاب در منظم اور شیخ سلیمان قندوزی کی ینابیع المودۃ سے ایک خطبہ کے بعض اقتباسات پیش کئے ہیں جن میں ایک جملہ "انا حلال المشکلات" بھی وارد ہے۔ آخر میں لکھا ہے "ان ہر دو خطبات سے واضح ہوتا ہے کہ آنجنابؑ میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو مشکل کشائے عالم ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اثباتِ دعویٰ کے سلسلہ میں ان خطبات کے ساتھ استدلال کرنا بادو وجہ صحیح نہیں۔

اولاً اس لئے کہ یہ خطبے ہماری کتبِ معتبرہ میں موجود نہیں ہیں۔ سرکار علامہ مجلسیؒ فرما چکے ہیں کہ "اما خطبۃ البیان امثالہا فلم توجد الا فی کتاب الغلاۃ (بحار ج ۷ ص ۳۴۵)" ان خطبوں کے ناقلین ایک طرف تو حضرت امیر المومنینؑ کو خلیفہ بلافصل ہی تسلیم نہیں کرتے اور خطبے وہ نقل کرتے ہیں جن سے آنجناب کے رب ہونے کا شبہ ہوتا ہے "انا بذا امر الا ختلاق" اور ان سے بھی زیادہ تعجب ہمیں مدعیانِ تشیع و ایمان پر ہے کہ جو اصول عقائد کے سلسلہ میں اپنی کتبِ معتبرہ حتیٰ کہ نہج البلاغہ جیسی مستند و معتبر کتاب جس کا کلامِ حضرت امیر علیہ السلام ہونا فریقین میں مسلّم ہے کو پسِ پشت ڈال کر مخالفین کی واہی تباہی کتب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حالانکہ ائمہ اہلبیتؑ نے اصولِ عقائد بلکہ ان کے مناقب، فضائل بھی کتبِ مخالفین سے لینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ پہلے امر کے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو رجال کشی ص۲ اور دوسرے امر کے لئے ملاحظہ ہو بحار جلد ۷ ص ۲۶۱ اور تفصیل کے لئے ہمارے رسالہ اصلاح المجالس والمحافل کی قسط دوم مندرجہ المبلغ

بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء دیکھیں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں "من لا تاخذ معالم دینک عن غیر شیعتنا فانک ان تعدیتھم اخذت دینک عن الخائنین"۔

ترجمہ: اپنے دین کے معارفِ معلومات کو شیعوں کے علاوہ کسی سے حاصل نہ کرو اگر تم نے ایسا کیا تو اپنے دین کو خائنین سے حاصل کرو گے۔

رجال کشی ص۲ بحار جلد ۷ ص۱۹۴ پر علامہ مجلسیؒ نے پورا ایک باب اس عنوان کا منعقد کیا ہے۔

"باب النھی عن آخذ فضائلھم من مخالفیھم"

اعتراض نمبر ۱۰ رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کا ہر جگہ حاضر ناظر ہونا لایعنی اور غیر معقول ہے۔

اصول شریعہ ص۱۸۸

جواب اس اعتراض کا جواب بحمد للہ باب اوّل فرق نمبر ۵ اکے ضمن میں ہم نے تحریر کر دیا ہے فراجع۔

اعتراض نمبر ۱۱ بجز خدا دیگر کسی مخلوق کو خواہ نبی ہو یا وصی تمام مغیبات کا علم کلیۃً و جزیۃً ازلاً ابداً حاصل نہیں۔ نہ بالذات نہ بتعلیم اللہ۔

اصول شریعہ ص۱۸۶

جواب اس اعتراض کا جواب بتائید ایزدی ہم باب اوّل فرق نمبر ۱۶ کے ضمن میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ مومنینِ کرام وہاں رجوع فرمائیں۔

اعتراض نمبر ۱۲ آنحضرت کی زبانی نقل ہوا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آئندہ مجھے کیا امور پیش ہونے والے ہیں اور تمہیں کیا؟

اصول شریعہ ص۱۹۴

جواب مذکورہ بالا اعتراض علم غیب سے متعلق ہے اس بارے میں باب اوّل فرق نمبر ۱۶ میں ہم نے وضاحتاً جواب تحریر کر دیا ہے مزید تسلی کے لیئے اصل کتاب کی طرف رجوع

فرمائیں۔ یہاں پر طوالت مانع ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳ آئمہ اہلبیتؑ کی غیب دانی کا دعویٰ شخص کرتا ہے جو مشرک ہو۔

اصول شرعیہ ص ۱۹۸

جواب یہ اعتراض بھی علم غیب سے متعلق ہے۔ باب اول فرق نمبر ۱۶ کے ضمن میں جواب دیا جا چکا ہے۔ فراجع۔

اعتراض نمبر ۱۴ ہمارا ایمان ہے کہ امام ماکان و مایکون کا عالم ہوتا ہے مگر ماکان و مایکون سے ممکن ہے کہ احکام مراد ہوں بعض وقائع مراد ہوں۔ ملک مستدد کی طرف رجوع کرنا ہو ممکن ہے کہ توجہ فرمائیں تو معلوم کر لیں۔

اصول شرعیہ ص ۲۰۰

جواب حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہ چوتھے شبہ اور اس کا جواب کے ضمن میں کہ آئمہ طاہرینؑ علیہم السلام، ماکان و مایکون کے عالم ہوتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں اصل عبارت۔

"کئی روایات میں وارد ہے کہ امام علیہ السلام علم ماکان و مایکون (گذشتہ اور آئندہ امور) کا عالم ہوتا ہے۔ کیا اس سے ان کا علم الغیب ہونا ظاہر نہیں ہوتا؟ اس شبہ کا جواب بھی ظاہر ہے یہ ہمارا ایمان ہے کہ امام عالی مقام ماکان و مایکون کا عالم ہوتا ہے۔ مگر ہم کئی بار اس امر کی طرف قارئین کرام کی وجہ مبذول کرا چکے ہیں کہ روایت کے ساتھ درایت بھی ضروری ہوتی ہے۔ لہٰذا قابل غور امر یہ ہے کہ اس علم ماکان و مایکون سے مراد کیا ہے؟ اس میں علماء اعلام کے انظار عالیہ مختلف ہیں ہم اس باب میں حضرت شیخ مفید اور مولانا العلوم السید محسن الامین العاملی اقدس سرہما کا کلام حق ترجمان نقل کر چکے ہیں جس میں انھوں نے اس کے متعلق چند احتمالات ذکر کئے ہیں:

۱۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد شرعی احکام ہوں نہ دیگر موجودات۔

۲۔ ممکن ہے اس سے بعض اہم واقعات کا علم مراد ہو نہ کہ تمام جزی جزی حالات کا۔

۳۔ ممکن ہے اس سے ملک مسدد روح القدس کی طرف رجوع کر کے معلوم کرنا مراد ہو۔

۴۔ ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ جب توجہ فرمائیں تو ما کان و مایکون واقعات، حالات معلوم کر لیتے ہیں۔

۵۔ علاوہ بریں بعض آثار سے یہ بھی آشکارا ہوتا ہے کہ ان کو حتمی و غیر حتمی اور قابل و ناقابل بداء امور کا علم ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔

چنانچہ جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا — لولا آية في كتاب الله لا خبرتكم بما كان وما هو كائن الى يوم القيمة وهي هذه الآية يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب — (احتجاج طبرسی ص۱۳۷ طبع نجف)

اگر قرآن میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم کو گذشتہ اور قیامت تک ہونے والے تمام امور کی خبر دے دیتا اور وہ آیت یہ ہے "خدا جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے اس کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے۔"

ان تاویلات پنجگانہ میں سے ہماری نظرِ قاصر میں چوتھی دلیل اقویٰ، اظہر ہے۔ دیگر مفصل، مبین روایات شریفہ سے اس تاویل کی تائید مزید ہوتی ہے۔ بنا بریں روایات ما کان و مایکون کا صحیح مفہوم وہی ہے جس کی ہم کئی بار وضاحت کر چکے ہیں کہ علم امام ارادی ہے جب توجہ فرمائیں تو کائناتِ عالم کی ہر چیز کو باعلام اللہ معلوم کر لیتے ہیں خواہ عالم علوی سے متعلق ہو یا عالم سفلی سے ما کان سے تعلق رکھتی ہے یا مایکون سے — "وللناس فيما يعشقون مذاهب"۔

تبصرہ | مومنینِ کرام ہم نے اصل عبارت نقل کر دی ہے۔ آپ نے صاحب اشتہار کی آبلہ فریبی دیکھی۔ کیا یہ عبارت علامہ صاحب کی اپنی ہے؟ یہ حضرت شیخ مفید اور سرکار محسن الامین العاملی

کی تحریر ہے اور ان بزرگ علماء کا شیعہ کے نزدیک کیا مقام و مرتبہ ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہاں حضرت علامہ صاحب قبلہ ہوں یا کوئی دیگر علماء شیعہ میں سے ہو وہ ان ہی بزرگواروں کے اقوال سے اخذ کرے گا اور انہی بزرگواروں کے اقوال ہی تمام شیعہ اثنا عشریہ مذہب کی بنیاد ہیں۔ اب ہم صاحب اشتہار سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ آیا یہ نظریہ علامہ شیخ محمود خالصی سے ماخوذ ہے۔ تو پھر اشتہار کا عنوان غور سے پڑھیں مومنینِ کرام ان خرافاتی مفوضہ کے گمراہ کردہ گروہ شیخیہ سے ہوشیار رہیں۔ یہ آپ کو اپنے بزرگ علماء شیعہ سے جدا کر کے گمراہی میں نہ لا کھڑا کر دیں۔

اعتراض نمبر ۱۵ ہمارے ملک خصوصاً پنجاب کے مدعیان تشیع کی اکثریت جن عقائد کو مذہب شیعہ سمجھتی ہے وہ مذہب اہلبیتؑ نہیں بلکہ شیخ احمد احسائی کا ہے۔

اصول شریعہ ص ۲۲۹

جواب یہ ایک ایسا اعتراض ہے جس پر تمام شیخیہ حضرات چلا رہے ہیں جیسے کہ قدرے ہم نے اس کا ذکر ابتدائیہ میں بھی کر دیا ہے۔ ہم حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہٗ کو اس بات کہنے پر حق بجانب سمجھتے ہیں کیونکہ اس بات کے ثبوت میں ہزاروں دلیلیں موجود ہیں۔ جن کا ہم آگے ذکر کرتے ہیں۔ پہلے ہم یہاں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ لوگ لفظ اکثریت سے عوام کے ذہن میں مغالطہ ڈالتے ہیں۔ اس اکثریت میں وہ لوگ آئیں گے جو واقعاً شیخی ہیں یا دیگر جو ناسمجھی کی وجہ سے ان کو شیعہ سمجھ کر اُن کی تائید میں لگے ہوئے ہیں۔ اب ہم اصل اعتراض کے ضمن میں بالوضاحت تحریر کرتے ہیں اور فیصلہ اہل حق مومنینِ کرام پر چھوڑتے ہیں حضرت علامہ صاحب قبلہ کے اس فرمان کی تصدیق یہ لوگ جب عمل سے کر رہے ہیں تو پھر اس پر اعتراض کیسا؟ شیخ شیخیہ کی امداد پر مدارس چل رہے ہیں۔ عظمتِ آلِ محمدؐ کے نام پر احقاقیوں کی امداد سے ایسی تنظیمیں چل رہی ہیں

جن کی سرپرستی بھی انہی احقاقیوں کی مرہونِ منت ہے۔ یہاں پر یہ بھی ہم عرض کر دیتے ہیں کہ یہ احقاقی شیخیہ کی شاخ اسکوئی جو کہ موسیٰ اسکوئی سے منسوب ہے۔ انہی موسیٰ اسکوئی کے بیٹے مرزا حسن الحائری احقاقی کہتے ہیں۔ یہ وہی موسیٰ ہیں جنہوں نے گمراہِ زمانہ کتاب احقاق الحق جو کہ شیخیہ کی مدح و ثنا میں لکھی اور احقاقی کہلائے۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہے کہ یہ اسکوئی شاخ اپنے نام کے ساتھ فخر سے احقاقی لکھواتی ہے۔ یہی تنظیم جس کے تحریر شدہ اعتبارات[1] کے اعتراضات کا ہم جواب لکھ رہے ہیں اس کے روحانی سرپرستِ اعلیٰ اسی موسیٰ کے بیٹے حسن الحائری احقاقی جیسے ضال مضل ہیں۔

پھر ابراہیم زنجانی جس کو ایرانی حکومت اسلامیہ کے نمائندہ لاہور نے ضال مضل سمجھتے ہوئے اِن کی دعوت میں شرکت نہیں کی اس پر احتجاج[2] کے پمفلٹ شائع ہو رہے ہیں، شیخ احمد[3] احسائی کی شان مدح میں کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ ان کے نظریات کو حق ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا جا رہا ہے۔ انہی احقاقیوں، شیخیوں کو مجتہدِ اعظم، مراجعِ[4] دینی، مجاہدِ اسلامی جیسے القاب دیئے جا رہے ہیں۔ مدرسہ جامع الثقلین (نام نہاد) سے ماہنامہ الثقلین ہو یا دیگر کتب کے ٹائٹل اس احقاقی کے فوٹو سے مزین نظر آتے ہیں۔ ان کے فتاویٰ پر توضیح المسائل کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ آخر ان واضح دلائل سے کون اندھا ہے جو یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ابھی شیخیت میں کچھ باقی ہے اور پھر اپنی شیخیت کی محبت میں علماء شیعہ اثنا عشریہ کے خلاف ناروا پروپیگنڈہ، علمائے شیعہ کو وہابی، مقصرین کے ناشکور

۱۔ ——— تنظیم کا دستور پمفلٹ شائع شدہ تنظیم مذکور ملتان۔

۲۔ ——— السید ابراہیم الموسوی الزنجانی اور انقلاب ایران کونسلیٹ لاہور کے اطمینان کیلئے معلوماتی دستاویز۔ ملتان

۳۔ ——— شیخ الاوحد شیخ احسائی از آغا سبطین سرحدی۔ دربارِ آلِ محمد۔ فیصل آباد

۴۔ ——— مرزا حسن الحائری کی شخصیت جامع الثقلین ملتان

القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سب دلائل ہمارے قارئین کرام سمجھ سکتے ہیں۔ اب تو اس گروہ نے اپنا جال اس حد تک پھیلا لیا ہے کہ نام نہاد دیوبند کنونشن میں خطبۂ صدارت[1] میں جہاں مراجع عظام عراق ایران کا ذکر تھا وہاں "کویت" کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ کیا ان مراجع عظام کے فتاویٰ اس شخصیت کے بارے میں موجود نہیں ہیں (اسی کتاب کے باب چہارم میں ملاحظہ فرمائیں)۔ کیا یہ مراجع ایران، عراق، ہندوستان انہیں ضال مضل نہیں لکھ رہے۔ ایرانی نمائندہ لاہور عملی طور پر ثبوت پیش کر رہا ہے اور یہاں مراجع دینیہ کا درجہ دیا جاتا ہے .... فتدبر۔

دوسرا ہمارے ملک پاکستان خصوصاً پنجاب میں اکثر سٹیج ان حضرات کے پاس رہا ہے یا خود شیخی تھے یا شیخی عقائد سے متاثر ضرور تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ کسی نے شیخ کی ثنا میں کچھ کہا کسی نے کچھ حتیٰ کہ ایک صاحب نے تو حد کر دی کہ "مفتی، مجتہد شیخ کے کلام کو سمجھنے سے قاصر ہیں"۔ حالانکہ فلیسوف الشرق حضرت آیت اللہ شہید راہِ اسلام سید محمد باقر الصدر ان کی کتب کو گمراہ اور صاحبان کتب کو ضال مضل، خارج از شیعت قرار دے رہے ہیں ہم اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے ان کے اپنے اقوال نقل کرتے ہیں۔ تاکہ حضرت علامہ صاحب قبلہ کے فرمان جس پر اعتراض کیا گیا ہے اس کی تائید ہو جائے اور آپ کو یہی حضرات حضرت علامہ ممدوح کی مخالفت میں رطب اللسان نظر آئیں گے اور علمائے شیعہ کی کتب پر معترض نظر آئیں گے۔

(الف) مولوی محمد بشیر مرحوم ڈاکٹر کاظم رسا کو کئی ایک خطوط میں یوں فرماتے ہیں۔

ا۔ "میں ڈھکو کے جوابات میں شب و روز مشغول ہوں۔ اس نے تازہ ایڈیشن میں اپنی دونوں کتابوں ـــ احسن الفوائد اور اصول شریعہ میں نہایت بے رحمی سے شیخ الاوحد اور

---

[1] خطبۂ صدارت سید حامد علی شاہ۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۴ء شائع شدہ اسد آباد جہلم ص ۱۶۔

سید رشتی علیہ الرحمۃ پر حملے کئے ہیں"۔

گلدستہ مودت ص۷ خط بنام رسا مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۷۵ء طبع کراچی۔

۲۔ اسی مذکورہ بالا خط میں یوں فرماتے ہیں۔" جناب آقائے ابراہیمی مدظلہ العالی سے عنقریب مراسلت کروں گا"۔

ص۷، خط بنام رسا، ۲۲ مئی ۱۹۷۵ء

۳۔ اسی کتاب میں اپنے ایک اور خط میں یوں فرماتے ہیں:" علماء شریعت ظاہرہ (مفتی، مجتہد) علوم باطنیہ کے فہم، ادراک سے قاصر ہیں"۔

گلدستہ مودت، خط بنام رسا ص۸، ۱۹۷۵ء

۴۔ اسی کتاب میں ایک اور خط بنام رسا میں یوں فرماتے ہیں۔" میں اس کام میں مرزا یوسف حسین کو بھی کہوں گا وہ مجھ سے جدا نہیں ہیں"۔

گلدستہ مودت خط بنام رسا، ص۸، ۱۹۷۵ء

تبصرہ | مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم کے خط سے پانچ باتیں ظاہر ہو گئیں:

۱۔ حضرت علامہ صاحب کی کتابوں کا جواب کس کے اشارے پر تھا اور اس کی غرض وغایت کیا تھی؟ اور کتاب اصول شریعہ، احسن الفوائد میں شیخ احمد احسائی کے خلاف کیوں لکھا گیا؟

۲۔ ان صاحب کے ہاں شیخ احسائی اور کاظم رشتی اور عبدالرضا ابراہیمی کی کیا قدر تھی؟

۳۔ ہمارے مراجع عظام کے بارے میں شیخ کے مقابلہ میں کیا مقام تھا؟

۴۔ ان کا شاخ شیخیہ ابراہیمیہ کرمانیہ سے ٹھیک ٹھاک رابطہ تھا۔

۵۔ مولوی مرزا یوسف حسین کے بارے میں بھی تصدیق کر دی کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

(ب جز) | اب ہم اسی پاکستان میں اس شیخیہ شاخ کے دوسرے سرخیل مولوی محمد اسماعیل

کے اپنے تحریر کردہ قول نقل کرتے ہیں۔

۱۔ کاظم رشتی کی شان میں یوں فرماتے ہیں "کہ شیخ الاوحد و سیدو سند سید کاظم رشتی کی حمایت، اُن کی نشر و اشاعت، اُن کی ترویج میں مصروف جہاد ــــ تک تنہا لڑتا رہا ہوں"۔

ــــــــ گلدستہ مودت، ص ۲۰، خط بنام رسا، ۱۰ مئی ۱۹۷۵ء۔

۲۔ اسی خط میں عبدالرضا ابراہیمی کی تعریف یوں فرماتے ہیں: "اور کتبخانہ حجۃ الاسلام عبدالرضا ابراہیمی کرمانی کو میرے ادنیٰ خدمات مطلع فرمادیں"۔

ــــــــ ص ۲۰، خط بنام رسا۔ ۱۰ مئی ۱۹۷۵ء

۳۔ مذہب شیخیہ کی ترویج کے بارے میں اپنے عزم کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔ "مکتب شیخیہ اور اُن کے علوم، آل محمدؐ کے فضائلِ باطنیہ کی ترویج کروں گا"۔

ــــــــ ص ۲۲، گلدستہ مودت، خط بنام رسا

۴۔ کتبخانۂ کرمانیہ شیخیہ کے بارے میں فرمایا "دن رات کتب کرمانیہ درس میں پڑھائی جارہی ہیں آپ اپنی کتابیں ارسال فرمادیں"۔

ــــــــ گلدستہ مودت، ص ۲۲، خط بنام رسا۔

۵۔ کتب شیخیہ کی تعریف یوں فرماتے ہیں "مجھے آپ کتب شیخیہ کا قدر دان اور مروج سمجھئے میں انشاء اللہ آپ کے ساتھ جملہ مراحل میں معاون رہوں"۔

ــــــــ گلدستہ مودت، ص ۲۲، خط بنام رسا

۶۔ شرح زیارۃ جامع کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "اور حضرت شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی قدس سرہٗ کے معتقدین میں سے ہوں۔ شرح زیارت جامع کو گی ۲۰ سال سے استفادہ کرتا آرہا ہوں"۔

ــــــــ ص ۱۹، گلدستہ مودت، خط بنام رسا، کراچی۔

تبصرہ | مومنینِ کرام آپ نے مرحوم کی تحریرات ملاحظہ فرمائیں۔ اِن سے چند باتوں کا ثبوت مل گیا۔

۱۔ ــــ شیخ احسائی مرحوم، کاظم رشتی اور عبدالرضا ابراہیمی کرمانی سے محبت، عقیدت کا ثبوت مل گیا۔

۲۔ ــــ شیخیہ فرقہ کی ترویج کی تڑپ اور عزم ان الفاظ سے معلوم ہوگئی کہ دن رات پڑھا رہا ہوں۔

۳۔ ــــ شیخیہ کی کتب کریمخانیہ کتبخانہ سے طلب کرنا معلوم ہوا۔

۴۔ ــــ شرح زیارۃ جامع سے محبت، عقیدت کا اظہار ثابت ہوگیا۔

۵۔ ــــ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ۳۰ سال قبل سے پڑھائی جارہی ہے۔ کیونکہ یہ خط ۱۹۷۵ء کے ہیں تو اس سے پہلے ۳۰ سال یعنی ۱۹۴۵ء کے لگ بھگ سے یہ دھندہ شروع ہے اور یہ فرمانا کہ اس شرح کا معتقد ہوں (راز کھل گیا)۔

نوٹ | اس مرحوم نے اپنی زندگی میں علمائے حقہ کے خلاف زبان کھولی ... آخر کیوں ؟ اسی شیخ، شیخیہ کے درد کی وجہ سے۔ ہر مجلس، محفل میں علمائے حقہ کو مقصر وہابی وغیرہ کے نام سے خطاب کیا، رسائل لکھے، اشتہار شائع کئے اور یہی جرم ان کے ہاں علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کا ہے کہ انہوں نے راز کیوں کھول دیا اور اسی مدرسہ درسِ آلِ محمدؐ میں تادم ایں یہ سلسلہ جاری ہے۔

(ج جز) | مومنینِ کرام ! یہ تو تھے مرحومین۔ اب جو زندہ ہیں، اُن کے بارے میں بھی عرض کیا جاتا ہے۔ گو یہ بات مومنین سے پوشیدہ نہیں ہے کہ آج کل اس تحریک کو کون کون چلانے کی سعی نامشکور کر رہے ہیں لیکن ہم تھوڑا سا عرض کرتے ہیں۔

۱۔ مولوی سید ضمیر الحسن صاحب شرح زیارۃ جامع کی تصدیق یوں فرماتے ہیں "آیات، روایات معتبرہ کی تائید سے شیخ احمد احسائی نے شرح لکھی ہے جو قرآن، فرامین معصومین کے خلاف ہو اب

تک اس میں مجھے کوئی ایسی بات اشتے نظر نہیں آئی ہے میں اس کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

جرسِ حق، ڈاکٹر رضا، مقالہ مولوی ضمیر الحسن ص ۱۳

تبصرہ مومنین کرام! مندرجہ بالا عبارت ملاحظہ فرمائی۔ یہ بھی ۱۹۷۵ء کے لگ بھگ کی بات مولوی صاحب کر رہے ہیں اور شرح زیارۃ جامع کو قرآن، فرامینِ معصومین کی روشنی میں حق ثابت کر رہے ہیں۔ اسی شرحِ زیارت کے بارے میں ہم انشاء اللہ باب چہارم میں اپنے مراجع عظام کے فتاویٰ نقل کریں گے۔ بات انشاء اللہ واضح ہو جائے گی ہم یہاں پر عرض کرتے ہیں کہ کیا مولوی صاحب کا علم ہمارے مراجع دینیہ سے زیادہ ہے۔ آقائے باقر الصدر شہید عالم جلیل آغا جعفر کاشف الغطا علامہ سید مہدی قزوینی تو اسی کتاب کو ضال اور صاحب کتاب کو مضل لکھ رہے ہیں۔ فتدبر۔

(د جُز) اب اس تحریک کے پاکستان میں موجودہ داعی اور روحِ رواں مولوی محمد حسین سالق صاحب تو وہ قول و فعل میں مداحِ شیخ، شیخیہ میں عیاں را چہ بیاں کے مصداق ہیں۔ اس تنظیم جس کا ہم جواب لکھ رہے ہیں، یہ انہی کے دم قدم سے زندہ ہے۔ وہ شیخ، شیخیہ کی تردید میں اپنے پیش روؤں سے آگے نکل گئے اور ایک نئی منطق نکالتے ہوئے کہ "ہم تو شیخ احمد احسائی کو مظلوم سمجھتے ہیں" اس شیخ کی شان میں کتابیں، پمفلٹ لکھ دیئے۔ کتاب فوائد رضویہ کا ترجمہ ہو یا "فتنہ خالصیت پر چوتھی ضرب کاری" کے نام پر پمفلٹ ہوں صرف اور صرف شیخ مرحوم کو مظلوم سمجھتے ہوئے کر رہے ہیں۔ ہم یہاں پر عرض کرتے ہیں اگر شیخ کو مظلوم سمجھ لیا جائے تو پھر ظالم وہ ہونگے جنہوں نے اُن کے خلاف کفر ضال، مضل کے فتوے لگائے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان کو ضال، مضل اور ان کی کتب کو نہ پڑھنے کے فتاویٰ ہمارے جلیل القدر مراجع عظام نے صادر فرمائے ہیں تو پھر یہ بزرگوار (نعوذ باللہ) ظلم میں شریک ہیں مجتہد کا عادل ہونا تقلید کے لئے لازمی ہے ورنہ تقلید باقی نہیں رہتی۔

اب ہم مومنینِ کرام سے گزارش کرتے ہیں کہ کس طرح یہ لوگ آپ کے مراجع عظام پر حملے

کر رہے ہیں اور آپ کو کس طرح کویت کے شیخیہ دروازے پر لا رہے ہیں۔ ان کی ظاہری آیت اللہ خمینی کی تائید کو نہ دیکھیں، اصل بات پر نظر رکھیں کیونکہ شیخ احمد احسائی کی کتب اور مذہب کی ترویج کے خلاف آیت اللہؒ کا فتویٰ بھی ہے جو کہ ہم چوتھے باب میں درج کریں گے۔ اب ہم اس بات کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ ورنہ اس موجودہ دور میں شیخیہ کی حمایت، ترویج میں کون کون کام نہیں کر رہا۔ آپ ذرا اس درِ آلِ محمدؐ کے قائم مقام پرنسپل آغا مبین سرحدی کو دیکھیں اور تذکرہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ" جیسی کتاب لکھ چکے ہیں اور ابھی دیگر پمفلٹ، اشتہارات کے ذریعے تبلیغ جاری ہے۔

؎ کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں۔

(د جز) مومنین کرام آپ نے مندرجہ بالا اجزاء میں پنجاب کے ان مولوی صاحبان کے اقوال ملاحظہ فرمائے۔ ہم نے ان کی اپنی تحریرات سے نقل کئے ہیں۔ گلدستہ مودت سے جو کچھ نقل ہے وہ ان حضرات کے اپنے خطوط فوٹو سٹیٹ سے نقل شدہ تحریر کئے جا چکے ہیں۔ حقائق واضح ہو چکے ہیں۔ اب ہم ان چند ایک کتب کا مع صاحبِ کتاب نام لکھ دیتے ہیں۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں حضرت علامہ صاحب قبلہ کے قول کی تصدیق ہو جائے اور ہمارے محترم قارئین زیادہ سے زیادہ استفادہ فرما سکیں اور حق، صداقت کا ساتھ دینے میں ہمارے ممد و معاون بنیں۔

نوٹ: درج ذیل کتب علامہ صاحب قبلہ کی دو کتابوں "احسن الفوائد" اور "اصول شریعہ" کے خلاف لکھی گئی ہیں:-

۱۔	معالم شریعہ	مولوی ضمیر الحسن نجفی، احمد پور سیال، ضلع جھنگ۔
۲۔	جواہر الاسرار	مولوی محمد حسین سابقی، حال جامع الثقلین، ملتان۔
۳۔	حقائق الوسائط	مولوی محمد بشیر انصاری مرحوم ٹیکسلا۔
۴۔	حقائق العقائد	مولوی مرزا یوسف حسین، لاہور۔
۵۔	اسرار الشریعہ	مولوی سید محمد عارف، لاہور۔

اسی طرح دیگر کئی ایک کتب، رسائل، اشتہار اور انہی میں سے رسائل، اشتہارات جن کا ہم جواب نقل کر رہے ہیں، ملیں گے۔

اب ہم مومنین کرام سے گذارش کریں گے کہ ہمارے چند ایک کلمات پر ٹھنڈے دل سے سوچیں جہاں شیخ الطائفہ، شیخ مفید علیہ الرحمۃ، علامہ مجلسیؒ، سید مرتضےٰ علم الہدیٰ اور دیگر علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی کوئی پرواہ نہیں لیکن شیخی کی حیواۃ النفس، شرح زیارۃ جامع اور دیگر گمراہ کن کتب کو داخل درس کیا جا رہا ہو، علمائے حقہ اثنا عشریہ کو کیا کیا کہا جا رہا ہے۔ دیندار وں کو مساجد سے بھگایا جا رہا ہے۔ امام بارگاہوں میں علماء کو پڑھنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ مراجع عظام کے خلاف زہریلے پراپیگنڈے سے مسموم کیا جا رہا ہے۔ مدارس دینیہ اور "حوزہ علمیہ جامع المنتظر" جیسی عظیم شیعہ درس گاہ کے خلاف خرافات کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ حد ہو گئی کہ اسلام آباد کی مرکزی مسجد امام بارگاہ میں شیطان بزرگ امریکہ اور اس کے پروردہ اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن آیت اللہ شیخ مہدی شمس الدین جیسی مجاہد شخصیت کو جشنِ چودہ سو سالہ میلاد حضرت امام حسین علیہ السلام کے سلسلے میں منعقدہ محفل سے خطاب کرنے کے لئے مسجد، امام بارگاہ سے روکنے کے لئے مسجد، امام بارگاہ کو اسرائیل، امریکہ، عراق نواز شیخی غنڈوں سے بھر کر پروگرام نہیں ہونے دیا۔[1] یہ غنڈہ گردی آخر کہاں تک؟ ان حقائق کو سوچیں، بار بار سوچیں اور فیصلہ میں جلدی سے کام لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سوچتے رہیں اور پانی سر سے گزر جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

[1] ذاتی مشاہدہ مؤلف ۲۸ اپریل ۱۹۸۴ء

ب جز

اشتہار نمبر ۲

گلستانِ شیعت میں یزیدیت کی ترویج

یہ اشتہار آستانہ شیخیت کی مشنری سے طبع شدہ ہے جو عراق کے حوزہ علمیہ کو تاراج کرانے کے بعد اب کویت میں سکونت پذیر ہے اور اس وقت اس کی نظر پاکستان کے شیعوں کے دینی اقدار کو پامال کرنے پر ہے۔ اب اسے پاکستان اس لئے کھٹک رہا کہ یہاں پر جامع المنتظر حوزہ علمیہ بن چکا ہے اور دیگر بیسیوں مدارس قائم ہو چکے ہیں۔ اسی لئے اُسے دکھ ہے کہ کہیں نجفِ اشرف کی طرح باب مدینۃ العلم کے خوشہ چین یہاں پر اس علم کی شمع کو روشن نہ کر سکیں۔ لیکن یہ ان استعماری شیخی ایجنٹوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم نے انہیں کاظمین سے نکالا تھا اور ایران سے بھگائے گئے، پاکستان میں بھی انشاء اللہ ان کا یہی حشر ہو گا۔ ان کے مدارسِ دینیہ اور علمائے حقہ، کے خلاف واویلے کو عوام مسترد کر چکی ہے۔ اور ان کا استعماری ایجنٹ ہونا اب کھل کر سامنے آ گیا ہے۔

اب ہم اس اشتہار میں نمبروار تین عدد اعتراضات کا جواب بتائید ایزدی نقل کرتے ہیں اور صاحب اشتہار کی صداقت کی قلعی کھول دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱ خالصی قبیلہ کے سجادہ نشین پیر و مرشد شیخ ڈھکو جہانیاں شاہی نے یزید کی تعریف ان الفاظ میں لکھ کر سعودی نمک حلال کیا۔ "جب اسیرانِ آلِ رسول دربار یزید میں پیش ہوئے تو وہ ان کی خستہ حالی دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ اُسی وقت رہائی کا حکم دیا۔"

سعادت الدارین طبع سرگودھا ص ۵۰۲

جواب ہمارے محترم قارئینِ کرام پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ واقعات تاریخ سے متعلق ہیں اور تاریخ میں مختلف مؤرخوں کے مختلف اقوال ہوتے ہیں۔ واقعہ کرب و بلا ارض و سما میں ایک انوکھا اور دردناک واقعہ رونما ہوا ہے جس کو مختلف مذاہب مختلف گروہوں نے نقل کیا ہے۔ اس کے لکھنے والے مخالف بھی ہیں، موافق بھی۔ اس میں اختلاف کا ہونا قدرتی امر ہے۔ ہمارے علماء اس واقعہ کو صدق پر تحریر کرتے ہیں جس کی صحت معصومؑ کے قول سے ثابت ہو یا جس پر ہمارے محققین علمائے کرام کا اجماع ہو۔

حضرت علامہ صاحب قبلہ مدظلہٗ نے اسیرانِ آلِ محمدؐ کی رہائی کے بارے میں اسی اختلاف آرا کا خاکہ نقل کیا ہے۔ اس اختلاف پر ۱۱ عدد اقوال، آرا نقل کی ہیں۔ ہم یہاں اختصار کو مدِنظر رکھتے ہوئے صرف حوالہ نمبر اور حوالۂ کتب کو درج کرتے ہیں اور آگے حضرت علامہ صاحب قبلہ کی اصل تحریر جو کہ انہوں نے قول صحیحہ کے ضمن میں تحریر کی ہے نقل کریں گے۔ انشاءاللہ۔

۱۔ صاحب روضۃ الشہداء اور مہیج الاحزان۔

۲۔ خوارزمی ملمقتل الحسین، ج۔ ۲ ص ۴۲ اور سید عبدالرزاق المقرم النجفی صاحب مقتل الحسین ص ۴۳۳۔

۳۔ ارشاد شیخ مفیدؒ ص ۲۷۰۔

۴۔ کتاب شہید اعظم جناب ریاض بنارسی، ج۔ ۲، ص ۴۱۳۔

۵۔ منتخب طریحی، ص ۴۴۹، قمقام ص ۴۸۸، تظلم الزہراؑ ص ۲۸۷، عاشر بحار الانوار ص ۲۴۳، اور ناسخ التواریخ۔

۶۔ امالی شیخ صدوق ص ۱۵۱۔ ملہوف ص ۱۶۸۔ تظلم الزہراؑ ص ۲۸۷۔ الدمعۃ الساکبہ ص ۳۸۰۔ لواعج الاشجان ص ۱۸۴۔ نفس المہموم ص ۲۵۲ اور روضۃ الواعظین ص ۲۳۰۔

۷۔ آقائے در بندی اسرار الشہادات ص۵۲۶۔

۸۔ سید اجل ابن طاؤس کتاب اقبال بحوالہ نقل فی تظلم الزہراؑ ص۲۸۷۔

۹۔ سید طباطبائی حاشیہ ریاض المصائب اور سید سہارنپوری فی سیرۃ علی ابن الحسین۔

۱۰۔ کتاب سیرت زینب سلام اللہ علیہا، مطبوعہ حیدر آباد دکن ص۲۵۳۔

۱۱۔ متداولہ بزبان اردو۔

ان حوالہ جات کے بعد علامہ صاحب قبلہ بحث کے بعد نتیجہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہم اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔

ص۵۱۵ ___ یہ ہیں وہ تمام مختلف اقوال جو اس موضوع پر ہمیں کتب مقاتل میں دستیاب ہو سکے ہیں۔ اب اگرچہ ان میں سے اصل حقیقت کا کھوج لگانا جوئے شیر لانے سے بھی زیادہ مشکل ہے تاہم ذیل میں بتائید ایزدی اصل حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ___ وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

مخفی نہ رہے کہ سب سے پہلے ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں کتب حدیث کی ورق گردانی کی جائے کہ آیا اس موضوع کی بابت آئمہ اہلبیتؑ کی کوئی تصریح ملتی ہے یا نہیں؟ اور اگر آئمہ معصومینؑ کی کوئی تصریح مل جائے تو اسے تمام اقوال، آراء پر مقدم سمجھا جائے گا۔ جہاں تک ہم نے گلستان اخبار اہل بیتؑ اطہار کی سیر کی ہے ہمیں اس سلسلہ میں صرف دو روائتیں ملی ہیں۔ ایک میں قید خانہ کی اجمالی کیفیت تو مذکور ہے مگر اس میں مدت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے یہ روایت۔ بصائر درجات ص۳۳۸ طبع ایران میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے اور دوسری روایت میں مدت قید کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ روایت بھی بسند صحیح بصائر درجات ص۳۲۹ پر مروی ہے اور اس کے حوالے سے بحار ناسخ۔ تمقام اور اسرار وغیرہ میں مذکور ہے اور یہ روایت امام زین العابدین علیہ السلام سے

مروی ہے۔ روایت قدرے طویل ہے۔ اس کے آخر میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں: "مَکَثْنَا یومین ثم دعانا واطلق عنا" ہم مکمل دو دن زندانِ شام میں رہے۔ پھر تیسرے دن یزید نے ہمیں بُلا کر رہا کر دیا۔

بنابریں ہماری تحقیق کے مطابق مذکورہ بالا اقوال میں سے پانچواں قول اقوٰی ہے یعنی اسیرانِ آلِ رسولؐ کا سات روز شام میں قیام رہا اور آٹھویں روز رہائی ہوئی اور واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ عند التحقیق تیسرا اور چوتھا قول اور چھٹا قول بھی اس پر منطبق ہو سکتا ہے اور یہ آٹھ روز اس طرح بنتے ہیں۔ سابقاً بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ اسارائے اہلبیتؑ کا قافلہ یکم صفر کو شہر شام اور پھر دربار میں وارد ہوا۔ تین دن قید میں رہے۔ تیسرے دن یزید نے رہائی کا حکم دیا اور مخدراتِ عصمت و طہارت کی خواہش پر تین روز تک خود یزید کے گھر میں سیدؑ الشہداء پر گریہ و بکا اور مراسم عزا کا اظہار کیا گیا جس میں شام کی خواتین قریش نے بھی حصہ لیا (بحوالہ عاشر بحار ص ۲۲۸، مقتل الحسین للخوارزمی ص ۷۲ جلد دوم، تظلم الزہراؑ ص ۲۷۵، مقتل الحسین للمقرم ص ۴۳۳ وغیرہ)۔ اس طرح سات روز پورے ہو گئے اور آٹھویں روز سوئے مدینہ روانگی عمل میں آئی اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ تیسرا اور چھٹا قول بھی اس پر منطبق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تیسرے قول میں صرف چند یوم کی قید کا تذکرہ ہے۔ اب چند یوم کا آٹھ یوم پر انطباق محتاج بیان نہیں ہے اور چوتھے قول میں چھ دن کا تذکرہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں داخلہ شام اور رہائی کے بعد والے دو دن شامل نہیں کیے گئے۔ ورنہ وہی آٹھ یوم بن جاتے۔ چھٹا قول کہ اتنا عرصہ اسیرانِ اہلبیتؑ زندان میں رہے کہ مخدرات کے چہرے جھلس گئے یہ بھی اس پر منطبق ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ گرمیوں کے موسم میں چہروں کے جھلسنے کے لئے بقول صاحب اسرار الشہادت پندرہ بیس دن کی مدت ضروری نہیں ہے۔ یہ کیفیت دو تین روز بلکہ اس سے بھی کم عرصہ میں پیدا ہو سکتی ہے۔ بالخصوص جبکہ یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ یہ ان ستم رسیدہ

پروردگیانِ عصمت، طہارت اور نازپروردگیانِ گودِ زہرا صلوٰۃ والسلام علیہا کی روئیداد ہے جنہوں نے کبھی دن کے وقت روضہ رسولؐ کی زیارت بھی نہیں کی تھی۔ اگر ایک دن کی دھوپ سے بھی ان کی یہ کیفیت ہو جائے تو کوئی جائے تعجب نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۲ آگے جا کر لکھا ہے "سابقاً" بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ اسارائے اہلِ بیتؑ کا قافلہ یکم صفر کی شام پھر دربار میں وارد ہوا۔ تین دن قید رہے۔ تیسرے دن یزید نے رہائی کا حکم دیا اور مخدراتِ عصمت، طہارت کی خواہش پر تین روز تک خود یزید کے گھر میں سیّد الشہداءؑ پر گریہ وبکا اور مراسمِ عزاؑ کا اظہار کیا گیا۔ جس میں شام کی خواتینِ قریش نے برابر کا حصہ لیا۔"

سعادت الدارین ص۵۱۵

جواب اس اعتراض کا جواب خط کشیدہ الفاظ اور مکمل عبارت مذکورہ بالا اعتراض نمبر ۱ پڑھنے سے حقیقت کھل جاتی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہی تو جناب سیّدہ زینبؑ عالیہ کے فاتحِ شام ہونے کا ثبوت ہے کہ شام میں اپنے بھائی کی بے گناہی اور مظلومیت کا ماتم کر کے چھوڑا۔

دونوں سوالوں پر تبصرہ

مومنینِ کرام! آپ نے ہمارے نقل شدہ حوالہ جات کا مطالعہ فرما لیا اور یہ بھی واضح، آشکار ہو گیا کہ اس اشتہار کے اعتراضات میں کہاں تک صداقت ہے۔ اعتراض نمبر ۱ کے ضمن میں معترض نے حضرت علامہ صاحب قبلہ کے قول نمبر ۱ جو کہ آپ نے صاحب روضۃ الشہداؑ سے نقل کیا ہے، پڑھ لیا ہے۔ اب ہم معترض سے سوال کرتے ہیں کہ اب بتائیں کہ حضرت علامہ صاحب قبلہ نے اسی قول کو اقویٰ قرار دیا ہے؟ کیا اسی قول کو حق ثابت کیا ہے یا مخالفت فرمائی ہے؟ اور دوسرے اعتراض میں "قید سے رہائی اور گریہ، ماتم درخانہ یزید اور خواتینِ قریش کا شریک ہونا"۔ کیا حضرت علامہ صاحب قبلہ کی اپنی رائے ہے یا صاحب بحار علامہ مجلسیؒ صاحب مقتل الحسین للخوارزمی ج ۲ ص ۷۲، تظلم الزہراؑ ص۲۷۵

معتل الحسین للمقرم ص۴۴۳ کے اقوال نہیں ہیں۔ کیا یہ سب علمائے بزرگین (نعوذ باللہ) یزید کے نمک خوار ہیں اور پھر یہ قول حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ہے اور جب امر واقعہ کا گواہ گواہی دے رہا ہے اور وہ بھی معصوم امام۔ کیا معصوم کے حکم کو ٹھکرایا جاسکتا ہے اور یہی تو جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے فاتح شام ہونے کی روشن دلیل ہے۔ کیا ہندہ زوجہ یزید کا مومنہ ہونا ہمارے شیعوں کے ہاں مشہور نہیں ہے؟ اگر یہ سب باتیں درست ہیں تو پھر اعتراض کیسا؟ اب ہم صاحبِ اشتہار سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ شیخیت کی اندھی تقلید اور علمائے اثنا عشریہ پر اعتراض یہ سب یزیدیت نہیں ہے۔ امام علیہ السلام کے فرمان پر اور علمائے حقہ محققین ربانیون کے اقوال پر زبان اعتراض درازی یزیدیت کی ترویج اور ہم نوائی نہیں ہے؟ اور ابن معاویہ کی نمک حلالی کا ثبوت تم دے رہے ہو یا ہم؟ خدارا! کیوں عوام کو دھوکہ دیتے ہو؟ ہم مومنینِ کرام سے درخواست کریں گے کہ ان شیخی، احقاقی، اسکوتی، کرمانی ملاؤں سے ہوشیار رہیں۔ حقائق کو دیکھیں اور پھر فیصلہ کریں۔

اعتراض نمبر ۳ نعمان بن بشیر ہماری سابقہ تحقیق کے مطابق ۸ صفر کو خاندانِ نبوت کے پسماندگان کو شام سے لے کر مدینہ روانہ ہوا اور یزید کی ہدایت کے مطابق عزو احترام کے ساتھ مدینہ پہنچایا۔

سعادت الدارین ص۵۲۲

جواب صفحہ ۵۲۲۔ مندرجہ بالا عبارت لکھنے سے پہلے ہم اس کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ یہاں پر حضرت علامہ صاحب مدظلہ، مختلف تاریخی اقوال سے رہائی کی کیفیت نقل فرماتے ہیں جن صاحبان نے تفصیلاً پڑھنا ہو تو وہ ص۵۱۷ تا ص۵۳۱ پر اصل کتاب مطالعہ فرمائیں۔ ہم یہاں پر مختصراً اصل عبارت کچھ پہلے حصے سے نقل کرتے ہیں تاکہ مومنین استفادہ کرسکیں۔

"یہ بھی بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ اسیرانِ آلِ محمد کی رہائی کے وقت یزید نے اونٹوں پر شاندار محمل رکھائے اور چمڑے کے قطع اور ریشم کے کپڑے بچھا کر ان پر درہم و دینار کے ڈھیر لگا

دیئے پھر وقتِ رخصت مخدرات عصمت کو بلا کر کہا۔ "یا ام کلثومؑ بخذوا ھذا الاموال عوض ما اصابکم"۔ اے ام کلثومؑ ان مصائب، شدائد کے عوض جو تم پر وارد ہوئے ہیں یہ مال ومنال لے لو۔ جناب امّ کلثومؑ نے فرمایا "یا یزید ما اقل حیائک واصلب وجھک تقتل اخی واھلبیتی وتعطینا عوضھم مالاً واللّٰہ لاکان ذالک ابداً"۔ اے یزید تو کتنا بے شرم، بے حیا ہے میرے بھائی اور جملہ اہلبیت کو قتل کرتا ہے اور پھر اس کے عوض مجھے مال دیتا ہے، خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ تظلم الزہرآءؑ ص ۲۸۸، نفس المہموم ص ۲۵۲، الدامعۃ الساکبہ ص ۲۵۹ وغیرہ) اس کے بعد نعمان بن بشیر انصاری کو آدمیوں کی ایک جماعت دے کر جن کی تعداد مؤرخ طبری اور صاحبِ اخبار الطوال کے بیان کے مطابق تیس تھی مگر ابی مخنف اور اس کے حوالے سے صاحب ناسخ التواریخ نے پانچ سو لکھی ہے (جو کسی طرح بھی قرینِ عقل، نقل نہیں ہے) حکم دیا کہ پسماندگانِ امامؑ کو احترام کے ساتھ مدینہ پہنچائیں (بحوالہ طبری ج۔۶ ص ۲۶۶، کامل ج۔۳ ص ۳۰۰، ارشاد ص ۲۷۰، عاشر بحار ص ۲۲۹، نفس المہموم ص ۲۵۵)۔

چنانچہ نعمان بن بشیر ہماری سابقہ تحقیق کے مطابق ۸ صفر المظفر کو خاندانِ نبوت کے پسماندگان کو لے کر دارالسلطنت شام سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور یزید کی ہدایت کے مطابق پورے عز و احترام کے ساتھ اہلبیت رسالتؐ کو مدینہ پہنچایا (بحوالہ ارشاد ص ۲۰۷، نفس المہموم ص ۲۵۱)۔

نوٹ | حضرت علامہ صاحب قبلہ کے مندرجہ بالا قول کی تصدیق پاک وہند کے عظیم محقق اعلم جن کی علمی، دینی قابلیت سب پر مسلّم ہے۔ یعنی سید العلماء حضرت علامہ علی نقی النقوی مجتہد لکھنؤ اپنی "کتاب شہید انسانیت" طبع اول ۱۹۷۷ء شائع شدہ امامیہ مشن لاہور کے ص ۲۶۴ پر یوں رقمطراز ہیں ——— "اس کے بعد تیس آدمی نعمان بن بشیر کے ساتھ کئے گئے اور نعمان نے حسبِ ہدایت اہلبیت رسالتؐ کے ساتھ راستے بھر پورے احترام کا برتاؤ رکھا اور ان کو مدینہ تک پہنچایا"۔

——— بحوالہ الاخبار الطوال ص ۲۵۸۔

تبصرہ

ان بزرگوار علمائے محققین کی تحقیق کے بعد لکھنا کچھ معنی نہیں رکھتا لیکن مندرجہ بالا اعتراض میں ایک شبہ کے ازالہ کے لئے عرض کرنا ہے کہ "عزو احترام" سے مخالفین عوام میں یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید یزید کی پاسداری ہے۔ حالانکہ یہ بات حالات، واقعات پڑھنے والے پر مخفی نہیں ہے کہ حضرت سیدہ طاہرہ کا قید ہونا تحریک حسینیت کی اصل زندگی ہے۔ اور حضرت امام علیہ السلام کا ایک سوال کے جواب میں کہ مستورات کو ساتھ نہ لے جائیں، یہ فرمانا کہ "خداوندان کو قیدی دیکھنا چاہتا ہے" کا واضح مطلب یہی تھا کہ یہ باعظمت مستور عقیلہ آل محمدؐ کوفہ، شام کے بازاروں اور درباروں میں اپنے مشن کی حقانیت کے اثر پذیر خطبے فرما کر یزید، یزیدیت کے ایوانِ سلطنت کو ہلا کر رکھ دے گی اور ہم دیکھتے ہیں کہ بالکل ایسا ہی ہوا کہ جب کوفہ، شام کے بازاروں میں سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنی اور اپنے خاندان کی عظمت کے خطبے ارشاد فرمائے تو حکومت یزید میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ اور وہ شام جو کہ اموی سلطنت کا گڑھ تھا اور جس میں خاندان نبوت کو (نعوذ باللہ) باغی قرار دیا جا رہا تھا، جب اُن کے سامنے اصل حقیقت ظاہر ہوئی تو دارالسلطنت میں حکومت کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑک اٹھے اور ہر آدمی یزید پر نفرین کر رہا تھا۔ اب کیفیت کیا تھی یہ کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ یزید قتل حسینؑ سے اپنی برأت کر رہا تھا اور یہ ظلم شمر، زیاد کے سر تھوپنے کی کوشش کر رہا تھا اور عوام کو یہ باور کرا رہا تھا کہ میرا ظلم میں ہاتھ نہیں ہے لیکن تاریخ اس ملعون ازلی کی تباہی لکھ چکی تھی اور اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا کہ اس نے مخدراتِ عصمت کو قیدی بنا کر اپنی موت خود خرید کی ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ عزت و احترام کے ساتھ یہ دلی طور پر نہ تھا بلکہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے مکاری کر رہا تھا جیسا کہ ہر ایسی حکومت کرتی ہے اور یہ بات اکثر عوام کے مشاہدے میں ہے۔ حال ہی میں معدوم، ملعون شاہ ایران بھی ایسا کرتا تھا۔ جیسا کہ آیت اللہ بروجردیؒ کے انتقال پر آقائے آیت اللہ محسن الحکیمؒ کو تار دے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ہم علماء کے حق میں ہوں۔

اور آج کل شیعوں کا پیرو مرشد بعثی صدام ملعون کر رہا ہے اور اپنے زر خرید نمائندے کاشف الغطا کے ذریعے مسلمانانِ پاکستان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے جو کہ بحمد للہ سوائے اُن کے چند زر خرید غلاموں کے تمام مومنین نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ یہ سارے حقائق سعادت الدارین میں موجود ہیں کہ سانحہ کربلا تمام تر یزید کے حکم سے عمل میں آیا۔ مخدرات کو قید و بند اسی کے حکم کے تحت کیا گیا۔ اساری اہل بیت کی شام رسیدگی پر یزید بہت خوش ہوا اور کافرانہ اشعار پڑھے مگر یہ بھی بہت جلد اس پر اپنی غلطی عیاں ہو گئی اور سارے معاملہ کی ذمہ داری اپنے گورنر ابن زیاد پر ڈال کر اپنی برأت ظاہر کرنا چاہی اور یہ رہائی کا حکم اور عزت کے ساتھ مدینہ بھجوانا اسی کا مظاہرہ ہے اگر علامہ صاحب کو معاذ اللہ یزیدیت کی ترویج کرنا ہوتی تو سعادت الدارین کے ایک مکمل باب میں یزید کا کفر کیوں ثابت کرتے؟ اور جا بجا یزید بلکہ اس کے بزرگواروں کے کافرانہ افعال، اعمال پر تنقیدِ شدید کیوں کرتے! اپنے علمائے اعلام پر اس قسم کے سوقیانہ اعتراض کرتے ہوئے تمہیں ذرہ بھر شرم نہیں آتی۔ لعنت بر ایں بے حیائی باش۔ معلوم ہوتا ہے کہ علمائے حق کی دشمنی اور شیعوں کے پیسوں نے تمہاری آنکھ کے شرم، حیا کا آخری قطرہ بھی ختم کر دیا ہے اور یہ علماء دشمنی کی دنیوی سزا ہے۔ و لعذاب الآخرۃ اشد و ابقیٰ۔

ج جز

اشتہار نمبر۳

عنوان — سورج میانی ملتان کے آستانہ خالصیت

مخزن العلوم گلاب شاہیہ کی اعتقادی صورتحال

نوٹ یہ اشتہار بھی احقاقی مشنری کے کل پرزوں کی اختراع ہے اور اس میں تین عدد لڑکوں کے جو اس وقت اپنے پسندیدہ مدرسہ جامع الثقلین ملتان میں داخل ہیں اور بقول ان کے پہلے وہ مخزن العلوم جعفریہ شیعہ میانی ملتان میں داخل درس ہوئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سید ضیغم عباس کاظمی ۲۔ ظفر عباس گھلو ۳۔ صابر حسین صابری

لطف کی بات یہ ہے کہ لڑکے بھی تین ہیں اور انہوں نے الزامات بھی تین لگائے ہیں (گو تین کا عدد مشہورہ شیعوں میں اچھا نہیں ہے)۔ ہم نے بھی ان کے تین کے عدد کی نسبت سے باب بھی تین اور جز بھی تیسرے کا انتخاب کیا ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جو عقائد وہاں بتلائے گئے ہم وہاں سے مجبوراً مدرسہ چھوڑ کر موجودہ تربیت گاہ میں داخل ہو گئے۔ ان کے بقول اِن کو درج ذیل عقائد پر اعتراض ہے:

اعتراض نمبر۱: حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون معاذاللہ نجس تھا اور آخری نماز جو امام حسینؑ نے زخمی بدن اور زخمی خون آلود کفن کے ساتھ پڑھی' اس میں شرعی طور پر اشکال ہے۔

اعتراض نمبر۲: آنحضرتؐ کی حقیقی بیٹیاںؑ چار ہیں جن میں سے دو یکے بعد دیگرے عثمانؓ بن عفان کی زوجیت میں آئیں۔ یہ بات احادیث معتبرہ شیعہ سے ثابت ہے۔

اعتراض نمبر۳: آنحضرتؐ کو سہو نسیان (بھول چوک) ہو جایا کرتا تھا اور ہماری کتب میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کسی جنگ میں گئے اور اتنی دیر سوئے رہے کہ سورج چڑھ آیا اور صبح کی نماز قضا ہو گئی اور آنحضرتؐ کو نسیان ہو گیا اور ایک صحابی نے آپ کو متوجہ کیا۔

اس کے بعد بقول ان حضرات کے کہ یہ عقائد باطلہ آیت اللہ خمینی کے نہیں۔ ہم تو برداشت نہ کر سکے۔ ایمانی غیرت جوش میں آئی اور مدرسہ چھوڑ دیا اور یہاں ہماری روح کو تسکین ہے۔ آخر میں انہوں نے مؤمنین سے اپیل بھی کی ہے کہ اس مدرسہ خالصیہ گلاب شاہیہ کی امداد چھوڑ دیں۔

جواب جناب ثلاثہ صاحبان! آپ نے مدرسہ چھوڑا اور نئے مدرسہ میں داخل ہوئے ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ نے بذریعہ اشتہار یہ معلومات، عوام مؤمنین تک باہم پہنچائیں تو ہم بھی اس زمرے میں شامل ہیں۔ ہم لوگوں کی بات نہیں کرتے وہ آپ کی اس بات پر یقین کریں یا نہ کریں لیکن ہم اس وقت تک یقین کیسے کر سکتے ہیں جب تک آپ دلیل مہیا نہ فرما دیں؟ آپ کے یہ الزامات اس وقت تک تہمت کے زمرے میں رہیں گے جب تک بات قطعی ثبوت تک نہ پہنچ جائے۔ ہم آپ سے کچھ دلائل مانگتے ہیں۔ امید ہے آپ تینوں مل کر یا اپنے روحانی باپ سے پوچھ کر بتا دیں گے اور بذریعہ اشتہار ہوں تاکہ تمام مؤمنین کو علم ہو جائے۔

۱۔ — آپ مدرسہ مخزن العلوم جعفریہ شیعہ میانی ملتان میں کب داخل ہوئے؟

۲۔ — آپ مدرسہ میں کون سی کلاس میں داخل ہوئے؟

۳۔ — آپ اردو وغیرہ کہاں تک پڑھے ہوئے تھے جب مدرسہ میں داخل ہوئے؟

۴۔ — یہ باتیں مدرسہ کے کس سال کے کورس میں شامل ہیں؟

۵۔ —— آپ کو کون سے روز سبق میں علم ہو گیا کہ یہ شیعہ عقائد نہیں ہیں ؟

۶۔ —— کیا ان عقائد کے بارے میں آپ کو پہلے سے تحقیق تھی ؟ کیا گھر میں وسیع لائبریری ہو گی ؟

۷۔ —— کیا آپ کے والدین عالم ہیں کہ آپ کو یہ اعتقادات پڑھا کر بھیجے تھے ورنہ یہ باتیں تو بہت تحقیق طلب ہیں ؟

۸۔ —— یہ اعتقادات کورس کی کون سی کتاب سے پڑھائے جاتے تھے۔ اگر کورس کی نہیں تو کسی دوسری کتاب سے پڑھائے ہوں گے ... نام بتائیں ؟

۹۔ —— یہ واقعات کب ... کس وقت ... کس مدرس نے آپ سے کہے یا پڑھائے ؟ اس کا نام نہیں لکھا۔

۱۰۔ —— آپ لوگوں نے مدرسہ میں کتنے سال، ماہ، دن تعلیم حاصل کی ؟ کیا تینوں ایک ہی کلاس میں تھے یا مختلف جماعتوں میں ؟ اگر علیحدہ جماعتوں میں تھے تو آپ تینوں کو علیحدہ علیحدہ پڑھایا یا ایک جگہ ؟

۱۱۔ —— کیا مدرسین یہ اعتقادات روزانہ درس میں پڑھاتے ہیں ؟ یا صرف وعظ و نصیحت میں کہتے ہیں ؟

۱۲۔ —— یہ اعتقاداتِ مدرسہ سے صرف تین طلاب کو بتاتے رہے یا دوسرے لڑکوں کو بھی کیونکہ یہ محال ہے کہ آپ کو علیحدہ پڑھایا ؟

۱۳۔ —— مدرسہ میں کل کتنے طالب علم داخل ہیں جو آپ کے ہم کلاس تھے یا ہم عمر تھے ؟

۱۴۔ —— کچھ اور لڑکوں نے بھی یہ باتیں نوٹ کیں یا صرف آپ تینوں نے ؟ باقی لڑکوں نے کیوں توجہ نہیں دی ؟ کیا وہ آپ سے عقل میں کمزور تھے ؟ یا ان کو مدرسہ اور مدرسین کے کلام پر یقین تھا ؟

۱۵۔ ___ اِن مدرسین نے آپ کو جن کتابوں کا "ہمارہی" کتابیں کہہ کر بتایا ان کے نام تو بتائے ہوں گے شاید انہوں نے بتایا ہو اور آپ کو بھول گئی ہوں؟

۱۶۔ ___ آپ نے ان مدرسہ والوں پر خالصیت کا الزام لگایا ہے۔ کیا اس مدرسہ کے کورس میں علامہ شیخ محمد خالصیؒ کی کوئی کتاب شامل نصاب ہے؟ اگر ہاں تو نام نہیں بتایا۔ کم از کم کورس کی کتابیں تو آپ کو یاد ہوں گی۔

۱۷۔ ___ یہ مدرسہ مخزن العلوم جعفریہ شیعہ میانی ملتان میں عرصہ تیس۳۰ چالیس۴۰ سال سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس سے سینکڑوں طالب علم فارغ ہو کر ملک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اور کچھ قم مقدس، مشہد، شام میں پڑھ رہے ہیں۔ پہلے تو کسی نے ایسا ذکر نہیں کیا؟ آخر آپ لوگوں کے ساتھ اچانک یہ واقعہ کیوں رونما ہوا؟ باقی کیوں مطمئن ہیں؟ اور آپ اتنا کیوں شور و غوغا کر رہے ہیں؟ کہیں آپ کے اس اشتہار کے ذریعے آپ کے روحانی مدارس اپنی اور اپنے مدرسہ کی ساکھ تو بحال نہیں کر رہے ہے؟ کبھی غور کیا؟

دیکھئے جناب! ہر چیز کے دونوں پہلو دیکھے جاتے ہیں۔ آپ کو یہ نام نہاد روحانی مدارس اپنی سیاسی اور مادی بھینٹ چڑھا رہے ہوں اور آپ کے ذریعہ سے ایک اعلیٰ مدرسہ دینیہ کو جو شیعانِ پاکستان کے لئے روحانی معالج پیدا کر رہا ہے، اس کو تباہ کرنے کی سازش تو نہیں؟ کیونکہ پہلے ہی آپ کے مدارس کے روحانی پیر و مرشد احسائی ضال نے حوزہ علمیہ نجف کو تاراج کرایا اور پھر کربلا معلیٰ کی بے حرمتی کرائی کیونکہ اُن کا تو اشتراکیوں، استعماریوں سے پورا پورا تعلق ہے اب پاکستانی شیعہ مدارس کو یہ اپنے پیر و مرشد ضال کی سنت ادا کرتے ہوئے مٹانے کے درپے ہیں جو انشاء اللہ کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ___ آپ نے ان مدرسہ والوں کے اعتقادات بقول آپ کے مجاہد اکبر امید مستضعفین، جہاں

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ الخمینی کے نہیں ہیں۔ اچھا کیا کہ آپ نے اپنے رہبرِ اسلام کو پہچان لیا لیکن جس مدرسہ میں آج کل آپ داخل ہیں اس کے بارے میں بھی علم ہے! اگر نہیں تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ یہ شیخ احمد احسائی ضال کی شیخیہ شاخ مرزا اسکوئی جن کا دفتر آج کل کویت میں ہے۔ ان کو امام خمینی ضال مضل کہہ چکے ہیں۔ ان کا لٹریچر پڑھنا، فروخت کرنا، نشر و اشاعت کرنا منع فرما چکے ہیں۔ ہمارے اس رسالہ کے باب چہارم میں آیت اللہ کے فتوے موجود ہیں۔ دوسرا یہ احقاقی جس کی امداد سے آپ کو اور آپ کے مدرسہ کو، آپ کے روحانی معالج پال رہے ہیں۔ ان کو تو ایرانیوں نے ٹھکرا دیا ہے اسی مدرسہ سے احتجاج بھی چھپ چکا ہے جس کا عنوان "سید ابراہیم زنجانی کا ایرانی کونسلیٹ لاہور سے احتجاج" ہے۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ الخمینی کے نمائندہ لاہور نے ۲۹-۳۰ دسمبر کو اسی احقاقی کے ساتھ ۱۱ رکنی وفد کے جلسہ کی صدارت سے لاتعلقی کا اشتہار دیا اور اس مرزا احقاقی کو جو کچھ لکھا، استاد سے پوچھ لیں۔

اس سے بھی زیادہ واضح دلیل: آپ نے کبھی سوچا کہ اگر یہ شیعہ ہیں اور ایرانی حکومت اسلامی کے طرف دار ہیں تو پھر ان لوگوں نے اپنے ملک کویت میں ایران کے اسلامی انقلاب کے دشمن شیطان بزرگ یا بعثی صدام کے خلاف کبھی احتجاج کیا؟ اس شیطان بزرگ پر نفرین کی کیونکہ جہاں جہاں مسلمان ایران کے اس انقلاب کو اسلامی انقلاب سمجھتے ہیں ان کے دشمنوں سے بیزار ہیں۔ لیکن آپ کے روحانی مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ صاحب جس کے فوٹو آپ کے اس مدرسہ کے ہر رسالہ پر شائع ہوتے ہیں، خاموش کیوں ہیں؟ اگر یہ احقاقی آپ کے حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام الخمینی کے مخلص ہوتے تو اس وقت یہ کہاں تھے جب حضرت آیت اللہ کو عراق سے نکالا گیا اور کویت جانے کا ارادہ فرما رہے تھے تو حکومتِ کویت نے ملک میں آنے سے منع کر دیا۔ تو کیا حکومت کے اس رویہ پر انھوں نے کوئی احتجاج کیا ہے؟ جبکہ ان کو ذاتی طور پر لینے کے لئے حکومت کے جہاز سپیشل ایران تک جاتے ہیں۔ آخر

کچھ اندرون خانہ اور بات ضرور ہے۔

اگر آپ آیت اللہ العظمیٰ کو رہبر مانتے ہیں تو پھر عمل میں تضاد کیوں ہے؟ ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے تمام مدارس دینیہ خمس سہم امام علیہ السلام اپنے مراجع ایران، عراق سے لیتے ہیں اور پھر جس مدرسہ کو آپ خالصی گلاب شاہیہ کہہ رہے ہیں۔ یہ مدرسہ بھی تو آیت اللہ العظمیٰ کے اجازہ سے چل رہا ہے۔ دیگر آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی کے دشمن عراق کے زرخرید ایجنٹ علی کاشف الغطا جس کو سب پاکستانی شیعہ نے مسترد کیا ہے لیکن آپ کے روحانی مدرسے نے اس کی پذیرائی کی ہے۔

اتنی دلیلیں اہل عقل کے سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے کافی ہیں۔ امید ہے آپ ذرا غور اور توجہ سے ان حقائق پر تھوڑی دیر سوچیں گے اور پھر اس مکار آدمی سے بچیں گے۔ یہ فیصل آباد، بھکر سے راندہ از درگاہ مومنین ہے۔ اس کا ریکارڈ بھی عوام کے سامنے ہے۔ اب ملتان میں بھی ہم اس کے خلاف شائع شدہ لٹریچر پڑھ رہے ہیں۔ یہ استعماری ایجنٹوں کا پٹھو ہے۔ یہ شیخی کہیں آپ کے دین، مذہب کو اور آپ کی اس زندگی اور اخروی زندگی کو خراب نہ کردے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ حال ہی میں اس نے قائد فقہ جعفریہ جس کو آیت اللہ منتظری، آیت اللہ شیخ مہدی شمس الدین لبنانی اور آقائے مکارم شیرازی نے مبارکباد دی ہے اور اس کے لئے دعا فرمائی ہے۔ ایرانی، لبنانی، شام کے اخبارات نے سرخیاں لگائی ہیں۔ ایرانی ریڈیو نے خبر کے طور پر ان کی قیادت کی مبارکباد کا ذکر کیا ہے آپ کے اس روحانی معالج نے اس قائد بزرگ سے انحراف کرکے اس آدمی کے حق میں پروپیگنڈا کیا ہے جس کو بعثی صدامی، عراقی سفارت خانہ اسلام آباد نے مبارکباد[ط] دی ہے۔ فتدبر۔

ط روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۸۴ء

بابِ چہارم

محترم قارئین! ہم اس باب میں ایک پمفلٹ بعنوان "فتنہ خالصیت پر چوتھی ضربِ کاری" ہمارے سامنے ہے، کے بارے میں اپنے قارئینِ کرام کو کچھ بتاتے ہیں۔ یہ پمفلٹ بھی اسی تنظیم تحفظِ عظمت اہلبیتؑ، جامع الثقلین، ملتان کی شیخیہ نوازی کا زندہ ثبوت ہے۔ اس میں ص۲ تا ص۲۱ شیخ احمد احسائی ضال کی تعریف، توثیق لکھی ہے اور ص۲۲ تا ص۲۴ پر حضرت علامہ شیخ محمد خالصیؒ پر ناروا اتہام لگائے ہیں اور ص۲۴ تا ص۳۱ شیخ کے دفاع سے مزیّن ہے۔

ہم سب سے پہلے یہ بتاتے ہیں کہ شیخیہ ایک فرقہ ہے پھر اس کے مختصر باطل نظریات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد علمائے مجتہدین کے فتاویٰ اس کے ضال مضل ہونے پر نقل کر کے حق کا احقاق اور باطل کا ابطال کرتے ہیں تاکہ شیعانِ پاکستان اصل صورتِ حال سے آگاہ رہیں۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ شیعیت میں پہلا افتراق اسی فرقہ کے بانی احسائی نے کیا۔ اسی احسائی کی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ بابی، بہائی جیسے کافر فرقے وجود میں آئے۔ یہ فرقہ عراق میں خاصی تعداد میں رہا ہے اور اس نے یہاں سے ہی اپنے باطل اعتقادات کی ابتدا کی ہے۔ اب ہم ان کے اپنے اقوال سے ثابت کرتے ہیں کہ شیخیہ ایک فرقہ ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت محمود علی حلی نے اپنے رسالہ الخالصی و زیارۃ الاربعین جس کا اردو ترجمہ خاصی نامہ طبع ڈاکٹر رسا کراچی ص۴۶ سے نقل کرتے ہیں۔ حلی صاحب اپنے رسالہ کے ص۱۱ پر حکومت عراق کے سامنے شیخیہ کا دفاع کرتے ہوئے علامہ شیخ محمد خالصیؒ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"جب کہ وہ (علامہ خالصیؒ) ناحق اور باطلانہ انداز میں ہمارے برادران شیخیہ کے خلاف شمشیر بکف نظر آتا ہے۔ حالانکہ شیخیہ ہمارے فرقہ شیعہ کے افراد ہیں اور وہ ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں اور دستورِ حکومت میں اُن کے لئے تحفظ بھی موجود ہے"

انہی چند جملوں سے چند باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

۱۔ شیخیہ ایک فرقہ ہے۔

۲۔ تعداد کے لحاظ سے بھی اچھی خاصی تعداد رکھتا ہے۔

۳۔ شیخ محمد خالصیؒ نے اُن کے خلاف جہاد فرمایا۔

شیخ شیخیہ کے عقائد، نظریات

یُوں تو ان کے خرافات سے پُر نظریات کے لئے علیٰحدہ کتاب درکار ہے۔ ہم صرف دو، تین باتیں عرض کرتے ہیں تاکہ انہی سے مؤمنین اندازہ لگالیں کہ ان کے عقائد، نظریات شیعوں سے کس قدر مختلف ہیں اور پھر دوسروں کو وہابی کہنے والوں کے پیر و مرشد احسائی کی نظر میں آئمہ اہل بیت اطہار کی کیا حقیقت تھی؟

۱۔ "فھم سلام اللہ علیہم الذین ھم الخلق الاوّل کما ھم العلۃ المادیۃ والغائیۃ والفاعلیۃ" ———— ترجمہ: یعنی یہی بزرگوار علیہم اسلام مخلوق اوّل اور یہی عالم کی علت، مادی وصوری اور علت غائی وفاعلی ہیں۔

———— شرح زیارۃ جامعہ احسائی ۳۸۵/۳۳۹

———— فطرت سلیمہ کریم خان کرمانی ص ۳۷۹

۲- "فتقول یا کریم یا رحیم یا جواد یا غفور وھکذا الی سائر اسمائہ وھی ھم علیھم السلام .....الخ" ________ ترجمہ : یعنی تم جو کہتے ہو یا کریم، یا رحیم، یا جواد یا غفور تا آخر اسمائے خدا تو اس سے مقصود حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔

شرح زیارۃ احسائی ص۲۸۹

۳- یعنی وہ تمام اشیاء کی علت فاعلیہ بھی ہیں (کیوں کہ انہوں نے بھی ہر شے کو خلق کیا) اور وہی تمام اچھی اور بری، نجس اور پاک اشیاء کی علت مادیہ بھی ہیں یعنی ہر شے حتیٰ کہ کتا، خنزیر وغیرہ کا مادہ وہی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔" وھم العلۃ المادیۃ لان جمیع الخلق خلقو من شاع انوارھم" ______ شرح زیارۃ جامعہ ص۵۹ ______ ترجمہ : کہ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام ہی تمام مخلوقات کی علت مادیہ ہیں کیونکہ تمام مخلوقات (حتیٰ کہ نجاساتِ کفار، مشرکین، کتا، خنزیر وغیرہ سب) ان کی انوارِ شائع سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہی علت صوری بھی ہیں خواہ وہ اچھی چیزیں ہوں خواہ وہ بری خبیث۔

۴- " وان کان خبیثاً فصورتہ من عکس انوارھیا کلھم " ______ شرح زیارۃ احسائی ص۵۹ ______ ترجمہ : کہ اگر وہ شئی خبیث ہے تو اس کی صورت بھی ان کے اجسام کے انوار کے عکس سے پیدا ہوتی ہے۔

۵- چونکہ ان کے نزدیک ہر اچھی بری صورت حضرات معصومین علیہم اسلام ظاہر ہوتی ہیں اس لئے جنگ جمل میں مروان کی شکل اختیار کر کے طلحہ کو تیر مارا۔ (نعوذ باللہ)

" انہ ظھر فی صورۃ قبیحۃ انما ھی صورۃ مروان بن الحکم للاتفاق علی ان طلحۃ انما رماہ بالنبکۃ مروان الحکم ولما کان طلحۃ قد حضرۃ الموت وعاین الملکۃ کشف عنہ غطاؤہ فبصرہ حینئذ حدید فشاھد الحقیقۃ ان الذی ھو رماہ ھو

علیٰ علیہ السلام فی صورۃ مروان بن الحکم"

ترجمہ: بے شک حضرت علیؑ قبیح صورت میں بروز جنگ جمل ظاہر ہوئے اور وہ مروان بن الحکم ملعون کی صورت تھی کیونکہ تمام علماء مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ طلحہ کو مروان بن الحکم نے بروز جنگِ جمل تیر مارا تھا اور طلحہ کا جب وقت احتضار آیا اور اُس نے اس وقت فرشتوں کو بھی دیکھا جس طرح صاحبِ احتضار دیکھتا ہے اور اُس کی آنکھ سے پردہ ہٹا اور اس کی نگاہ تیز ہوئی تو اُس نے حقیقتِ حال کا مشاہدہ کیا کہ جس نے اس کو تیر مارا تھا وہ تو علی علیہ السلام تھے جو اس وقت مروان بن الحکم کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے۔ استغفر اللہ ربی واتوب الیہ۔

شیخ وشیخیہ ص۹ بحوالہ شرح زیارۃ جامعہ ص۳۶۱

نوٹ مومنین کرام آپ نے مندرجہ بالا عقائد مختصراً مطالعہ فرمائے کیا یہ شیعہ عقائد ہو سکتے ہیں؟ انہی عقائد، نظریات کی بنا پر علمائے مجتہدین، اکابرین نے ان پر کفر کے فتاویٰ اور ضال مضل کے فتاویٰ صادر فرمائے۔ اب ہم اِن بزرگواروں کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی علمی تحقیق سب پر مسلّم ہے۔

شیخ علمائے متقدمین کی نظر میں

۱۔ حجۃ الاسلام آقائے محمد تقی قزوینی اعلی اللہ مقامہٗ جیسا کہ مصنف کتاب دفرقے اور مسالک، نے لکھا ہے کہ شیخ احمد احسائی نے حضرت آقائے محمد تقی قزوینی سے رابطہ قائم کیا اور اپنے عقائد ان کے سامنے پیش کئے جس پر آقائے قزوینیؒ نے اسے مرتد قرار دے کر اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔

قصص العلماء۔ تنکابنی بحوالہ فرقے مسالک ص۱۷۸

حجۃ الاسلام آقا سید مہدی اعلی اللہ مقامہٗ۔

۳۔ حجتہ الاسلام جناب الحاج آقا محمد جعفر استر آبادی اعلی اللہ مقامہ۔

۴۔ حجتہ الاسلام آقائے دربندیؒ صاحب اسرار الشہادۃ۔

۵۔ حجتہ الاسلام آقائے شریف العلماءؒ اعلی اللہ مقامہ۔

۶۔ حجتہ الاسلام آقائے ابراہیم اعلی اللہ مقامہ۔

۷۔ حجتہ الاسلام آقائے محمد حسینؒ (صاحب فصولؒ)۔

۸۔ حجتہ الاسلام آقائے محمد حسنؒ صاحب جواہر الکلام۔

۹ عمدۃ المجتہدین ملا محمد صالح برغانی مؤلف مجالس المتقین۔

شیخ، شیخیہ علمائے مجتہدین ایران، عراق کی نظر میں

★ ۱۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ الامام الخمینی مدظلہ العالی کا فرمان۔

سوال ؛ ہمارے ملک کے شہر کراچی سے کاظم رسا نامی شخص نے ہفت روزہ اخبار رضا کارؔ میں ایک اشتہار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی، سید کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کی کتابیں جو ایران سے ہمارے پاس نشر و اشاعت کے لئے بھیجی گئی ہیں، عنقریب اُردو ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گی۔ ارشاد فرمادیں کہ اُن کتب کی طباعت کا کیا حکم ہے؟"

سائل ——— مرزا محمد حسین زیدی

بیرون امین محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ۔

جواب اِن کتابوں کی طباعت اور نشر و اشاعت مت کریں اور خرید و فروخت بھی نہ کریں۔

دستخط، مہر شریف

۲۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی مدظلہ العالی۔

سوال اصل عبارت فارسی ترجمہ ______ پوشیدہ نہ رہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں کراچی کے ایک شخص ڈاکٹر کاظم علی رسا نامی نے "ہفت روزہ اخبار رضاکار" میں اشتہار دیا اور اعلان کیا کہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی اور کریم خان کی کتابیں ہمارے پاس ایران سے نشر و اشاعت کی غرض سے آئی ہیں جو اللہ تعالےٰ کی مدد سے جلد ہی اردو زبان میں ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گی۔ نیز اس شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے ایران عراق میں موجود تمام علمائے عظام سے متعدد بار سوال کیا کہ وہ حضرات حقیقت مذہب شیعہ کو عوام کے لئے بیان فرماویں۔ لیکن ان میں سے کسی نے اصل مطلب کا حاصل جواب نہ دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اشخاص مذکورین کی مصنفات کا مفصل مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جس طریقے سے ان لوگوں نے مذہب شیعہ کو بیان کیا ہے کسی شخص نے بھی ابھی تک بیان نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی شخص یہ قدرت رکھتا ہے کہ ان حضرات کی طرح ان کتب کے بلند مرتبت مطالب کو بیان کرے۔ گذارش ہے کہ آپ فرماویں کہ مندرجہ بالا حضرات کس علمی مقام کے حامل تھے اور کیا اِن کی تحریرات پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ایسی کتب کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب مخفی نہ رہے کہ ان لوگوں، شیخ احمد احسائی، سید کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کی کتب ایسے مطالب پر مشتمل ہیں جو واقعیت اور حقیقت کے خلاف اور موجب ضلالت، گمراہی

ہیں۔ علاوہ ازیں اِن کتب کا اُردو زبان میں طبع کرنا شیعان پاکستان کے درمیان اختلاف اور جھگڑا و فساد کا موجب بنے گا لہٰذا ان کتب کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور ضروری ہے کہ اس کام سے باز رہیں اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اس شخص (کاظم رسا) نے شیعہ علمائے اعلام سابقین، لاحقین کی ان کتب کا مکمل طور پر مطالعہ نہیں کیا جو انہوں نے مذہب شیعہ کی حقیقت کی وضاحت میں تحریر فرمائی ہیں ورنہ مذکورہ شخص اس قسم کا دعویٰ نہ کرتا اور علمائے اعلام کے خلاف زبان درازی سے باز رہتا کیونکہ ان کتب میں مذہب حقہ امامیہ کے کلیات، جزئیات کی مکمل تفصیلات درج کی جا چکی ہیں اور مختلف زبانوں میں شائع ہو کر عوام الناس تک پہنچ چکی ہیں۔

دستخط، مہر شریف ———

۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

سائل سید محمد حسین زیدی، چنیوٹ ضلع جھنگ

★ ۳۔ آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی مدظلہ العالی مشہد مقدس، ایران۔

سوال

ترجمہ ——— سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السید عبداللہ شیرازی دام ظلہ، تسلیمات کے بعد دعا ہے کہ خداوند تعالےٰ آپ کو مسلمانوں اور اسلام کے لئے باقی رکھے۔ سوال کا جواب فرمائیں جو یہ ہے:

"کیا شیخ احمد بن زین الدین احسائی کو ماننے والے پر کفر و ضلالت کے احکام صادر ہوں گے جیسا کہ بعض لوگ آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی کا فتویٰ اس مدعا میں پیش کرتے ہیں۔ دلیل فراہم کریں۔

——— سائل مرید عباس حیدری، المدرس بمدرسہ جامعہ الثقلین، احمد پارک کالونی، خانیوال روڈ، ملتان۔

الجواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

اس مذکورہ شخص کے بارے میں جو سائل نے پوچھا ہے آج کل بہت مشکل مسئلہ ہے یہ ضال مضل اور منحرف ہے ۔ اس کی اتباع جائز نہیں ہے بلکہ علماء مراجع عظام شیعہ جو زہد و تقویٰ علم، ورع، اور فقہ میں مشہور ہیں ۔ ان کی اتباع کی جائے ۔ یہی صراط مستقیم ہے ۔ پس ان کے راستہ کی اتباع کرو اور یہ رب کی طرف سے تمہیں حکم ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ ۔

دستخط ______

مہر شریف ______

★ شہید اسلام آیت اللہ سید محمد باقر الصدر اعلی اللہ مقامہ، فرمان نمبر ۱۔

سوال اصل عبارت فارسی ترجمہ ______ ذیل کے مسئلہ کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے ؟

ہمارے ملک کے شہر کراچی سے کاظم رسا نامی شخص نے ہفت روزہ اخبار "رضا کار" میں ایک اشتہار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی، سید کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کی کتابیں جو ایران سے ہمارے پاس نشر و اشاعت کے لئے بھیجی گئی ہیں عنقریب اردو زبان میں ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گی ۔ ارشاد فرمادیں کہ ان کتب کا طبع کرانا کیا حکم رکھتا ہے ۔

سائل سید محمد حسین زیدی ______

پوسٹ آفس محلہ لاہوری گیٹ، چنیوٹ، ضلع جھنگ ۔

جواب وہ کتابیں جو احسائی، رشتی اور کرمانی کی طرف منسوب ہیں وہ ایسے باطل مطالب پر مشتمل ہیں جو امامیہ نقطہ نظر سے متفق نہیں لہٰذا ان پر اعتقاد کرنا اور ان میں بیان شدہ تمام مندرجات کا اعتقاد رکھنا درست نہیں ۔

دستخط، مہر شریف السید باقر الصدر ______

* ۵۔ شہیدِ اسلام حضرت آیۃ اللہ سیّد محمد باقر الصدر اعلیٰ اللہ مقامہ کا فرمان نمبر ۲

سوال | ترجمہ اصل عبارت فارسی —————— فرقہ شیخیہ کی حقیقت کیا ہے؟

اور علمائے شیعہ کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے یا نہیں؟ فرقہ شیخیہ کا بانی شیخ احمد احسائی اور سیّد کاظم رشتی خارج از اسلام ہیں یا خارج از مذہب شیعہ ہیں؟ فرقہ شیخیہ کا سربراہ عبدالرضا ابراہیمی علماء کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اور علمائے شیعہ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

سائل شیخ محمد صدیق بی اے' لاہور۔ ——————

جواب | ترجمہ عبارتِ فارسی —————— رکن رابع کا نظریہ مبنی بر ضلالت اور راہِ راست سے منحرف نظریہ ہے۔ مذہب امامیہ اثنا عشریہ اس سے بیزار ہے۔ کیونکہ مذہب امامیہ غیبت کبریٰ کے زمانے میں صرف بارہویں امام غائب عجل اللہ فرجہ کی امامت اور عمومی حکم نامہ کے ذریعے نائب عام کو ماننے والا ہے کہ جس سے مراد ہر وہ مجتہدِ مطلق ہے جو عادل ہو لہٰذا کسی خصوصی نامزدگی یا خصوصی حکم نامے کے تحت کسی نامزد نائب اور واسطہ یا کسی مخصوص نمائندہ کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ہوگا (جیساکہ شیخی کہتے ہیں) اور کریم خان نامی شخص اور اس کے تابعدار لوگ ایسے عقائد باطلہ کے مالک ہیں کہ جن کو فرقہ حق شیعہ اثنا عشریہ اپنے اجماع اور احادیث متواترہ سے باطل قرار دیتا ہے سیّد کاظم رشتی کی تمام کتابوں میں بالخصوص شرح قصیدہ میں ایسے نظریات' خرافات تحریر کئے گئے ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل نازل نہیں ہوئی اور شیخ احمد احسائی نے بھی عجیب' غریب دعوے کئے ہیں اور تصریحاتِ دینیہ اور مفاہیم قرآنیہ اسلامیہ میں ایسی تاویلیں کی ہیں کہ جو من گھڑت نظریات اور وہم' گمان پر مبنی ہیں یا ایسے مرتبہ کے دعوے کرنے پر اُن کی بنیاد ہے جو اُس شخص کو حاصل نہیں تھا۔

ہم اپنے عام مومن بھائیوں کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اِن عقائد حقہ سے تمسک رکھیں کہ جو

مذہب حقہ میں متفقہ طور پر ثابت ہیں اور ان خیالات کو چھوڑ دیں جو اختلافات و شبہات کی آماجگاہ ہیں کیونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس امر کی ہدایت تیرے لئے واضح ہو اس کی اتباع کرو اور جس امر کی گمراہی تیرے سامنے عیاں ہو اس سے اجتناب کرو اور جس امر میں اختلاف ہو اُس کو اپنے خدا پر چھوڑ دو۔

اللہ تعالٰے ہر عیب سے پاک ہے اور ہر توفیق کا مالک ہے۔

دستخط ________

۲۴ر شعبان ۱۳۹۵ھ

مہر شریف ________

★ ۲۔ حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقائے علی اکبر ہاشمی رفسنجانی مدظلہ العالیٰ کی تحقیق۔

________ امیر کبیر یا قہرمان مبارزہ با استعمار ص۲۰۷

اصل عبارت فارسی ترجمہ

________ شیخ احمد احسائی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ شخص کہ جس کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ کہاں سے آیا، کدھر گیا، اچانک نجف اشرف کے حوزہ علمیہ میں ظاہر ہوا اور کچھ حد تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف علاقوں کی گشت پر روانہ ہو گیا۔ شاہِ ایران کے گوشہ وکنار اور خلیج فارس کے بادشاہوں کی ملاقات کے بعد دوبارہ نجف اشرف لوٹا۔ وہاں آکر چند شاگردوں کو اپنے گرد اکٹھا کیا اور روحانیت کے بلند مقامات پر فائز ہونے کا دعوٰی کرنے لگا بلکہ اس سے بالاتر کبھی خود کو آئمہ اور پیغمبروں سے بھی بالاتر قرار دینے لگا۔

اس طرح اس نے حوزہ علمیہ نجف اشرف میں اختلاف کا بیج بو دیا۔ چنانچہ علمائے نجف نے اس پر کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ اِس کے بعد اُس نے زیارۃ جامعہ پر ایک شرح لکھی جس کا نام "شرحِ زیارۃ" رکھا، اس میں مسلمانوں کے خلفائے راشدین کی سخت توہین و تحقیر کی اور اپنی اس کارروائی کے

ذریعے حاکم بغداد "داؤد پاشا" کو کربلا معلی پر ایک خونخوار لشکر کے ہمراہ حملہ کرنے کا بہانہ دیا جس نے گیارہ ماہ تک کربلا معلی کا محاصرہ کیا اور توہین کی۔ کافی افراد کو قتل کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباس علمدار علیہ السلام کے حرم مطہر کو نقصان پہنچایا۔

اس شرارت کے ذریعہ شیعہ سنی کے درمیان خانہ جنگی کا آغاز کرایا جوکہ استعماری طاقتوں کی دیرینہ خواہش تھی۔ آتش عداوت، کدورت دوبارہ بھڑک اٹھی اور مدتوں ملت اسلام اس آگ میں جلتی رہی۔ اس پراسرار شخصیت کی کارستانیاں اس کے حوزہ مقدس سے فرار ہونے یا لقمۂ اجل بننے سے ختم نہ ہوئیں بلکہ استعماری طاقتوں کی مہرہ برداری کی بنیاد ثابت ہوئیں کیونکہ اس نے نجف اشرف میں ایک گروہ کو اپنی شاگردی کے عنوان سے اکٹھا کیا اور انہیں استعمار کے منحوس مقاصد کے لئے مکمل طور پر تیار کیا جس سے فتنۂ بہائیت و شیخیت پھیلا پھولا اور مزید دوسری بدعتیں اور خرافات ایجاد ہوئے جو فوراً دبا دیئے گئے۔ یہ سب گمراہ فرقے اسی خطرناک اور پراسرار عنصر کے منحوس وجود کا ثمرہ ہیں۔

سیّد رشتی کون تھا؟

اصل عبارت فارسی کا ترجمہ۔ کتاب مذکورہ ص ۲۷۔

"شیخ احمد احسائی کے شاگردوں میں سے ایک تھا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جو علمائے نجف کے اس اجلاس میں حاضر تھا جو شیخ احمد احسائی کے امتحان کے لئے تشکیل دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے شیخ احمد احسائی پر لگائے جانے والے "فتویٰ کفر پر دستخط بھی کئے"۔ بلکہ یہ تو اپنے استاد سے بھی زیادہ پراسرار اور خطرناک ثابت ہوا۔

رشت جو ایران کا ایک مشہور شہر ہے میں اس کا نسب تک معلوم نہیں اور اس کے خاندان کو اہل رشت میں سے کوئی بھی نہیں پہچانتا۔

احتمال قوی یہ ہے کہ یہ روس کے تزاری افراد سے نجف اشرف گیا۔ اس کے پاس بے پناہ دولت ہوتی، بے حساب خرچ کرتا اور ہمیشہ جوڑ توڑ میں مصروف رہتا۔ باوجودیکہ اپنے آپ کو غلو تک شیعہ ظاہر کرتا تھا اور خلفاء کے ساتھ سخت عداوت کا اظہار کرتا تھا لیکن خلافت عثمانی کے حکام کے ساتھ گہرا رابطہ رکھتا تھا اور وہ اسے بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اس حد تک کہ جب کربلا معلی میں قتل عام ہو رہا تھا جس کا بنیادی سبب شیخ احمد احسائی تھا اسی کاظم رشتی کا گھر پناہ گاہ کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ جو بھی اس میں چلا جاتا محفوظ ہو جاتا۔

اس طرح وہ "علی پاشا" کہ جس نے خرم شہر کا ان کے شیعہ ہونے کے جرم میں قتل عام کرایا تھا اس نے عبدالباقی عمری کا قصیدہ کاظم رشتی کے حوالے کیا کہ وہ اس کی شرح لکھے۔ چنانچہ اس نے شرح لکھی جو آج تک فرقہ شیخیہ ضالہ کی مقدس، محترم کتابوں میں سے شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں اس قدر خرافات، باطل نظریات اور فضولیات بھرے پڑے ہیں کہ پڑھنے والا واقعی پریشان ہو کے رہ جاتا ہے۔

"سید رشتی" شیخ احمد احسائی کے ناقص اور گمراہ عقائد، نظریات کی توضیح و تشریح کر کے ان کی ترویج کیا کرتا تھا۔ "عقیدہ رکن رابع" انہی استاد، شاگرد کے من گھڑت توہمات میں سے ایک ہے جو فرقہ شیخیہ کی بنیادی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

اس کاظم رشتی نے بھی اپنے استاذ کی طرح درس سلسلہ جاری رکھا اور ایسے ایسے شاگرد بنائے جن میں سے ہر ایک نے نئے نئے دعوے کئے اور نئے نئے فرقے ایجاد کئے۔ فتنہ و فساد برپا کرتے رہے اور اپنے استعماری آقاؤں کی خوب خدمت کرتے رہے اور آج تک کر رہے ہیں۔

سید علی محمد باب (بابی فرقہ کا بانی)، حاجی محمد کریم خان کرمانی (کرمانی فرقہ کا بانی)، میرزا طاہر حکاک اصفہانی (طاہریہ فرقے کا بانی) اور اسی طرح بیسوں دیگر ضال، مضل اسی استاد کے تربیت یافتہ افراد تھے۔

شیخ احمد احسائی استعماری ایجنٹ ص ۱۸۰۔ طبع ملتان

٭ ۷۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی مدظلہ العالی کا فرمان۔

سوال | اصل عبارت فارسی کا ترجمہ ــــــــــ کیا میرزا حسن احقاقی حائری جو کہ گروہ شیخیہ کا سرغنہ ہے کی کتب جو تبلیغ مذہب شیخی کے لیے تصنیف کی گئی ہیں کی نشر و اشاعت درست ہے؟

جواب | کتب شیخیہ کی نشر اشاعت اور تبلیغ جائز نہیں۔

ــــــــــ دستخط / مہر شریف

نوٹ | اصل فتاویٰ کو دیکھنے کے خواہش مند حضرات مولانا محمد حسین زیدی پرستی چنیوٹ، ضلع جھنگ کی طرف رجوع فرمائیں۔

٭ ۸۔ حجۃ الاسلام آقا سید عبد الاعلیٰ سبزواری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

جواب | ترجمہ ــــــــــ "برادران ایمانی رفع اللہ تعالےٰ شانہم اگر اس فرقہ شیخیہ کی کتابوں کو دقت نظر سے خود ملاحظہ کریں تو وہ خود تصدیق کریں گے کہ شیخیہ کا اصل مذہب بھی بے بنیاد ہے اور اس مذہب کی خصوصیات سے نہ خدا راضی ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ ہی آئمہ معصومینؑ راضی ہیں۔"

ــــــــــ دستخط / مہر شریف

ــــــــــ توثیق حق صفحہ ۱۶۷۔ طبع سرگودہا۔

٭ ۹۔ حجۃ الاسلام آیت اللہ آقا نصر اللہ المستنبط فرماتے ہیں۔

جواب | ترجمہ ــــــــــ "بندہ نے ان اشخاص "شیخ احمد احسائی وغیرہ" کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتابیں ایسے غلط اور باطل مطالب پہ مشتمل ہیں جو حدود مذہب سے باہر ہیں۔ لہٰذا ان کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت جائز نہیں۔" ــــــــــ دستخط و مہر شریف

ــــــــــ توثیق حق ص ۱۷۱۔ طبع سرگودہا۔

★ ۱۰۔ حجۃ الاسلام حضرت آقا محمد تقی آل صاحب جواہر الکلام ارشاد فرماتے ہیں۔

جواب | ترجمہ ——————— "یہ امر مخفی و مستور نہ رہے کہ شیخ احمد احسائی وغیرہ کی تالیف و تصنیف کردہ کتابیں لوگوں میں گمراہی کا باعث ہیں۔ لہٰذا ان کتابوں کا کسی زبان میں ترجمہ کرنا اور ان کی نشر و اشاعت کر کے لوگوں تک پہنچانا جائز نہیں۔"

——————— دستخط و مہر شریف

——————— ابلیس کا مختصر تعارف ص۔ طبع ملتان۔

شیخ، شیخیہ علمائے پاک و ہند کی نظر میں

★ ۱۱۔ سرکار شریعت مدار سید العلماء جناب علامہ نقی النقوی صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔

"اس زمانہ میں عراق، ایران کے اندر ایک نئے مذہب کی تعلیمات اکثر لوگوں کی مرکز توجہ تھے جسکو شیخی کہا جاتا ہے۔ یہ شیخ احمد کی طرف منسوب ہے جو شروع شروع میں بڑے پایہ کے عالم معتبر سمجھے جاتے تھے لیکن تصوف، عرفان اور فلسفہ حکمت میں بہت زیادہ انہماک صرف کرنے کے بعد اس کے اکثر الفاظ، کلمات میں دبے غلو اور انکارِ عقائد حقہ پائی گئی۔"

——————— اشتہار اظہار حقیقت بحوالہ مذہب باب و بہا،
حصہ اول ص ۷-۸، لکھنؤ۔

★ ۱۲۔ جناب علامہ سید ظفر حسن صاحب امروہوی فرماتے ہیں۔

"میں فرقہ شیخیہ کو ضال مضل اور اس کے بانی کو قابل لعن سمجھتا ہوں۔ ہر مومن کو اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔"

——————— رضاکار، لاہور
۱۶ر جنوری ۱۹۷۶ء ص ۶ کالم نمبر ۲۔

★ ۱۳۔ منیغمِ پاکستان سلطان المناظرین حضرت علامہ مرزا احمد علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں۔

"بہائیوں کا منبع بابی اور بابی کا منبع شیخی اور شیخی کا منبع شیخ احمد احسائی اصلاً اندیشائی اور حقیقتاً عیسائی مشنری ہے جس نے یورپ کی کسی عیسائی حکومت کی ایماء پر مسلمانوں کے عقیدہ توحید کو کمزور اور ناپائیدار کرنے کے لئے یہ تعلیم پھیلائی کہ خدا تعالےٰ ہی حقیقت محمدیہ ہے اور یہ ایک ہزار سال پوشیدہ رہنے کے بعد شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی میں پورے کمال سے ظہور پذیر ہو گئی ہے"

اشتہار اظہار حقیقت فیصل آباد

تبصرہ

مومنین کرام! ہم نے نہایت خلوص کے ساتھ اپنے مراجع عظام، علمائے کرام ایران عراق، پاک و ہند کے فتاوے اور تحقیق نقل کر دی ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ شیخیہ ایک گروہ ہے۔ یہ ضال ہے، مضل ہے۔ اس کے نظریات باطل ہیں۔ اس کے لٹریچر کی نشر و اشاعت حرام ہے اس کا لٹریچر عقائد شیعہ اثنا عشریہ پر نہیں۔ شیخ احمد احسائی ایک ایجنٹ تھا۔ اب اگر ان واضح دلائل کے ہوتے ہوئے کوئی انہیں عالم، عارف، مجتہد، شیخ الاوحد، عالم جلیل وغیرہ کے لقب سے یاد کرے، اس کی تحریرات کا دفاع کرے اور اپنی تاویلات کرے۔ اس کی سوانح عمری شائع کرے اور پھر بھی اپنے کو شیعہ کہے تو پھر اس کی ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور پھر ان جیسے لوگوں کو جانتے ہوئے اگر کوئی شیعہ کہے تو پھر وہ خود ہی اپنی عقل کا دشمن ہے۔ اب تو ان دلائل براہین کے مطالعہ سے ثابت ہو گیا کہ علمائے حقہ کے خلاف واویلا کرنے والے شیخی ہو سکتے ہیں یا ان کے ایجنٹ۔

جزُ دوم

مؤمنین کرام اب ہم اس آخری جزُ میں حضرت علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کے بارے میں چند حقائق عرض کرتے ہیں۔ تاکہ اس مجاہد عالم، مجتہد کے بارے میں جو شیخی پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اس واویلا کی

اصل حقیقت سے آگاہ رہیں۔

تعارف

حضرت آیت اللہ شیخ مہدی الخالصی یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق دنیا جانتی ہے کہ انگریزوں نے ان سے استحصالِ عراق کا ناجائز فتوی حاصل کرنے کے لئے ان کے آگے درہم و دینار کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ مگر سرکار موصوف نے انہیں پایۂ استحقار سے ٹھکرا دیا تھا۔ مگر غلط فتوی صادر کرنا گوارہ نہیں فرمایا تھا۔ ان ہی کے فرزندِ رشید عالم جلیل حضرت علامہ شیخ محمد خالصیؒ تھے جو بہت بڑے عالم، وسیع النظر فاضل اور جامع الفنون مجتہد تھے۔ ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ جس بات کو حق سمجھتے تھے اس کا اظہار برملا کرتے تھے اور اس حق گوئی پر دنیا کی کوئی طاقت اسے روکنے پر قادر نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ حقائق میں رو رعایت کو بدترین گناہ سمجھتے تھے۔ وہ حق کے لئے بڑی سے بڑی حکومتوں سے بھی ٹکر لینے سے ذرا سی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے شہنشاہ ایران کو ان کی غیر اسلامی پالیسیوں پر ٹوکا۔ ایسے آمر کو غیر اسلامی آئین نافذ کرنے پر للکارا اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہی وجوہ سے ان کی زندگی کا کافی حصہ قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے میں گزر گیا۔ لیکن یہ مصائب ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ آپ اپنے اسی قید و بند کے دور کو زندگی کا بہترین حصہ قرار دیتے تھے کیوں کہ انہیں اسی دوران قرآن مجید حفظ کرنے اور بعض دوسری علمی کتابیں لکھنے کا یکسوئی سے موقع ملا۔

علمی خدمات

علامہ خالصیؒ مرحوم نے اپنی زندگی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور طالبانِ علم کے لئے علمی خزائن مہیا کئے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے قلم سے عظیم شاہکار یادگار کے طور پر چھوڑے جن میں ——— ۱۔ احیائے شریعہ فی مذہب شیعہ (کئی جلدیں)، ۲۔ ترجمہ حد اور طبیعت مع حواشی، ۳۔ ھذا ھو اللّٰہ، ۴۔ حجاب در اسلام، ۵۔ الاسلام سبیل السعادۃ السلام، ۶۔ الشیخیہ، ۷۔ رسالہ العلم، ۸۔ الجمعۃ والاسلام وغیرہ تحریر فرمائے۔

جہاد

علامہ خالصیؒ مرحوم کی تمام زندگی جہاد تھی۔ انہوں نے ہر اس بات کے خلاف جہاد فرمایا جو قرآن و سنت کے خلاف تھی۔ انہوں نے اشتراکی حملوں کے خلاف جہاد فرمایا اور عراق پر اشتراکی استعمار کے سامنے فولاد بن کر کھڑے رہے۔ انہی اشتراکیوں نے اندرونی طور پر بھی اس عالم جلیل کے خلاف اپنے ایجنٹوں کے ذریعے عوام کے ذہنوں میں زہر بھرنا شروع کر دیا۔ ان ایجنٹوں کا ساتھ فرقہ ضالہ شیخیہ نے بڑھ چڑھ کر دیا۔ اس گروہ ضالہ کو علامہ خالصیؒ مرحوم نے اپنے بزرگ علمائے مجتہدین کے فتاویٰ کے مطابق ضال مضل جانا اور خود بھی ان علماء کی پیروی کی اور ان کو ضال مضل قرار دیا۔ صرف علمی حد تک یا فتویٰ کی حد تک نہیں رکھا بلکہ اس گروہ کے خلاف عملی جہاد فرمایا اور بغداد، کاظمین کو اس ناپاک سازش سے صاف کیا۔ اور ان کے خرافاتی عقائد کو اپنے علمی جہاد سے قطع فرمایا۔

علامہ خالصیؒ مرحوم نے تمام بدعات کے بارے میں بھی عملی جہاد فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ عالم اسلام کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے اور علمائے اسلام سے ہمیشہ اتحاد کی اپیل کرتے رہے۔ خصوصاً بغداد کے اہل سنت مسلمانوں کے دلوں میں اشتراکی پروپیگنڈہ نے شیعوں کے خلاف بہت زیادہ نفرت پھیلائی اور داؤد پاشا کے زمانہ کی طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے اسلام دشمن اشتراکی منصوبے کو ناکام بنایا اور علمائے اسلام کے ساتھ اتحاد کا ہاتھ بڑھایا جو بحمدللہ کامیاب ہو گیا۔ انہوں نے نجدیوں کے عقائد جو وہ قبور آئمہ علیہم السلام کے بارے میں رکھتے تھے ان کی رد میں قلم کو حرکت میں لائے اور قرآن، سنت اور آئمہ اطہار کے فرامین کی روشنی میں مزارات مقدسہ کے زیارات، تعمیرات کے ثواب اجر عظیم کے بارے میں اپنی عظیم کتاب احیائے شریعہ ص ۸۷ تا ص ۱۰۰ پر محکم دلائل سے ثبوت فراہم کئے اور عقائدِ وہابیہ نجدیہ کی رد میں آئمہ اطہار کی خلافت حقہ، اولی الامر ہونے، شفاعت، توسل اور حیات جاودانی اور ان کو بطور توسل، شفاعت پکارنے پر قرآن، سنت، احادیث معتبرہ اور دلائل صحیحہ

سے جائز اور لمحق ثابت فرمایا۔ حوالہ کے لیے اُن کی کتاب احیائے شریعہ حصہ اول ص۸۹ تا ص۸۹ حق حقانیت کے اثبات کے لئے کافی ووافی ہے۔

اختلاف علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کا چند فتاویٰ سے دیگر مجتہدین کو اختلاف تھا جیسا کہ بعض مجتہدین کو دوسرے مجتہدین سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ نے اپنی کتاب اصول شریعہ ص۲۹۸ طبع ثانی میں تحریر فرمایا ہے کہ "ہمیں بھی بعض فتاویٰ میں اُن سے اختلاف ہے" یہ بھی واضح رہے کہ کسی مجتہد کا دوسرے مجتہد سے اختلاف علمی سطح پر دوسرے مجتہد کو دائرہ شیعیت سے خارج نہیں کر دیتا۔ کتنے مسائل ہیں جن میں مجتہدین کا ایک دوسرے سے اختلاف موجود ہے، اور رہے گا۔ ایک کے نزدیک کوئی چیز مباح ہوتی ہے دوسرے کے نزدیک مکروہ۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی واجب یا فرض پر کبھی اختلاف نہیں ہوتا۔

مخالفین کا پراپیگنڈا یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی حق گو انسان حق کی بات بلند کرے تو باطل اور نفس پرست انسان اس کی مخالفت پر تل جاتے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ سے اصول رہا ہے کہ مخالفت میں پراپیگنڈا کا ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے اگر وہ ناکام ہو جائے تو وہ حق گو، حق پرستوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی سعی میں لگ جاتے ہیں۔ اس کی واضح مثالیں تاریخ عالم انسانی میں موجود ہیں۔

اب ہم علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کے خلاف پراپیگنڈا کے اسباب تلاش کرتے ہیں جو ظاہر ہیں کہ علامہ خالصیؒ مرحوم نے اشتراکی استعمار کے خلاف کفر کے فتاوے صادر فرمائے اور عراق کے استحصال کے لئے ان مکروہ استعماریوں کے سامنے فولادی دیوار بن گئے۔ اسی دشمنی میں ان مغربی استعماروں نے شیخ مرحوم کے خلاف عالمی سطح پر واویلا شروع کر دیا۔ اصل میں ان استعماروں کو علم ہوتا ہے کہ اگر اس شخص کا اثر اور کردار صحیح سالم طریقے سے عوام تک پہنچا

رہا تو پھر کبھی بھی یہ بد باطن اپنا مطلب حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے وہ اُن جیسے انسان کے اعلیٰ کردار کو اپنے مکروہ پراپگنڈہ کے ذریعے عوام کے ذہنوں کو ان کے خلاف ابھارتے ہیں۔
اگر تھوڑا سا اس ملحقہ دور کا مطالعہ کیا جائے تو بات سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی۔ ایسی مثالیں ہمارے علمائے کرام کے بارے میں ان استعماریوں کی کارستانیاں کافی موجود ہیں۔ دُور کی کیا بات آج اسلام کے اس دَور کے واحد نجات دہندہ آیت اللہ العظمیٰ آیت اللہ خمینی کے خلاف مغربی، مشرقی پریس کیا کچھ نہیں کر رہا۔
اس روشن اور علمی دور میں جہاں وسائل ابلاغ کتنے وسیع ہیں۔ اس کے باوجود چند سمجھدار اور اکثر سادہ لوح انسان اس میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جس حق گو انسان سے جس باطل قوت کو اذیت ہوتی ہے وہی اس واویلا میں پیش پیش ہوتی ہے۔ علامہ خالصیؒ مرحوم کے خلاف بھی ایک طرف اشتراکی استعمار ہیں تو دوسری طرف ان کے ایجنٹ۔ اور ایک طرف فرقہ ضالہ شیخیہ کے افراد ہیں اور ان کے ایجنٹ۔ اور اس پراپگنڈا میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بھی شیخیہ ہیں۔ آج پاکستان میں بھی اسی کے نمائندے متحرک نظر آتے ہیں۔
جیسا کہ ہم نے گذشتہ ابواب میں عرض کیا ہے کہ علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم سے سب سے زیادہ تکالیف فرقہ شیخیہ کو پہنچی ہیں۔ اسی لئے وہ سب سے زیادہ اس کام میں مشغول ہیں اور علامہ خالصیؒ مرحوم کے متعلق ناروا اتہامات اصل میں اپنی اس دشمنی کا بدلہ چکانے کے لئے ہیں۔
ہم نے جتنے بھی مخالفین کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا مطالعہ کیا ہے، سب کو دجل فریب ہی پایا ہے۔ ان خرافات کے اختراع کنندہ بھی ہمیں اسی شیخیہ گروہ کے افراد یا ان کے ایجنٹ نظر آتے ہیں۔ عراق میں ان کے سب سے بڑے مخالف جن کو آیت اللہ یا کیا کچھ لکھا جا رہا ہے یہ تھے مرحوم عبدالمنعم کاظمینی جنہوں نے اپنی کتاب من کنت مولاہ جس کی چودہ جلدیں تحریر

کی ہیں اور غالباً ۱۹۷۷ء میں انتقال کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب من کنت مولاہ جلد۔ ۱۰ صفحہ ۳۵۷ تا ۳۵۸ پر شیخ احسائی کا پورا پورا دفاع کیا ہے اور اسی کتاب میں اپنے شیخیہ ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے۔ دوسرے شیخ عبدالحسین جاوی، جاسم کلکاوی وغیرہ اسی صاحب کے خوشہ چین نظر آتے ہیں۔ ان کے عائد کردہ اتہامات کا جواب گذشتہ ابواب میں بحمداللہ ہم نے تحریر کردیا ہے اب اس کی تکرار ضروری نہیں ہے۔

ثانیاً ہم عرض کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے مراجع عظام، علمائے کرام کے واضح فرامین، فتاویٰ سے ثابت کردیا ہے کہ شیخیہ ایک فرقہ ہے جس کو ہمارے علماء نے ضال مضل، ان کی کتب کی نشر و اشاعت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ہم ایسی ہی دلیل علامہ شیخ محمد خالصیؒ کے مخالفین سے طلب کرتے ہیں۔ علامہ شیخ محمد خالصیؒ پر مخالفین سب سے بڑا اعتراض یہ لگاتے ہیں کہ انہوں نے آیت اللہ محسن الحکیمؒ سے اختلاف کیا اور وہ آیت اللہ محسن الحکیمؒ کے مخالف تھے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا علامہ خالصیؒ مرحوم کسی ذاتی عذر پر آیت اللہ محسن الحکیمؒ کے مخالف تھے یا علمی اختلاف تھا؟ دوسرا ہمیں دو جملے بھی خود آیت اللہ محسن الحکیمؒ کے علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کی مخالفت میں نہیں ملتے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ شیخیہ کی اختراع ہے۔

ثالثاً ہم آج بھی علامہ شیخ محمد خالصیؒ مرحوم کے مخالفین سے یہی کہتے ہیں کہ یا تو وہ علامہ خالصیؒ کا شیعیت سے خارج ہونے، ان کی کتب کو گمراہ قرار دینے، ان سے منسوب کوئی گروہ ثابت کریں اور وہ بھی موجودہ مجتہدین کرام کے فتاویٰ سے تو ہم ان کی دلیل کو محکم سمجھیں۔ اگر نہیں اور انشاءاللہ یہ کبھی نہیں ہوگا تو پھر اپنی اس باطل روش کو چھوڑ کر شیخیہ کی پیروی نہ کریں اور اس عالم با عمل مجتہد مرحوم کے خلاف واویلا چھوڑ دیں۔

آخر میں ہم اپنے ملک پاکستان کے مومنین سے گزارش کریں گے کہ وہ ان شیخیہ کے کردہ پراپیگنڈا

سے بچیں۔ اپنے علمائے کرام کے ساتھ رجوع فرمائیں اور ہر ایک بات کو کہنے سے پہلے اس کی تحقیق کر لیں، پھر اس پر عمل کریں۔ خداوند کریم ہمارے ملک پاکستان کے شیعہ خیر البریہ کو اس ناپاک سازش سے محفوظ، مامون فرما دے بحق محمد و آلہ الاطہار ——— وسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

فرقہ شیخیہ ایک نظر میں

شیخ احمد احسائی ــــــ بانی فرقہ شیخیہ

سید کاظم رشتی

کاظم رشتی کی خلافت کے تین دعویدار

- علی محمد باب (بانی فرقہ بابی)
  - حسین علی بہاء اللہ (بانی فرقہ بہائیہ)
  - پاکستان میں مرکز کراچی
- محمد کریم خان کرمانی (بانی فرقہ کرمانیہ)
  - محمد خان
  - زین العابدین
  - ابوالقاسم
  - عبدالرضا
  - پاکستان میں اس کا نمائندہ ڈاکٹر کاظم رضا کراچی
- حسن گوہر (بانی فرقہ گوہریہ)
  - باقر اسکوئی
  - موسیٰ اسکوئی
  - علی اسکوئی
  - میرزا حسن احقاقی (کویت)
  - پاکستان میں اس کے نمائندے
    - حسین ساقی ملتان
    - درس آلِ محمد فیصل آباد

بشکریہ [illegible] ارشاد العوام اردو جلد اول [illegible]

کتابیات
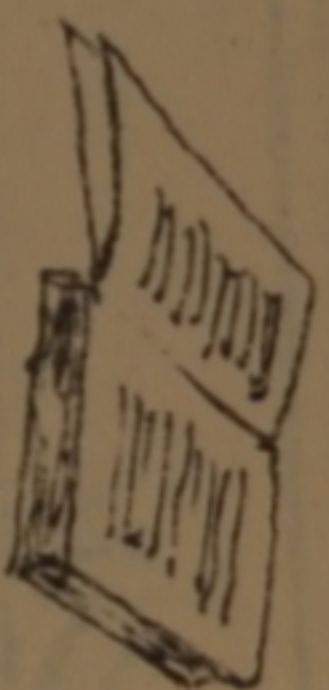
نمبر شمار	نام مصنف/مؤلف/مرتب/مترجم	نام کتاب	جگہ چھاپ	سن چھاپ
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۱-	آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی (عراق نجف)	توضیح المسائل اُردو ترجمہ مولانا یوسف نقشی کراچی	ابراہیم ٹرسٹ کراچی	طبع اول
۲-	" " " " "	المسائل المنتخبہ الخوئی عربی	بیروت	—

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۳۔	فخر المناظرین علامہ مرزا احمد علیؒ لاہور۔	لوح باب البہا	امامیہ مشن لاہور	طبع اوّل
۴۔	مولانا اختر حسین نسیم ملتان	دور حاضر کے ابلیس کا مختصر تعارف	مرکز ردّ شیخیت ملتان	〃
۵۔	〃 〃 〃 〃 〃	انڈونیشیا کا عیسائی جاسوس شیعت کے روپ میں	مدرسہ مصباح العلوم الجعفریہ طلباء جعفریہ یونٹ ملتان	〃
۶۔	〃 〃 〃 〃 〃	ابلیس اپنے عقائد و نظریات کے آئینہ میں	مرکز ردّ شیخیت ملتان	طبع اوّل
۷۔	حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسینؒ	نہج البلاغہ (اردو ترجمہ)	امامیہ کتب خانہ لاہور	طبع سوم
۸۔	مولانا سید حامد علی موسوی راولپنڈی	خطبہ صدارت سید حامد علی موسوی (۱۰ فروری ۱۹۸۴ء)	تحریک نفاذ فقہ جعفریہ دینہ ضلع جہلم۔	طبع اوّل

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۹۔	مولانا سید حسین عارف نقوی اسلام آباد۔	تذکرہ علمائے امامیہ جلد اوّل	امامیہ دار التبلیغ، ۳۶۲۔سی، گلی نمبر ۱۲، جی۔۶/۲، اسلام آباد۔	طبع اوّل اگست ۱۹۸۱ء
۱۰۔	آیت اللہ سید حسین بروجردی رح۔	منہاج ارشاد، اردو ترجمہ — اساس الاعتقاد — مترجم مولانا ابن حسن نجفی۔	لاہور	طبع اوّل
۱۱۔	آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ الامام الخمینی مدظلہ۔	توضیح المسائل — اردو ترجمہ مولانا صفدر حسین نجفی، لاہور۔	امامیہ پبلی کیشنز ۱۷۔ گنبت روڈ، لاہور۔	طبع اوّل
۱۲۔	مولوی سید سجاد حیدر جہلم۔	شیطانی گروپ کا اصلی روپ	تنظیم تحفظ عظمت اہل بیت صدر دفتر مدرسہ جامع الثقلین خانیوال روڈ، ملتان۔	طبع اوّل

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۱۳۔	مولوی سید ضمیر الحسن احمد پور سیال	معالم الشریعہ	احمد پور سیال ضلع جھنگ۔	طبع اول
۱۴۔	سید العلماءؒ علامہ علی نقی النقوی ۔ لکھنؤ	نظام ہائے زندگی	امامیہ پبلی کیشنز لاہور۔	طبع دوم
۱۵۔	״ ״ ״	باب البہا	لکھنؤ۔	طبع اول
۱۶۔	״ ״ ״	شہید انسانیت	امامیہ مشن، لاہور۔	طبع اول ۱۹۷۷ء
۱۷۔	حجۃ الاسلام علی اکبر ہاشمی رفسنجانی ایران	امیر کبیر یا قہرمان مبارزہ با استعمار (فارسی)	وابستہ بجامع مدرسین حوزہ علمیہ قم، ایران۔	طبع اول
۱۸	مولانا سید علی اصغر نقوی نزیل حوزہ علمیہ قم ایران	شیخ احمد احسائی استعماری ایجنٹ۔	ایران قم	طبع اول

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۱۹-	ڈاکٹر کاظم علی رسا، کراچی۔	خالصی نامہ	کتب خانہ ابراہیمیہ کرمان شاخ پاکستان جمشید روڈ کراچی نمبر ۵۔	طبع اوّل
۲۰-	〃 〃 〃 〃	گلدستۂ مودت	— 〃 —	〃
۲۱-	〃 〃 〃	یا علی مدد — اردو ترجمہ افکار آقائے عبدالرضا ابراہیمی کرمانی	— 〃 —	〃
۲۲-	〃 〃 〃	جرسِ حق	— 〃 —	〃 ۱۳۹۲ھ
۲۳-	مولوی محمد بشیر انصاری ٹیکسلا۔	حقائق الوسائط	لاہور۔	طبع اوّل

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۲۴ـ	حجۃ الاسلام شیخ الطائفہ شیخ محمد ابن بابویہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ	من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل (عربی)	دار الکتب الاسلامی مرتضےٰ اخوند بازار تہران ـ ایران	طبع اوّل
۲۵ـ	مولانا سیّد مسرور حسین لکھنوی	مختار المسائل (اُردو)	مدرسہ الواعظین لکھنؤ	طبع اوّل سنہ ۱۹۳۱ء
۲۶ـ	حجۃ الاسلام علامہ شیخ محمد رضا مظفر نجفی	مکتب تشیع اُردو ترجمہ عقائد شیعہ	جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی	طبع اوّل
۲۷ـ	سیّد ابوعلی محمد سلیم محمدی، ملتان	طمانچہ بر رخسار شیخ، شیخیہ	مرکز ردّ شیخیت، ملتان	//

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۲۸-	آیت اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء عراق	اصل اصول شیعہ (اردو ترجمہ ابن حسن نجفی)	رضا کار بک ڈپو، لاہور	طبع اوّل
۲۹-	حجۃ الاسلام آیت اللہ شیخ محمد الخالصیؒ عراق	احیائے شریعہ حصہ اوّل (عربی)	دار الکتب الاسلامیہ، طہران	طبع اوّل
۳۰-	حجۃ الاسلام سیّد م - ح - بہشتیؒ	نماز چیست (فارسی)	دفتر نشر فرہنگی طہران ایران	طبع اوّل ۱۹۵۹ء
۳۱-	مولانا سیّد محمد حسین زیدی برستی چنیوٹ ضلع جھنگ	تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام	چنیوٹ ضلع جھنگ	طبع اوّل
۳۲-	حجۃ الاسلام علامہ محمد حسین صاحب مجتہد سرگودھا	قوانین شریعہ فی فقہ جعفریہ جلد اوّل دوم	مکتبۃ السبطین کوٹ فرید سرگودھا	〃
۳۳-	〃 〃 〃	اصول شریعہ فی عقائد الشیعہ	— 〃 —	طبع اوّل، دوم، سوم
۳۴-	〃 〃 〃	احسن الفوائد فی شرح العقائد	— 〃 —	طبع اوّل - دوم

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۳۵	حجۃ الاسلام علامہ محمد حسین صاحب مجتہد سرگودہا	اعتقادات الامامیہ فی رسالۃ اللیلیہ	امامیہ دار التبلیغ، ۳۶۲-سی، گلی نمبر ۱۲، جی - ۲/۶، اسلام آباد۔	طبع دوم
۳۶۔	″ ″ ″	سعادت الدارین فی مقتل الحسینؑ	مکتبۃ السبطین، کوٹ فرید، سرگودہا۔	طبع اوّل
۳۷۔	مولوی محمد حسین سابقی ملتانی	میزان العقائد (اردو)	جامع الثقلین، ۱۴۱۵-سی، بالمقابل حیدریہ مسجد گلگشت ملتان	″
۳۸۔	″ ″ ″	شہادۃ الثالثہ	مدرسہ جامع الثقلین، خانیوال روڈ، ملتان۔	″

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۳۹۔	مولوی محمد حسین سابقی ملتان۔	تبصرۃ الشیعہ من الفوائد الرضویہ	دار المعارف امامیہ، فیصل آباد۔	طبع اوّل
۴۰۔	〃 〃 〃	جواہر الاسرار	مکتبہ ہمدانی، تلہ گنگ، ضلع اٹک۔	〃
۴۱۔	حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید محمد حسین طباطبائی مرحوم۔	پاسدارانِ اسلام (اردو ترجمہ)	جامعہ تعلیماتِ اسلامی، کراچی	〃
۴۲۔	مولانا راجہ محسن علی سرگودہا۔	توثیقِ حق بجوابِ تحقیقِ حق	تحریک تحفظ تعلیماتِ آلِ محمد، بلاک نمبر ۷، سرگودھا۔	〃

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۴۳۔	چودہری محمد طفیل شادیوال۔	مرگ بر مقصرین — جلد دوم	ادارہ فدایانِ تحفظ عظمتِ اہلِ بیت پاکستان شادیوال ضلع گجرات	
۴۴۔	سیّد مولوی مبین سرحدی، فیصل آباد۔	تذکرہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی	درسِ آلِ محمدؐ، فیصل آباد۔	طبع اوّل
۴۵۔	مولوی مرزا یوسف حسین لکھنوی لاہور۔	حقائق العقائد	مکتبہ جعفریہ بلاک نمبر ۲ سرگودہا۔	طبع دوم سنہ ۱۹۷۷ء
۴۶۔	شعبہ نشر و اشاعت	تنظیم کا دستور	تنظیم تحفظ عظمت اہلِ بیت جامع الثقلین، ملتان۔	

(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
۴۷۔		سید ابراہیم الموسوی الزنجانی اور انقلاب جمہوری اسلامی ایران ۔	شعبۂ تبلیغ جامع الثقلین احمد پارک کالونی، خانیوال روڈ، ملتان ۔	طبع اوّل
۴۸۔		میرزا حسن الحائری کی عظیم شخصیت ۔	شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ جامع الثقلین، خانیوال روڈ، ملتان ۔	"
۴۹۔		فتنہ خالصیت پر چوتھی ضربِ کاری۔	— " —	"

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اشتہارات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے :-

۱-	اظہارِ حقیقت -	فیصل آباد -
۲-	گلستانِ شیعت میں یزیدیت کی ترویج -	تنظیم تحفظ عظمتِ اہلبیتؑ، جامع الثقلین، خانیوال روڈ ملتان -
۳-	سورج میانی ملتان کے آستانہ خالصیت، مخزن العلوم کی اعتقادی صورت حال -	"
۴-	خالصی ملاؤں کے عقائدِ باطلہ	"
۵-	ہفت روزہ "رضاکار" — ۶ جنوری ۱۹۷۶ء -	بھاٹی گیٹ، لاہور -
۶-	ملت جعفریہ کے خلاف ایک استعماری سازش -	انجمن سپاہِ شہدائے کربلا، راولپنڈی -
۷-	روزنامہ "جنگ" — ۱۶ فروری ۱۹۸۴ء — راولپنڈی -	دفتر اخبار "جنگ"، راولپنڈی -